# THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222535
UNIVERSAL LIBRARY

OUP—43—30-1-71—5,000

**OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY**

Call No. ۸۹۱۵ ح ۳ ذ　　　Accession No. U 559

Author ذوق

Title دیوان ذوق

This book should be returned on or before the date last marked below.

بعون صناع حکیم مکان و بفضل خلاق زمین و زمان نسخہ

بے بدل معدن شعر و سخن از شاعر طوطی زبان ہزار داستان و خوش بیان

# دیوان ذوق

بہ صحت تمام و سعی مالا کلام کارپردازان و ایان کارخانہ مشہور و معروف

در مطبع نامی گرامی جوہری ہند دہلی بزیور طبع مزین و مقبول جہان شد

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7

Checked

P. G.


۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا حمدِ خدا میں دل جو مصروف رقم میرا
الف الحمد کا سا بن گیا گویا قلم میرا

صراطِ عشق پر ازبسکہ ہے ثابت قدم میرا
دمِ شمشیرِ قاتل پر بھی خوں جاتا ہے جم میرا

ہوا یہ سینہ یکسر خارزارِ دشتِ غم میرا
گیا پان جوں آغشتہ ہو کر لب پہ دم میرا

وہ ہوں میں گیسوئے موجِ محیطِ اعظمِ وحشت
کہ ہے گھیرے ہوئے روئے زمیں کو پیچ و خم میرا

نشاں جیسے روا جی گرد کھائی زورِ شیجائی
جھپک سے دیدۂ صراف کی نقشِ درم میرا

وہ ہوں نہیں رہ نوردِ شوق میری شان ہے جیسے
برنگِ سایۂ مرغِ ہوا نقشِ قدم میرا

نہو بے وقر ترکِ سجدۂ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سے ذوق کب رتبہ ہو کم میرا

شوقِ نظارہ ہے جب سے اُس رخِ پرنور کا
ہے میرا مرغِ نظر پروانہ شمعِ طور کا

اے صنم گر پوچھتا ہے حال اُس رنجور کا
دل نہ اٹکائے کہیں اللہ ہے مقدور کا

لطف جاتا ہے سرود نالۂ پرشور کا
خونِ دل پینا ہے یہ کھانا بھی سینہ دور کا

وا وہی ظلمت میں اپنی خلق کب ہے نور کا
مہر اک شعلہ سا ہے سو بھی چراغِ دود کا

تیرے کوچے میں تنِ لاغر ترے رنجور کا
اک غبارِ ناتواں ہے کاروانِ مور کا

باندھو نہیں مضموں جو اپنی شوربختی کا کوئی
ہو زمیں شعر میں عالم زمینِ شور کا

میں وہ ہوں نخچیر جس کو دیکھتا ہے وقتِ ذبح
دیدۂ حسرت سے حلقہ جوہرِ ساطور کا

اس نزاکت پر نظر کرتا کہ وہ رشکِ پری
بال بھی باندھے جو ستے پر تو زلفِ حور کا

دل کا یہ احوال ہے غم سے ترے اے مستِ ناز
جیسے مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا

تفتہ دل وہ ہوں کہ میرے داغ سوزِ نہاں
گرمیِ مرہم سے اڑ جائے اثر کافور کا

گریہ سے فریادیوں کے نام پہنچے
لب پہ رہا کچھ جو نکلے پیدا ہوا ناسور کا
حق تو یہ ہے یہ اثابت عجب اعجاز ہے
قصہ پہونچا یا زبان دار پر منصور کا
عشق کے مکتب میں ہو فریاد سے استاد فن
تیشۂ دن چاہیے اگر تعویذ بیری گور کا
زخم میرا ہے وہ اپنا دوست خوں دیتا ہے
منہ سے گر تیغ کے سن پائے تو ناسور کا
جھانکتے تو وہ بھی جس کو زنخ دیوار سے
عدای قسمت ہوا شی وزن میں گھر نور کا
وقت ہے جس جا پہ کشتہ سرو بیکار ہی
مشتہر ہوتا ہے پیدا وان شجر کا طور کا
ہو تو بعد از مرگ بھی گر ای محبت دستگیر
استخوان کو ہو مری دستہ ترے ساطور کا
عشق نے ڈالی تھی جب نقشِ محبت کی بنا
لکھ دیا تھا کوہکن بھی نام اک مزدور کا
بلبلے وحشت اب تلک بھی شاخِ آہو کی طرح
پیچ کھاتا ہے دھواں میرے چراغِ گور کا

دیکھنا زہراب پیکاں محبت کا اثر
چشم افعی بنگیا روزن ہر اک ناسور کا

کھینچے مانی اس پری کی کیونکہ تصویر کفک
جمع ہو جبتک نہ رنگ سرخ روی حور کا

تیرے قامت سی جو ہو برپا قیامت شور کا
کام لے منقار سے فریاد قمری صور کا

ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہے جسکی خاک میں
ہے دُر تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا

لکھیئے اوسی خط میں کہ ستم اٹھ نہیں سکتا
پر ضعف سی ہاتھوں میں قلم اٹھ نہیں سکتا

بیمار تیرا صورت تصویر نہالی
کیا اوٹھے سر بستر غم اوٹھ نہیں سکتا

آئی ہے صدائی جرس ناقہ لیلے
صد حیف کہ مجنوں کا قدم اٹھ نہیں سکتا

جوں دانہ روئیدہ تہ سنگ ہمارا
سر زیر گراں بار الم اٹھ نہیں سکتا

ہر داغ معاصی میرا اس دامن تر سی
جوں حرف سر کاغذ نم اٹھ نہیں سکتا

اتنا ہوں تیری تیغ کا شرمندہ احسان
سر میرا ترے سر کی قسم اٹھ نہیں سکتا

پردہ در کعبہ سے اُٹھانا تو ہی آسان
پر پردہ رخسار صنم اٹھ نہیں سکتا

کیوں اتنا گرانبار رہے جو جنت سفر سے
اے راہرو ملک عدم اٹھ نہیں سکتا

دنیا کا زر و مال کیا جمع تو کیا ذوق
کچھ فائدہ کیا دست کرم اٹھ نہیں سکتا

واہ کیا مرہم زخم دل بیتاب بنا
آب سے نشتر تیز کے تیزاب بنا

نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا
پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا

دل بیتاب کو ہم سینے میں ٹھہرا نہ سکے
شعلہ خود دیکھتے ہی تجکو وہ سیماب بنا

پوچھیں گر مجھسے مے عشق ہوئی ہے تلخ
کہ وہ جسدن سے فلک کا سہ زہراب بنا

چشم مخمور کا ہوں کسکی میں کشتہ یارب
کہ میری خاک سے بھی جام مئے ناب بنا

تیرہ روزی نے میری مہر جہانتاب کا نور
دیا جسوقت اڑا کر یک شب تاب بنا

ہاے پچھتاتا ہوں کیوں اس سے کیا میں نے نگاہ
کہ جواب پھرتا ہوں اسطرح سے بیتاب بنا

سرمہ چشم عزیزان نہ بنا میں اے چرخ
کیا غبار خاک غبار دل احباب بنا

آیت سجدہ ہی حق میں میرے ہر جوہر تیغ
ہے خم تیغ فقط کیا خم محراب بنا

سراغ عمر رفتہ ہو تو کیوں کر
کہیں جس کا نشانِ پا نہ پایا

رہِ گم گشتگی میں ہم نے اپنا
غبار راہ بھی عنقا نہ پایا

رہا ٹیڑھا مثال نیش کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

تہ خنجر ترے بسمل نے ہے ہے
ذرا قابو تڑپنے کا نہ پایا

احاطے سے فلک کے ہم تو کب کے
نکل جاتے مگر رستہ نہ پایا

جہان دیکھا کسی کے ساتھ دیکھا
کبھی ہم نے تجھے تنہا نہ پایا

چراغ داغ لیکر دل میں ڈھونڈھا
نشاں پر صبر و طاقت کا نہ پایا

وہ از خود رفتہ ہوں جسکو خودی نے
خدائی میں اگر ڈھونڈھا نہ پایا

کہے کیا ہائے زخم دل ہمارا
دہن پایا لب گویا نہ پایا

کبھی تو اور کبھی تیرا رہا غم
غرض خالی دل شیدا نہ پایا

سوا تیرے خط مشکیں کے کوئی
مجرب نسخۂ سودا نہ پایا

وہ بولے دیکھکر تصویر یوسف
سنا جیسا اوسے ویسا نہ پایا

نہ مارا تو نے پورا ہاتھ قاتل
ستم میں بھی تجھے پورا نہ پایا

مرے طالع کی وہ گردش ہے جس سے
فلک نے بھی قرار اصلا نہ پایا

نظیر اس کا کہاں عالم میں اے ذوق
کہیں ایسا نہ پائے گا نہ پایا

نام یوں پستی میں بالاتر ہمارا ہو گیا
جس طرح پانی کوئیں کی تہ میں تارا ہو گیا

میرے نالوں سے جو پانی سنگ خارا ہو گیا
کوہ کے چشموں کا آنسو ہر شرارہ ہو گیا

ذکر دنیا نفس مردہ کو ہوا ماء الحیات
مر کے یہ سیماب پھر زندہ دوبارا ہو گیا

دانت یوں چمکے ہنسی میں اس مہ پارہ کے
سینے جانا ماہ تاباں پارا پارا ہو گیا

ایک دم بھی ہمکو جینا ہجر میں تھا ناگوار
پر امید وصل میں برسوں گوارا ہو گیا

ہے مقام زندگی زیر دم شمشیر مرگ
ہو گیا جسطرح کوئی دم گذارا ہو گیا

رشک سے اس زلف کے کیا مشک ہی کے سر ہو خون
بلکہ جلکر سوختہ عنبر بھی سارا ہو گیا

دل یہ زخموں کی ترقی سے ہوئی اور اک بہار
آ گئے تھا صد برگ گل اب ہزارا ہو گیا

ظلمت عصیاں سے تیری بن گیا شب روز ختم
آفتاب اک ذرہ سے پر دم وار تارا ہو گیا

کی شہادت نشہ کی سرخی سے چشم یار نے
خون رہا اپنا نہ پنہاں آشکارا ہو گیا

ذوق اس بحر جہاں میں کشتی عمر رواں
جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کنارا ہو گیا

میں ہجر میں مرنے کے قریں ہو ہی چکا تھا
تم وقت پر آپہونچے نہیں ہو ہی چکا تھا

اب جان پہ آفت ہے جو آئے ہو دوبارہ
اکبار تو غارت دل و دیں ہو ہی چکا تھا

پر ہم اسے کیوں لوٹنے نے یا بھر کے پھر زلف
اے دل وہ ابھی چین جبیں ہو ہی چکا تھا

ہوتا جو نہ پیوند زمیں تیری گلی میں
آسودہ یہ دل زیر زمیں ہو ہی چکا تھا

آنے سے مرے تجھ کو [illegible] چپ و گر نہ
جانے کا ارادہ تو کہیں ہو ہی چکا تھا

جو خط میں لکھا اس نے وہ [illegible]
مکتوب سر لوح جبیں ہو ہی چکا تھا

بے [illegible] توقف [illegible] رہا ورنہ
[illegible] ہو ہی چکا تھا

کیا ہوتا جو سمجھاتے اُسے جاکے مریدِ دوست
دشمن کا سخن ذہن نشیں ہو ہی چکا تھا

کیا دیکھتے ہم یوسف کنعاں کو کہ اپنا
منظور نظر ایک حسیں ہو ہی چکا تھا

کیا گرم تپش ہوتا تڑپ کر ترے آگے
میں سر د تہ خنجر کیں ہو ہی چکا تھا

جو کچھ کہ ہوا ہم سے وہ کس طرح نہ ہوتا
حکم ازلی ذوق یوہیں ہو ہی چکا تھا

ہم ہیں اور سایہ ترے کوچہ کی دیواروں کا
کام جنت میں ہے کیا ہم سے گنہگاروں کا

محتسب گرچہ دل آزار ہے میخواروں کا
دیجیے اک جام تو ہے یار ابھی یاروں کا

اتنا تو سوز فغاں ہو کہ چمن میں بلبل
خرمن گُل کی جگہہ ڈھیر ہوا انگاروں کا

چرخ پر بیٹھ رہا جان بچاکر عیسےٰ
ہو سکا جب نہ مداوا ترے بیماروں کا

ہوں رگیں حلق بریدہ کی ہمارے خونبار
گر تماشا تجھے منظور ہو فواروں کا

ہیں کماندار تری تیر مژہ تشنۂ خون
منہ کھلا رہتا ہے اسواسطے سوفاروں کا

کیوں نہ ہر تار میں دل ہوں گرفتار کہ زلف
جیلخانہ ہے محبت کے گرفتاروں کا

دینگے جاں بوسۂ لعل نمکیں پر ہم بھی
جاں نثاری ہے اگر شیوہ نمکخواروں کا

بے سیاہی نہ چلا کام قلم کا اے ذوق
روسیاہی سر و ساماں ہے سیہ کاروں کا

نالہ اس شور سے کیوں میرا دوہائی دیتا
اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا
آسماں آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا

لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
ایک تیرا نہ مجھے درد جدائی دیتا

پنجۂ مہر کو خوں شفقی میں ہر روز
غوطے کیا کیا ہے ترا دست حنائی دیتا

روش اشک گرا دینگے نظر سے اک دن
ہے ان آنکھوں سے یہی مجھکو سجھائی دیتا

میں وہ ہوں صید کہ پھر دام میں پھنستا جاکر
گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

کون گھر آئینہ کے جاتا اگر وہ گھر میں
خاکساری سے نہ جاروب صفائی دیتا

خوگر ناز ہوں کس کا کہ مجھے ساغر مے
بوسۂ لب نہیں بے چشم نمائی دیتا

منہ سے بس کرتے نہ ہرگز یہ خدا کے بندے
گر حریصوں کو خدا ساری خدائی دیتا

[illegible]

ہو سکے آلودہ دامن پاکدامن کسطرح
اے زلیخا چھوڑ دامن یوسف کنعان کا

نفس بیقدور کو قدرت ہو گر تھوڑی سی بھی
دیکھ پھر سامان اُس فرعون بے سامان کا

دیکھنا ای ذوق ہونگے آج پھر لاکھوں کے خون
پھر جمایا اُس نے لعل لب پہ لاکھا پان کا

کسی بیکس کو ای بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اُسکو گر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر بنجاتا
اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

خطا تو دل کی تھی قابل بہت سی مار کھانیکی
تری زلفوں نے مشکیں باندھکر مارا تو کیا مارا

نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دیدیکر
جو اُسنے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تھا کچھ پاس قاتل کے
الٰہی پھر جو دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا

ہنسی کیساتھ یاں رونا ہے مثل قلقل مینا
کسی نے قہقہہ اے بیخبر مارا تو کیا مارا

مرے آنسو ہمیشہ ہیں برنگ لعل غرق خوں
جو غوطہ آب میں تونے گہر مارا تو کیا مارا

جگر دل دونوں پہلو میں ہیں زخمی اُسنے کیا جانیں
ادہر مارا تو کیا مارا اُدہر مارا تو کیا مارا

دل سنگین خسرو پر بھی ضرب کوہکن پہنچا
اگر تیشہ سر کہسار پر مارا تو کیا مارا

گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نکرنے میں
اگر لاکھوں برس سجدہ میں سر مارا تو کیا مارا

دل بدخواہ میں تھا مارنا یا چشم بدبیں میں
فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

ہنگامہ گرم ہستی ناپائدار کا
چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا

میں جو شہید ہوں لب خندان یار کا
کیا کیا چراغ ہنستا ہے میرے مزار کا

ہو راز دل نہ یار سے پوشیدہ یار کا
پردہ جو درمیان نہو دل کے غبار کا

ہو پاکدامنوں کو خلش گر ہو کیا خطر
کھٹکا نہیں نگاہ کو مژگان کے خار کا

پوچھے ہے کیا حلاوت تلخابۂ سرشک
شربت ہے باغ خلد برین کے انار کا

پہونچے گا تیرے پاس کبوتر سے پیشتر
مکتوب شوق اُڑکے تیرے بیقرار کا

ہے عین وصل میں بھی میری آنکھ سوئے در
لپکا جو پڑگیا ہے مجھے انتظار کا

ہے دل کے داؤگھات میں مژگان چشم یار
کرتی ہے قصد ٹٹی کی اوجھل شکار کا

بجھنے کی دل کی آگ نہیں زیر خاک بھی
ہوگا درخت گور پہ میری چنار کا

اس روئے تابناک پہ ہر قطرۂ عرق
گویا کہ اک ستارہ ہے صبح بہار کا

ای ذوق گر میں ہوش تو دینا ہو دور کا
اس میکدے میں کام نہیں ہوشیار کا

ہمارے جو تونے دل پہ پامال کر کے کیا
چلا ہے دیکھو وہ دامن سنبھال کے کیا

بغل سے لیگئے دلکو نکال کے وہ مرے
جو مانگا تو کہا آنکھیں نکال کے کیا

نہیں ہے جوگی اگر چشم یار گرد اُسکے
ہجوم کرتے ہیں مژگان بال کھولے کیا

نمود خال کی دیکھو تو زیر ابروئے یار
ستارہ نکلا ہے نیچے ہلال کے کیا

ہماری نعش پہ ہنگامہ کیوں ہے اے قاتل
اٹھا ہے فتنہ یہ بعد انتقال کے کیا

شب فراق میں اس مہ جبیں کے عکس رخ
مجھے ڈراتے ہیں آنکھیں نکال کے کیا

ہزار دم میں اُسے یاد تو نے دیکھا ذوق
گیا وہ غیر کے گھر تجھ کو ٹال کے کیسا

یوں کہاں سنگِ در یار سے ٹل جاؤں گا
نہ وہ پتھر ہے پھسلنا کہ پھسل جاؤں گا

نالہ کہتا ہے کہ تا چرخ زحل جاؤں گا
فلک میں توڑ کے اُسکو بھی نکل جاؤں گا

دل یہ کہتا ہے کہ تو ساتھ نہ لیچل مجھکو
ورنہ میں جا کے وہاں دیکھ مچل جاؤں گا

مدرسے میں بھی اگر جاؤنگا تو جائے کتاب
شیشہ بادہ لئے زیر بغل جاؤں گا

کوچہ یار میں جاؤنگا تو مثل خورشید
پاس ادب سے میں سر کے بل جاؤں گا

دل کہے ہے کہ مجھے روزن سینہ سے نکال
ورنہ غش ہو کے میں آنکھوں سے نکل جاؤں گا

سرد مہروں سے فلک ڈال نہ پالا کہ بن آگ
نخل سرمازدہ کی طرح سے جل جاؤں گا

آنکھ سے اشک صفت مجھکو گرا کر نہ سنبھال
میں نہیں وہ کہ سنبھالے سے سنبھل جاؤں گا

قیس و فرہاد کو بتلاؤنگا کچھ عشق کی راہ
اب کی میں گر طرف دشت و جبل جاؤں گا

گر پڑا آگ میں پروانہ دم گرمی شوق
سمجھا اتنا بھی نہ کمبخت کہ جل جاؤں گا

ہوں وہ مشتاق شہادت کہ ترے ہاتھ سے میں
پائے کوبان تہ شمشیر اجل جاؤں گا

جنبش برگ صفت باغ جہاں میں اے ذوق
کچھ نہ ہاتھ آئے گا تو ہاتھ تو مل جاؤں گا

اس سے تو اور آگ وہ بیدرد ہو گیا
اب آہ آتشیں سے بھی دل سرد ہو گیا

سینے میں بوالہوس کے بھی تھا آبلہ مگر
نشتر کا نام سنتے ہی منہ زرد ہو گیا

سو بار مر کے عاشق جانباختہ تیرا
اٹھنے کو پھر کھڑا روش گرد ہو گیا

مجنوں بھی دشت گرد تھا مانند گرد باد
جب خاک اڑائی ہم نے تو وہ گرد ہو گیا

اُس صید تیر خوردہ کو تو نے کیا نہ ذبح
آخر تڑپ تڑپ کے یوں ہی سرد ہو گیا

واں رخ شگفتگی سے گل ورد بن گیا
یاں غم سے روئے زرد گل زرد ہو گیا

پیر مغان کے پاس وہ دارو ہے جس سے ذوق
نامرد مرد مرد جوان مرد ہو گیا

پانی طبیب دے ہے ہمیں کیا بجھا ہوا
ہے دل ہی زندگی سے ہمارا بجھا ہوا

پڑھ چکا جبکہ زمیں توسن وحشت اپنا
دیکھتے افلاک پہ ہم خاک بیاباں چڑھا
مصحف رخ پہ ترے رنگ شہزا ہے ترا
۱۶ خوب ہے سونا سر قرآن چڑھا
جب اڑی تری کوئی ڈرے دل کے سوا
تیغ مژگاں کے نہ نیزہ پر سر میداں چڑھا
زانے تان کے ابروے لگا تیر نگاہ
بیلہ جلد اپنی کماں پر ترے قرباں چڑھا
دیکھو قسمت کا لکھا اس سے نہ پڑھا حافظ سو بار
دھیان پر میرا نہ مضمون کبھی عنواں چڑھا
غمزۂ یار کو دے سونپ متاع دل و جاں
چہرہ تھا پر نظر اپنی یہ نگہباں چڑھا
اشک آئے نہیں مژگاں پہ کہ یارو ابھی
پانی سو بار نے دیا باندھ کہ طوفاں چڑھا
حضرت عشق کی درگاہ میں اے ذوق
دل و دیں دیتے ہیں سب گبر و مسلماں چڑھا

پیچ جب مقبول وہ بانکا جواں پینے لگا
موت سکتے میں مرنے یہ سمجھاں پینے لگا
برچھی میں لیا اس نے پئے جان عدو
اشک پیکر دل میں کیا کیا پیچیاں پینے لگا

ہے اور علم و ادب مکتب محبت میں
کہ ہے وہاں کا معلم جدا ادیب جدا

ہجوم اشک کے ہمراہ کیوں نہو نالہ
کہ فوج سے نہیں رہتا کبھی نقیب جدا

فراق خلد سے گندم ہی سینہ چاک تلک
الٰہی ہو نہ وطن سے کوئی غریب جدا

کیا حبیب کو مجھ سے جدا فلک نے اگر
نہ کر سکا مرے دل سے غم حبیب جدا

کریں جدائی کا کس کس کی رنج ہم اے ذوق
کہ ہونے والے ہیں سب ہم سے عنقریب جدا

شکر پردے میں ہی اس بت کو حیا نے رکھا
ورنہ ایمان گیا ہی تھا خدا نے رکھا

رہا پامال رہ عشق کی تربت کا نشاں
اوس پہ تعویذ جو نقش کف پا نے رکھا

تلخکامی کا رہا بعد فنا بھی یہ اثر
استخوان کو مری باقی نہ ہما نے رکھا

آشیاں باغ میں ڈھونڈا جو قفس سے جا کر
ایک تنکا بھی نہ تھا باد صبا نے رکھا

دل جو دیوانہ نہ تھا میرا تو پھر کیوں اسکو
پا بزنجیر تری زلف دوتا نے رکھا

آنکھیں دیدار طلب گور سے آئی ہیں نکل
دستہ نرگس کا نہیں میرے سرہانے رکھا

پے ناواقف رہ پہلے ہے رہبر موجود
گور سے آگے قدم دیکھو عصا نے رکھا

ناتواں ہیں نہ تن زار میرا دیکھ سکا
خوب دھوکے میں اسے تار قبا نے رکھا

نہ رہے خوبی و زشتی سے غرض آئینہ وار
گھر میں مہمان جسے اہل صفا نے رکھا

کیا تماشا ہے کہ دیوانہ بنا کر اپنا
نام مجنوں مرا اس ہوشربا نے رکھا

شربت مرگ سے محروم رہا کبھی خضر
لیک ناکام اسے آب بقا نے رکھا

نہ گیا مرکے بھی اس مصحف رخسار کا شوق
کہ رہا گور پہ قرآن سرہانے رکھا

بے نشاں پہلے فنا سے ہو جو ہو تجھکو بقا
ورنہ ہے کسکا نشاں ذوق فنا نے رکھا

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

عشق کے دعب پہ نہ کوئی بجز انسان چڑھا
اسکے قابو پہ چڑھا تو بھی نادان چڑھا

میننے دیکھا مہ نو کو تو اس ابرو کا خیال
لیکے خنجر مری چھاتی پہ وہیں آن چڑھا

دیکھیے ملت و دیں کتنے کرے گا برباد
باد کے گھوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑھا

نام میرا سنکے مجنوں کو جمائی آ گئی
بید مجنوں دیکھ کر انگڑائیاں لینے لگا

مجھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جوں رستخیز
مجھسے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا

جیسے غنچوں کا چٹکنا انگلیوں کی ہی چٹک
یہ بلائیں کسکی باغ ای باغبان لینے لگا

جسنے کی اس میکدے میں بیعت دست سبو
وہ قدم تیرے پس ای پیر مغان لینے لگا

دیکھے آئینہ جو دیکھے حسن کی اپنے بہار
اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہاں لینے لگا

تیز جو کرنے لگا عشاق پر تیغ نگاہ
چشم کی گردش سے وہ کار فساں لینے لگا

حسن بس ہے تا دل آہن بھی گرم اختلاط
شمع کی کلگیر جو منہ میں زباں لینے لگا

موت اسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور
یوں ترا بیمار غم جو ہچکیاں لینے لگا

رات کو ای ذوق اسکی نوک مژگاں کا خیال
تن پہ ہر مو سے مرے کار سناں لینے لگا

پہونچا آب تیغ قاتل تا بسر اچھا ہوا
اے دل مجروح بے تو غسل کر اچھا ہوا

ایک دن بالکل نہ میرے چارہ گر اچھا ہوا
داغ ادھر تازہ ہوا گر زخم ادھر اچھا ہوا

کم نہ ہو اس آب خنجر کی الٰہی ابرو
آج مدت میں ہمارا حلق تر اچھا ہوا

آرہے گا دشت میں لیلے تری ناقہ کی کام
ہو گیا مجنوں جو کانٹا سوکھ کر اچھا ہوا

روز کہتا تھا مزا مجھکو چکھا دے عشق کا
بھر دیا خون اسنے دل کو چیر کر اچھا ہوا

سنکے مجنوں نے مرے شور جنوں کو یوں کہا
واقعی مجھسے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا

بندھ گیا اس مو کمر کا جبکہ مضمون کمر
ہو گئی مضموں میں دقت شعر پر اچھا ہوا

مجھکو صدقے کر اگر ہے بد مزا تیرا مزاج
یہ ادھر صدقہ دیا تو نے ادھر اچھا ہوا

ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا
زخم پر قسمت سے میری کارگر اچھا ہوا

کھنچ گیا میری طرف سے اور اس دلبر کا دل
واہ وا جذب محبت کا اثر اچھا ہوا

قتل کرتا ہے ترا بسمل ہے یہ کہتا کہ تو
اب تو دامن بھی ہوا لوہو سے تر اچھا ہوا

نامہ بر جاتا ہے جا جلدی چلی جان بھی
دیر مت کر ساتھ تیرے ہم سفر اچھا ہوا

آئینہ خانہ میں عالم کے سمجھ ہے یہ مثال
تا تجھے جانیں کہ ہے صاحب نظر اچھا ہوا

ہے برا تو ہی اگر آیا نظر تجھکو برا
تو ہی اچھا ہے تجھے معلوم گر اچھا ہوا

وہ آئیں یا نہ آئیں ہے نہیں رنجیدہ دل اُنسے
مگر یہ رنج ہے کیوں رنج اُنسے بے سبب آیا

لگائی زلف کو شانے نے جو انگلی پکارا دل
یہ گستاخی بھلا رہ تو سہی او بے ادب آیا

ترے در سے نہ آیا پاس کوئی نیچا نوں کے
مگر رونا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آیا

میں اپنے **ذوق** کے قرباں کہ مستی میں محبت کی
بلایا کس نے اُسکو یہ جب آیا بے طلب آیا

مری طالع میں ہے کیا کام اے گردش تارے کا
چمک جانا ہے کافی آتش غم کے شرارے کا

اُتارا تونے تو سر تن سے اُس کشتۂ مست کے مارے کا
ارے احسان مانوں سر سے میں تنکا اُتارے کا

شتارے دیکھکر موتی تمھارے گوشوارے کا
کہیں ہمکو ملا یہ نور صدقہ اس ستارے کا

جسے کہتے ہیں بحر عشق اُسکے دو کنارے ہیں
ازل نام اِس کنارے کا ابد نام اُس کنارے کا

ملے اکسیر گر اِس کشت و خوں سے میں نلو ہر گز
مرے مذہب میں خوں کرنا ہے کشتہ کر نا پارے کا

نہ پکڑیں دامن الیاس گرداب بلا میں ہم
کہ بد تر ڈوب کر مرنے سے ہے جینا سہارے کا

مرے منزل میں ہے ماہ سریع السیر مہوش
خواص اُسکا ہے گھر میں دشمنوں کے قطب تارے کا

سر راہ فنا میں ہوں مہیائے سفر لیکن
بزنگ اشک مژگاں منتظر ہوں اک اشارے کا

خریدار اُسکی رحمت جنس عصیاں کی ہے گر یہ سے
چھڑک کر بیچتا ہوں نفع پر سود اخسارے کا

ڈھلکتا ہے مثال دانۂ تسبیح کیوں منکا
کہ جب ٹھیرا سفر دنیا سے کیا کام استخارے کا

فقط تار نفس کا **ذوق** خط جادہ کافی ہے
پئے عمر رواں کیا چاہیئے رستہ گذارے کا

نالہ ہے اُنسے بیاں درد جدائی کرتا
کام قاصد کا ہے یہ تیر ہوائی کرتا

پنجہ شانہ کو دیتا ہے فلک کب ناخن
جانتا ہے کہ یہ ہے عقدہ کشائی کرتا

دیکھتا اُس بت مغرور کا گر جاہ و جلال
کبھی فرعون نہ دعوائے خدائی کرتا

خاک آئینہ سے ہے نام سکندر روشن
روشنی دیکھتا گر دل کی صفائی کرتا

ہیں گوش شنوا باغ جہاں نہیں غافل
ورنہ ہر برگ ہے یاں نغمہ سرائی کرتا

بند آنکھیں کیئے جاتا ہے کدھر تو کہ تجھے
ہے ترا نقش قدم چشم نمائی کرتا

سوز دل کیونکہ بجھائے کہ نہیں چشم میں اشک
پر ہے کچھ خون جگر کارروائی کرتا

بیٹھ رہتے تو قفس سے عجب آرام کی جا
[illegible] ہمیں شوق رہائی کا ہوتا
ذوق اس پائے نگاریں کا جو ہو وصف نگار
اشک خوں سے ہی کاغذ کو حنائی کرتا

نہ کرتا ضبط میں نالہ تو پھر ایسا دھواں ہوتا
کہ بیچ آسمان کے اک نیا اور آسمان ہوتا
ابھی کیا سر و قاتل پہ شہید نقد جاں ہوتا
کوئی دم مجمع مردہ میں بھی گر باقی دھواں ہوتا
کہے ہے مرغ دل اے کاش میں [illegible] گماں ہوتا
کرتا شاخ گل [illegible] اُسکی سیر آشیاں ہوتا
[illegible] کی صورت ہے خط کہکشاں ہوتا
[illegible] نوک مژگاں کی [illegible]
[illegible] ہر موئے تن مثل سناں ہوتا
[illegible] مریض غم
جو روتا کھول کر [illegible] خالی دہان ہوتا
تو جو سے کہکشاں میں بھی فلک پہ [illegible] عاشق
مگر لاکر ہوتا وادی وحشت میں اے مجنوں
تو [illegible] کی تربت پر کہاں ہوتا

ترے خونی جگر کی خاک پر ہوتا اگر سبزہ
تو مژگاں کی طرح سے اسکی دایم خوں چکاں ہوتا

رکاوٹ دلکی اس قاتل کی وقت ذبح ظاہر ہے
کہ خنجر ہی مری گردن پہ رک رک کر رواں ہوتا

نہ کرتا ضبط میں گریہ تو ای ذوق اک گھڑی بھر میں
کٹورے کی طرح گھڑیال کے غرق آسمان ہوتا

انکھیں مری تلووں سے وہ ملجائیں تو اچھا
ہے حسرت پابوس نکلجائے تو اچھا

جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر
جو دل کہ ہو بے داغ وہ جل جائے تو اچھا

بیمار محبت نے لیا تیرے سنبھالا
لیکن وہ سنبھالے سے سنبھل جائے تو اچھا

ہو مجھسے عیادت جو نہ بیمار کی اپنے
لینے کو خبر اوسکی اجل جائے تو اچھا

کھینچے دل انسان کو نہ وہ زلف سیہ فام
اژدر کوئی انساں کو نگل جائے تو اچھا

اے گریہ نرکھ میرے تن خشک کو غرقاب
لکڑی کی طرح پانی میں گل جائے تو اچھا

تاثیر محبت عجب اک حب کا عمل ہے
لیکن یہ عمل یار پہ چل جائے تو اچھا

فرقت سے تری تار نفس سینے میں میرے
کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا

ہاں کچھ تو ہو حاصل ثمر نخل محبت
یہ سینہ پھپھولوں سے جو پھلجائے تو اچھا

دل گر کے نظر سے تری اٹھنے کا نہیں پھر
یہ گرنے سے پہلے ہی سنبھل جائے تو اچھا

ق

وہ صبح کو آئے تو کروں باتوں میں دو پہر
اور چاہوں کہ دن تھوڑا سا ڈھلجائے تو اچھا

ڈھلجائے جو دن بھی تو اسیطرح کروں شام
اور پھر کہوں گر آج سے کل جائے تو اچھا

جب کل ہو تو پھر وہی کہوں کلکی طرح سے
گر آجکا بھی دن یونہیں ٹل جائے تو اچھا

القصہ نہیں چاہتا میں جائے یہاں سے
دل اسکا یہیں گرچہ بہل جائے تو اچھا

ہے قطع رہ عشق میں ای ذوق ادب شرط
جوں شمع تو اب سر ہی کے بل جائے تو اچھا

کہے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا
کمی جو مجھ سے کرے تو پیئے لہو میرا

نہ پہونچا گردن جاناں تک اور ٹوٹ گیا ہی
پڑا گلے میں میرے دست آرزو میرا

سدا ملائیک تسبیح خواں کو آئی رشک
جو میکدے میں سنے شور ہائے ہو میرا

عجب نہیں ہے مری سوزش محبت سے
کہ تار شمع ہو ہر ایک تار مو میرا

غزل ناتمام

کہ یہ آزار ہوا جسکو وہ جانبر نہ ہوا

بعد مردن بھی خیال چشم فتاں ہی رہا
سبزۂ تربت مرا وقف غزالاں ہی رہا

میں ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویاں ہی رہا
خاک پر ویدہ میرے عشق پیچاپیں ہی رہا

پستۂ قندی ہی کام غیر میں وہ لعل لب
پر مرے حق میں تو سنگ زیر دنداں ہی رہا

بندہ سکا ہم سے نہ مضمون اس دہان تنگ کا
ہاتھ اپنا فکر میں زیر زنخداں ہی رہا

جاہل منکر نہ آئے راہ پر معجز سے ہی
جہل سے بوجہل اپنی نامسلماں ہی رہا

پا نوکب نکلے رکاب حلقۂ زنجیر سے
توسن وحشت ہمارا گرم جولاں ہی رہا

کب لباس دنیوی میں چھپتے ہیں روشن ضمیر
جامۂ فانوس میں بھی شعلہ عریاں ہی رہا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا

جلوہ اے قاتل اگر تیرا انہیں حیرت فزا
دیدۂ بسمل نے کیا دیکھا کہ حیراں ہی رہا

حلقۂ گیسو میں دیکھی کس کے رخسار کی تاب
شب مہ ہالہ نشیں سر در گریباں ہی رہا

مدتوں دل اور پیکاں دونو سینے میں رہے
آخرش دل بہ گیا خوں ہو کے پیکاں ہی رہا

سب کو دیکھا اس سے اور اس کو نہ دیکھا جوں نگاہ
وہ رہا آنکھوں میں اور آنکھوں سے پنہاں ہی رہا

آگے زلفیں دل میں بستی تھیں اور اب آنکھیں تری
ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستاں ہی رہا

مجھ میں اس میں ربط ہے گویا بہ رنگ بوئے گل
وہ رہا آغوش میں لیکن گریزاں ہی رہا

دین و ایماں ڈھونڈتا ہے ذوق کیا اس وقت میں
اب نہ کچھ دیں ہی رہا باقی نہ ایماں ہی رہا

طلسم طرفہ ترا آنسو نے میری مردماں باندھا
کہ ہر اک گرہ میں حاصل صد بحر و کاں باندھا

ترے جوڑے کے کھلنے نے مرا دل بستاں باندھا
عجب تقدیر نے عقدہ وہاں کھولا یہاں باندھا

جو بعد از مرگ میرے منہ کو تو نے بدگماں باندھا
یہ بہتاں کس نے افشائے محبت کا یہاں باندھا

ہوئی تشہیر لاش ناتواں کی جبکہ پانوں میں
کوئی تار نگاہ سو رجائے ریسماں باندھا

کیا مجنوں مجھے آشفتگی زلف نے کس کی
کہ میرے سر پہ مرغ شانہ نے آشیاں باندھا

ترا ہنسنا جو یاد آیا بہ رنگ قہقہہ مینا
تو مینے تار اک رونے کا لے ہچکیاں باندھا

تڑپ کر دامن زیں کو نہ آلودہ کری خوں سے
سر فتراک سے کیوں تو نے صید نیم جاں باندھا

نہ چھاڑا غیر کو ہرگز کہ ہو کر جھاڑ لپٹا تھا
کبھی پر کا بیوں کا جھاڑ تو نے بدزباں باندھا

وہ ہوں ناکام سمجھا نامرادی جو مرادی
اسے مرقد پہ چلا اس نے آکر دوستاں باندھا
اور آ دیکھے دھویں کی آن میں سب کچھ گیا
اگر جلا کر ہوئیں ہم نے دل کے نیا آسماں باندھا
فلک وارستہ پھرتے دیکھے کوئی دل
گیا ہے آخرش زنجیر سے بل وہاں باندھا
جلا ہوں مضطرب ہیں بھی کہ مجھے برق
حصار اک گرد اپنے شعلۂ جوالہ سا باندھا
مرا دل لگی ہے سینہ میں اک
خیال خط سبز مارے کیوں برگ پان باندھا
دل مجروح پر یہ نہ سمجھو داغ حسرت کا
پر طاؤس ہے زخمی نے اے دوستاں باندھا
کہاں دل بھاگ کر جائے کہ تیری تیغ قامت نے
عجب اک گرد نام خط اے سرو رواں باندھا
یہ سوز محبت کے لیے چارہ نہیں
یہ گنڈا اپنا گلوں گردن پہ کیوں آ کے نغمہ جاں باندھا
سمجھ کر موج دریائے فنا کو خنجر براں
کفن مثل حباب اے ذوق ہم نے بر کمر باندھا
بھڑک کر آگ کو سینے میں اپنے آتش غم کا
کہ جا بیٹھے ہیں داغ پر شعلہ جہنم کا

جہاں نہیں حصہ عشرت سے سوا وہ چند ہے غم کا
اگر ہو عید کا اک دن تو عشرہ ہے محرم کا

ترے عاشق کو یوں ہے خوشگوار آب دم خنجر
مسلمان کو لگے جسطرح شیریں آب زمزم کا

برنگ طوق قمری کوئی نکلے ہے نکالے سے
کمند گردن دل ہے جو حلقہ زلف پرخم کا

ترے رخسار کا پرتو پڑے گر عارض گل پر
کرے چشمک زنی خورشید پہ ہر قطرہ شبنم کا

سیے جاتے ہیں کس سے زخم اس تیغ تبسم کے
کہ یاں کھلتا ہے بخیہ سوزن عیسیٰ و مریم کا

دلیران محبت کو خلش سے اسکی مژگاں کے
پس مردن لحد میں بھی ہے عالم چاہ رستم کا

خراش سینہ میں اک رہ گیا ہے ٹوٹکر ناخن
غلط ہے جو سمجھتے ہیں کہ یہ پھایا ہے مرہم کا

اگر آتش مزاجوں کو حسد ہو خاکساروں پر
تعجب کیا کہ ابلیس لعیں دشمن ہے آدم کا

خط اوسکا وصل کی دولت کا ہے پیغام صد القا
لگا قسمت سے نسخہ ہاتھ یہ اکسیر اعظم کا

شہید اے ذوق سینے میں ہوئی ہیں حسرتیں لاکھوں
مری جو آہ ہے گویا وہ ہے اک نخل ماتم کا

کل اس نگہ کے زخم رسیدوں میں مل گیا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں میں ملگیا

کیا جانے تیغ عشق کی لذت کو بوالہوس
گو جوں ملخ و حلق بریدوں میں مل گیا

گر بعد فقر پھر سگ دنیا ہوا فقیر
کمبخت پاک ہو کے پلیدوں میں ملگیا

دکھلا کے کہکشاں سے فلک چاک سینہ رات
اس ماہوش کے سینہ دریدوں میں ملگیا

اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار
صاف آئینہ کا دیدہ ندیدوں میں ملگیا

حب حسین ذوق وہ شے ہے کہ جس سے حر
تھا گرچہ اشقیا میں سعیدوں میں مل گیا

وہ کون ہے جو مجھپہ تاسف نہیں کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ میں اف نہیں کرتا

کیا قہر ہے وقفہ ہے ابھی آنے میں انکے
اور دم میرا جانے میں توقف نہیں کرتا

تا صاف کرے دل نہ مئے صاف سے صوفی
کچھہ سود و صفا علم تصوف نہیں کرتا

دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہے
دنیا کے زر و مال پہ میں تف نہیں کرتا

پڑھتا نہیں خط غیر میرا اوان کسی عنوان
جب تک کہ عبارت میں تصرف نہیں کرتا

کچھہ اور گماں گذرے نہ دل میں ترے کافر
یاد اسلیئے میں سورہ یوسف نہیں کرتا

اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر
آرام سے وہ ہے جو تکلف نہیں کرتا

محفل میں شور قلقل مینا سے مل ہوا
ساقی پیالہ لا کہ توبہ کا قل ہوا
[illegible]

چھوڑتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسمل شوق
دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا

چین پیشانی اگر تیری نہ ہوتی زنجیر
نالہ دیوانہ تھا جو پابہ سلاسل ہوتا

کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
اتنا دق ہوتا کہ جینا اُسے مشکل ہوتا

ذبح ہونے کا مزا جانتا گر صید حرم
رکھکے خنجر پہ گلو آپ وہ بسمل ہوتا

گر سیہ بخت ہی ہونا تھا نصیبوں میں مرے
زلف ہوتا ترے رخسار پہ یا تل ہوتا

آتا کیوں مصر میں کنعاں سے نکلکر یوسف
جذبۂ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا

موت نے کر دیا ناچار وگرنہ انسان
ہے وہ خود بیں کہ خدا کا بھی نہ قایل ہوتا

آب آئینہ ہستی میں ہے تو اپنا حریف
ورنہ یاں کون تھا جو ترے مقابل ہوتا

دل گرفتوں کی اگر خاک چمن میں ہے ملی
تو جہاں دیکھتے ہو غنچہ وہاں دل ہوتا

سینۂ چرخ میں ہر اختر اگر دل ہے تو کیا
ایک دل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا

ہوتی گر عقدہ کشائی نہ یداللہ کے ہاتھ
ذوق حل کیونکہ میرا عقدہ مشکل ہوتا

جو نہ رنگ رنج و ماتم کا یہاں نمود ہوتا
تو زمیں نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا

کسی رنجکش کو دیتا تو کچھ اوسکو سود ہوتا
دل سخت کاش کافر حجر الیہود ہوتا

تری بزم میں تو جلتا کہ تجھے بھی بو پہونچتی
جو یونہیں تھا دل کو جلنا تو بلا سے عود ہوتا

لب نازک اُسکا کیونکر کہو بار حرف اُٹھائے
کہ جو صدمۂ تبسم سے بھی ہے کبود ہوتا

یہ حیات چند روزہ جو نہ سد راہ ہوتی
تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا

جو حسد کسی کو تجھ پر ہو تو ہے یہ تیری خوبی
کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیوں حسود ہوتا

وہ ہیں کیا جو رنجکش ہیں یہ ہمیشہ بخل جنمیں
تری جانثار کا سا نہیں دست جود ہوتا

ترے در کی جبہ سائی اگر اشک بھی نہ کرتے
سر قطرہ قطرہ پر ایک اثر سجود ہوتا

کوئی زہر نوش مجھسا نہیں پہنچا ذوق ورنہ
شجر زقوم دوزخ میں بھی خشک دود ہوتا

اُس نے جب مال بہت رو و بدل میں مارا
ہم نے دل اپنا اُٹھا اپنی بغل میں مارا

آنکھ سے آنکھ لڑاتی مجھے ڈر ہے دل کا
کہیں یہ جائے نہ اس جنگ جدل میں مارا

دل کو اس کاکل پیچاں سے نہ بل کرنا تھا
پہ سیہ بخت گیا اپنے ہی بل میں مارا

چرخ بریں کی کبھی آنکھ نہ پھوٹی سو بار
پر ترے نالے نے میرے چشم زحل میں مارا

اُس لب و چشم پہ ہے زندگی و مرگ اپنی
کہ کبھی دم میں جلایا کبھی پل میں مارا

نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب
ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

مذکور ترے بزم میں کسکا نہیں آتا
پر ذکر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا

جینا ہمیں اصلا نظر آتا نہیں آتا
گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہیں آتا

کیا جانے اُسے وہم ہے کیا میری طرف سے
جو خواب میں بھی رات کو تنہا نہیں آتا

کس دن نہیں ہوتا قلق ہجر سے مجھکو
کس وقت میرا منہ کو کلیجا نہیں آتا

ہم رونے پہ آجائیں تو دریا ہی بہا دیں
شبنم کی طرح سے ہمیں رونا نہیں آتا

آنا ہے تو آجا کہ کوئی دم کی ہے فرصت
پھر دیکھئے آتا بھی ہے دم یا نہیں آتا

ساتھ اُنکے ہیں ہم سایہ کی مانند ولیکن
اسپر بھی جدا ہیں کہ لپٹنا نہیں آتا

دل مانگتا مفت اور یہ پھر اوسپہ تقاضا
کچھ قرض تو بندے پہ تمہارا نہیں آتا

جاتی رہے زلفوں کی لٹک دل سے ہمارے
افسوس کچھ ایسا ہیں لٹکا نہیں آتا

آئے تو کہاں جائیے نہ تا جی سے کوئی جائے
جب تک نہیں آتا اُسے عشا نہیں آتا

قسمت ہی سے ناچار ہوں ای ذوق وگرنہ
سب فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا

ساتھ آہ کے دل بھی مع پیکاں نکل آیا
تھا کام تو مشکل مگر آسان نکل آیا

شب ہمنے تہیہ جو کیا توبہ کا ساقی
مغرب سے سحر مہر درخشاں نکل آیا

عصمت بھی ہی کیا شئ کہ الگ یوسف کنعاں
در ہائے مقفل سے عزیزاں نکل آیا

تھا کوچہ قاتل میں شہادت کا دفینہ
کھودا جو کنواں گنج شہیداں نکل آیا

مطلع

ہر ایک سے ہے قول آشنائی کا جھوٹا
وہ کافر ہے ساری خدائی کا جھوٹا

نہ منھ ڈال خار آبلے میں کہ ہوگا
یہ ساغر ہے کہربائی کا جھوٹا

مجھے نعمت خلد سے بھی ہے بہتر
ترے در پہ ٹکڑا گدائی کا جھوٹا

رسائی ہوئی جبکہ دامن تک اشکے
ہوا ہاتھ اپنی رسائی کا جھوٹا

خدا جانے ہے ذوق جھوٹا کہ سچا
مگر وہ نہیں آشنائی کا جھوٹا

## اشعار متفرقات غزلیات ناتمام

سرمہ ہے سفاک شہرہ ہی نگاہ یار کا
سچ کہا ہے باڑہ کاٹے نام ہی تلوار کا

کوچۂ زلف بتاں میں دل پڑا ہوگا کہیں
پوچھتے ہو کیا ٹھکانا اُس خدائی خوار کا

مطلع

چاندنی نے شب تجھ بن یہ روپ دکھایا تھا
مجھکو ماہتابی پر دھوپ میں بٹھایا تھا

مطلع

آنا تو خفا آنا جانا تو رُلا جانا
آنا ہے تو کیا آنا جانا ہی تو کیا جانا

کیا طبع میں جودت ہی چپٹ دل کی اُٹھا جانا
ہونٹوں کا یہاں ہلنا واں تاڑ کا پا جانا

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]

مطلع

[illegible]
کرتے ہو عاشق تو ہے تیرا [illegible]

فرد

[illegible]
دیکھا جہاں [illegible] اٹھا لیا

ناتمام

[illegible]

مطلع

مطلع

حنبت ہے زندگی میں زمانہ شباب کا
پیری ہے پہلے مرگ سے ہونا عذاب کا

ناتمام

ہم برہنہ پا جنوں اور گرم پتھر زیر پا
دوپہر ہے سایہ بھی بیٹھے ہے دبکر زیر پا
نخل گل مقدمی نہ بولصف سبو میں اگ گا
توکھڑا ہو رکھکے میرا کاسئہ سر زیر پا

فرد

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں
کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا

ناتمام

کیا کہیں اس سے جو ہو ہمسے زیادہ جانتا
وہ ارادہ ہے ہمارا بے ارادہ جانتا
کیوں تکبر بولتا یہ بندہ محکوم القضا
گر بڑا بول اپنا قاضی کا پیادہ جانتا

مطلع

مژہ پیکاں کا ہے ٹکڑا کرے کا ٹکڑا
مکھڑا ہے چاند کا ٹکڑا کہ پری کا ٹکڑا

ناتمام

یا تنگ عدو زمانہ ہے مرد دلیر کا
جھلسیں ہیں منہ شکاری بھی شیر کا
جسکے سبب لڑائی ہو وہ آدمی نہیں
کانٹا ہے گھر میں ساہی کا یا گل کنیر کا

مطلع

بل بے گریہ گل زمین ہو کر قدم گڑنے لگا
اور قدم اکھڑی تو کیا دیکھا بھنور پڑنے لگا
(مطلع) ضبط گریہ نے تماشا طرفہ تر دکھلا دیا
چشم کے کوزے میں دریا بند کر دکھلا دیا
(مطلع) نالہ جب دل سے چلا سینے میں چھوڑا اٹکا
چلتی گاڑی میں دیا عشق نے روڑا اٹکا

مطلع

ہاتھ آکر دل وحشی جو کوئی چھوٹ گیا
ہوس صید سے صیاد کا جی چھوٹ گیا

ناتمام

ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا
خوب طوطی بولتا ہے ان دنوں صیاد کا
میں ہو چکا میں لگی جبدن سے دنیا کی ہوا
حال میرا ہے بعینہ آسیا ہی باد کا

مقطع

ذوق ہے ترک وطن میں صاف نقصان آبرو
بکتا پھرتا ہے گہر ہو کر سمندر سے جدا

مطلع

لگا ہے تیر دل پر اس کرشمہ کی مژگاں کا
نشاں سوفار کا معلوم ہوتا ہے نہ پیکاں کا

مطلع

دل کہاں چھیر گمان ہو عکس تصویر کا
ہے کوئی سینہ میں خون آلودہ پیکاں تیر کا

مطلع

چشم و نگہ کو تیرے بدنام کیوں کریگا
مرگ و قضا کو تیرا عاشق نہ نے مریگا

مطلع

عہد پیری نے بھلایا دوڑنا چاپا کودنا
ہائے طفلی کھیلنا کھانا اوچھلنا کودنا

مطلع

مسجد میں اوسے بکو یہ کہیں دھاکے مارا
کافر کی دیکھ شوخی خانہ خدا میں مارا

## ردیف بائے موحدہ

پی بھی جا ذوق نہ کر پیش و پس جام شراب
لب پہ توبہ ترے دل میں ہوس جام شراب

اب تلک اسکے جو ہوئی دسترس جام شراب
بن گیا خال لب اوس کا مگس جام شراب

جھجکا مستی میں وہ صاحب جس جام شراب
عکس خال اپنا جو سمجھا مگس جام شراب

بازگشت اپنی ہے یوں جانب قسام ازل
جیسے ساقی کی طرف بازپس جام شراب

دست بدست سبو کی ٹوٹکے فریاد رست
نہوا کوئی بھی فریادرس جام شراب

جوش مستی ہے عجب قافلہ سیمیں کہ نہیں
بے شکست ایک صدائی جرس جام شراب

محتسب شعلہ آواز سے جل جاؤنگا
گرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب

رات میخانے میں ساقی جو نشہ میں بہکا
خس شیشے کو لگا کہنے خس جام شراب

مرغ دل نرگس میگوں کی ہی ٹہر گا نہیں اسیر
تازہ مضمون جو باندھوں قفس جام شراب

دل شکستہ ہوں وہ میں ٹوٹکے ہوں سو ٹکڑے
نام لکھدے جو کوئی میرا پس جام شراب

ساقی اس دور میں کب آنکھ چرا سکتا ہی
رات بھر گشت کرے ہے عسس جام شراب

نوشدارو سے بھی بہتر ہے دم رنج خمار
ساقیا شربت فریادرس جام شراب

بیخبر قافلہ عیش گذر جاتا ہے
بے زبان ہے جو دہان جرس جام شراب

ابلق چشم سیہ مست کو تیرے دیکھا
ورنہ ابتک نہ سنا تھا فرس جام شراب

سمجھے میخانے کی عظمت تو نہ بیٹھے ہرگز
سر جمشید پہ اوڑ کر مگس جام شراب

نخل مینا سے خدا جانے کہ ساقی کسکو
پہلے پہونچے ثمر پیش رس جام شراب

بادۂ صاف میں آیا ہے کہاں سے تنکا
عکس مژگان ترا نکش ہی خس جام شراب

مجھکو اس بوسۂ دندان نے پس از بوسۂ لب
دیئے نقل نمکیں چند پس جام شراب

ذوق جلدی مے گلرنگ سے بھر ساغر دل
لب نازک کو ہی اوسکی ہوس جام شراب

ہو برسوں ہجر وصل ہو گر ایکدم نصیب
کم ہوگا کوئی مجھسا محبت میں کم نصیب

ہوں میری خاک کو جو تمھارے قدم نصیب
کھایا کریں نصیب کی میرے قسم نصیب

بہتر ہیں لاکھ لطف و کرم سے ترے ستم
اپنے زہے نصیب کہ ہوں یہ ستم نصیب

[illegible]

دل سُلگ جائے نہ جبتک اور بھڑک جائے نہ جان
کم ہو قلیان کش سوز محبت کی طلب

واسطے نظارۂ قاتل کے فرصت چاہیئے
اور یہاں فرصت کہاں جو کیجئے فرصت کی طلب

ہو مبارک خضر کو سرچشمۂ آب بقا
ہے ہمیں تجھکو اگر ہے اپنی شہرت کی طلب

دور رہ اور دیر مت رہ سامنے مثل ہلال
شہر میں تجھکو اگر ہے اپنی شہرت کی طلب

بڑھ گئی ہے عشق میں حرص اسقدر اپنی کہ ہے
غم پہ غم کی آرزو حسرت پہ حسرت کی طلب

ہو گئے دل غمزدہ کا بسمل نا زیر دیتا ہے دم
کرتا ہے آفت طلب آفت پہ آفت کی طلب

جو حلاوت زندگی کی چاہتا ہے چرخ سے
کاسۂ زہراب سے کرتا ہے شربت کی طلب

بطن مادر ہی سے جب پیدا ہوا تکلیف ہے
یاں کہاں راحت کہ تو کرتا ہے راحت کی طلب

گر گلستاں جہاں میں تنگ ہے تو غنچہ وار
کر کشادِ دل سے اپنے ذوق وسعت کی طلب

کرے ہے شرع کا پاس تک حرام شراب
حرام ہے نہیں لیکن نمک حرام شراب

یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کار سعید
شروع دیکھئے کیجیے مہ صیام شراب

عوض ہے نشۂ دنیا کا ذوق عقبیٰ پر
دوام کیتی ہے اس میکدے میں دام شراب

اس بت نامہرباں کو سینہ اپنا رقیب
ورد اسمار الٰہی میں بھی ہے تو یار رقیب

## ردیف تای مثناۃ

معلوم جو ہوتا ہمیں انجام محبت
لیتے نہ کبھی بھول کے ہم نام محبت

ہیں داغ محبت درم و دام محبت
مژدہ تجھے اے خواہش انعام محبت

ہر روز اڑا دیتا ہے وہ کر کے تصدق
دو چار اسیر قفس و دام محبت

مانند کباب آگ پہ کرتے ہیں ہمیشہ
دل سوز ترے بستر آرام محبت

کاسے ہیں فلک کے نرے نام کو زہراب
دھر کھینچے اگر تشنہ لب جام محبت

شوق حرم کوچۂ قاتل ہیں کفن کو
ہم جانتے ہیں جامۂ احرام محبت

کی جس نے رہ و رسم محبت اُسے مارا
پیغام قضا ہے تیرا انعام محبت

نہ زہد سے ہے کام نہ زاہد سے کہ ہم تو
ہیں بادہ کش عشق و می آشام محبت

یہاں کو گرو رکھے اگر کفر کو مے مول
کا فر ہو گر دیدۂ اسلام محبت
کہتی تھی وفا نوحہ کناں نعش پہ میری
سو یا کئے تو نے مجھے ناکام محبت
معراج سمجھ ذوق تو قاتل کی سناں کو
چڑھ سر کے بل اس زینۂ پیغام محبت

مجنوں نے دی لگا جو سر خار پشت
پشت اب ہجوم خار سے ہے پشت خار پشت
چوروں کو گر ہو بیچ مژگاں سے پشت خار
کھجلا دست دو ہی نہیں ہے نہار پشت
ہاتھ سے تا ماہ میں دست فلک سے داغ
داں دا غدار سینہ ہے یاں داغدار پشت
پیدا فلک سے ایک ہو تجا ماہ و مہر
نہ پشت تک تو کیا کہ تھا نہ ہزار پشت
بار زمانہ پشت پہ لیکر بشر کی طرح
سیدھی نہ کی فلک نے بھی ایکبار پشت
ہو جائے ہے زیادہ گرانباری گناہ
پیری میں ہو خمیدہ نہ کیوں زیر بار پشت

| | |
|---|---|
| سینہ سپر جو منہ پہ ہیں تیغ نگاہ کے | دکھلاتے وہ کبھی نہیں آئینہ وار پشت |
| ڈر ہے یہی کہ ایسا نہ ہو بعد مرگ بھی | لگنے نہ دے زمیں سے دل بیقرار پشت |

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق
اولاد سے تو ہے یہی دو پشت چار پشت

## ردیف جیم تازی

| | |
|---|---|
| بیمار عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج | کہہ اے طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج |

## ردیف جیم فارسی

| | |
|---|---|
| وہ مثل ہے ناؤ یہ کس کی ڈبوئی خضر نے | لے گیا خط ذقن دل کو سوی گرداب کھینچ |

## ردیف حای حطی

| | |
|---|---|
| فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمان صبح | ہو گی اذان گور ہماری اذان صبح |
| پر نور ہے ترا رخ سیمیں بسان صبح | آنکھیں ہیں تیری مست صبوحی کشان صبح |
| اب میکدے میں شام کو ناقوس پھونکئے | مسجد میں مدتوں رہے تسبیح خوان صبح |
| ریش سفید شیخ میں ہے ظلمت فریب | اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمان صبح |

## ایضاً

| | |
|---|---|
| ٹھیری ہے اونکی آنکھ یاں کل پہ جا صلاح | اے جان برلب آمدہ اب تیری کیا صلاح |
| منظور چشم یار ہے سب عین مصلحت | پوچھے بلاکشوں کی کسی سے بلا صلاح |
| سیدھے ہی جائیں کعبہ کو بیت الصنم سے ہم | گر پھیر دے نہ وہ صنم کج ادا صلاح |
| اس چشم مست کے ہیں خراباتیوں میں ہم | تقوی کجا و زہد کجا و کجا صلاح |
| اس بد معاملہ سے ترا کیا معاملہ | کس بد صلاح نے دی تجھے یہ دلا صلاح |
| رہتا ہے اپنا عشق میں یوں کسی سے مشورہ | جسطرح آشنا سے کرے آشنا صلاح |
| زاہد یہ کیا کہا کہ نہ مل ان بتوں سے تو | دیتا ہے کوئی ایسی بھی مرد خدا صلاح |
| کرتی خراب اسی کو ہے تیر نگاہ مست | جسکو کہ دیکھتی ہے نکو کار با صلاح |
| یارب ہو دل کی خیر کہ کچھ کر رہی ہیں آج | چشم و نگاہ مشورہ ناز و ادا صلاح |
| منظور گر ہو قتل مرا غیر سے نہ پوچھ | ہے تو صلاح نیک میں کیا پوچھتا صلاح |

دکھلائے آسمان و زمیں کے ملا نہ ہو
جس مہر وش سے ملنے کی ہر صبح یا صلاح
ہے ہم رفیق دیں کے ہے میرا شفیق
ہے یار ہمیں جا بیٹھی و آئے سو صلاح
لو کس کی آکے واعظ و ہر دل کی صلاح پر
ذوق جانا نہ ہوش میں جو ہر دم ہی کیا صلاح
دے عشق کو صلاح کرو یا کرے صلاح

## ردیف خای معجمہ اشعار ایضاً

ہے زلف تیری سنبل صحن چمن کی شاخ
ہے عارض ترا گل ہے یا سمن کی شاخ
قطروں سے ہی کا ہے تر گل سے یہ شبنم کا پھول
نافہ اس کا صبح کی ہو گل سوسن کی شاخ
ہے نافہ بیاض ہے کوہ کن کی شاخ

## اشعار تشبیہ

ہے فیض سے وفا کے مری نگاہ پر
ہر شاخ میں ہو کے لالہ سنبل کی شاخ
پھلتوں کو ہر آلے بالا آتش میں فلک
رو ہی ہے آشیانہ زاغ و زغن کی شاخ

رہتی ہے کشمکش میں پس از مرگ پر جفا
آخر کو زیر آرہ کٹی کرگدن کی شاخ

## اشعار مجموع

کہتی تہی چوب تیشہ مری طرح اکیدن
سو کہے کی نخل آرزوی کوہکن کی شاخ

بیمار چشم دلبر آہو نگاہ کو
شاخیں ہی گر لگائیں تو لیکر ہرن کی شاخ

ہر صید کی کمر سے گئی ٹوٹ جبگھڑی
ٹوٹی کمان دلبر ناوک فگن کی شاخ

مسواک نے بڑھایا ہے زاہد کا اعتبار
ہے یہ بھی اسکی ایک شجر مکر و فن کی شاخ

تاثیر بیکسی سے ہو سار اور خت خشک
ڈالے جو سایہ نعش پہ اُس بے کفن کی شاخ

شاخ نبات کو نے قلیان منہ لگائی
ایسی مصاحبت سے لگی اُس دہن کی شاخ

## اشعار قصیدہ

گلگوں سے تیرے بڑھ نسکے اک قدم صبا
مارے جو تازیانہ نہال چمن کی شاخ

کردے جو تو نہال تو لاسے ابھی نکال
پہ دہن کا خوشہ گاؤ سپہر کہن کی شاخ

## ردیف دال مہملہ

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینے میں ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد

کیا روکا اپنے گریہ کو ہمنے کہ لگ گئی
پھر وہ ہی آنسوؤں کی جھڑی دو گھڑی کے بعد

کوئی گھڑی اگر وہ ملایم ہوئے تو کیا
کہہ بیٹھیں گے پھر ایک کڑی دو گھڑی کے بعد

اس لعل لب کو ہمنے لیئے بوسے اسقدر
سب اڑگئی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد

اللہ رے ضعف سینے سے ہر آہ بے اثر
لب تک جو پہونچی بہی تو چھڑی دو گھڑی کے بعد

کل اُس سے ہمنے ترک ملاقات کی تو کیا
پھر اُس بغیر کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد

کہتا رہا کچھہ اُن سے عدو دو گھڑی تلک
غماز نے پھر اور جڑی دو گھڑی کے بعد

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے
وہ ساری شیخی اُنکی جھڑی دو گھڑی کے بعد

پروانہ گرد شمع کے شب دو گھڑی رہا
پھر دیکھی اُسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد

تو دو گھڑی کا وعدہ نہ کر دیکھہ جلد آ
آنے میں ہوگی دیر بڑی دو گھڑی کے بعد

گو دو گھڑی تک اُس نے نہ دیکھا ادہر تو کیا
آخر ہمیں سے آنکھہ لڑی دو گھڑی کے بعد

کیا جانے دو گھڑی وہ رہے ذوق کسطرح
پھر تو نہ ٹھیرے پاؤں گھڑی دو گھڑی کے بعد

جو ہم کا نظر سر پہ ترے ابتو پڑا چاند
تھا وعدہ چڑھے چاند کا لا او پہ چڑھا چاند
ہے آئینہ خانہ بھی گذرگاہ بد و نیک
دیکھا نہ کبھی ہمنے در اہل صفا چاند

## ردیف ذال معجمہ

[illegible] سے اُس عہد شکن کا کاغذ
[illegible] روح کو آزادی تن کا کاغذ
[illegible] موجب وقرتن کا کاغذ
[illegible] سفیدی کفن کا کاغذ
[illegible] اُس شوخ گلستاں رو کے
[illegible] چمن کا کاغذ
[illegible] کا کوئی دعوی ملک
[illegible] ہمن کا کاغذ
[illegible] دہشت سے وحشی کے
[illegible] پوست ہرن کا کاغذ
[illegible] شادی شہادت کا ہو خون
[illegible] شادی کو ہوا ایسی ہی چمن کا کاغذ

سینہ صافوں کو زمانے کی ہی ہاتھوں سے شکست
ہے صفائی سے سزاوار شکن کا کاغذ

ورق چرخ ہو گو نسخۂ آشوب نہ ہو
سرمہ چشم مہ سیم بدن کا کاغذ

یوں اسیران قفس تک کوئی پہنچا گلگیر
جیسے غربت میں شفیقان وطن کا کاغذ

ظاہر آرا نہ کتابوں سے ہو ڈر دوزخ سے
کر نہ آتش میں لباس اپنے بدن کا کاغذ

جعلسازی پہ زمانے کی گواہی دے ہے
مہری و سادہ مہ چرخ و کہن کا کاغذ

ذوق دل سوختہ دیوان لکھے اپنا کیا خاک
متحمل نہیں گرمی سخن کا کاغذ

## ردیف راے مہملہ

نگہ نہیں حرف و نقش تھا دہن کی تنگی سے تنگ ہو کر
نکل کر آیا جو راہ آنکھوں کی لبوں پہ بیٹھا خدنگ ہو کر

پھر آیا وہ اونکا رخ ولی ادہر کو سرگرم جنگ ہو کر
کہ جسکے ہاتھوں سے اوڑ گئے سر ہزاروں مہندی کا رنگ ہو کر

وہ چشم مخمور اک نظر سے چبھوئے لاکھوں جو نشتر سے
تو ہو رواں ہر رگ جگر سے لہو مے لالہ رنگ ہو کر

ہو رنگ الفت سے آشنا ہیں اگر ہیں ہیں شناسا ہیں
کہ رنگ سے ہے گراں بہا ہے عقیق و یاقوت سنگ ہو کر

جو کہیں حسن بتاں کو ایماں نہیں رہ کفر و شرک یکسا
پہنچتے کعبہ میں وہ مسلماں ہمیشہ چین و فرنگ ہو کر

صفا کو دل کی یہی ہے صورت کہ لا نہیں آئینہ کدورت
کہ بیٹھ جائینگی بالضرورت اس آئینہ میں زنگ ہو کر

غزال رم دیدہ بن گیا ہے جو خوب دیکھو نہیں تو بیجا ہے
کہ بھاگ کھانیکو دوڑتا ہے ملنگ تجھ بن پلنگ ہو کر

ہوئی جو یکرنگ اونکو زیبا نہیں جدا نہیں عوض صلا
کہ پایا گل نے یہ نام رعنا تو اس چمن میں دو رنگ ہو کر

حلاوت و شرم و پاسداری ہے ہاتھ ہے ذوق رنجواری
مزے سے گذرے اگر گذاری کسیکے بے نام و ننگ ہو کر

خوب روئے آج ہم سنسان ہاموں دیکھکر
یاد آیا ہمکو مجنوں بید مجنوں دیکھکر

اوڑ گئے اک آن میں جادوی بابل کے دہوئیں
سرمہ آلودہ تری چشم پر افسوں دیکھکر

دیکھکر غیر و نہیں مہتابی پر اوس مہوش کو رات
آہ کی اک دل سے ہمنے سوئے گردوں دیکھکر

سچ کہا ہے آگے کاسے کی نہیں جلتا چراغ
چھپ گیا مہ رخ پہ تیری زلف شبگوں دیکھکر

بل بے میرے ساغر سرشار وحشت کا نشہ
چھپ گیا خم میں مری صورت فلاطوں دیکھکر

آگئیں اون کو لگانی اونگلیوں میں فندقیں
نوک مژگاں پر مرے اشک جگر گوں دیکھکر

قمر کو اک ... چہرا لگا تیغ ... زبان ہے
اوتر ہے ... آنکھوں میں نہیں دل میں ... دیکھیے
اوترے ہیں آسماں ... ذوق کسکا نام ابر
کیا دل ... اون ... دوڑ دوڑ
... چڑھ کر
... تیغ پہ چڑھ کر
... خیال ...
دکھا نہ جوش و خروش ... زور پر چڑھ کر
... جہاں میں ... تیغ پر چڑھ کر
ہوئی زباں ... شعلہ سے چڑھ کر
... پر چڑھ کر

کہیں فلک پہ نہ چڑھ جائی چاند جھومر کا
کہ دور آپ کو کھینچے ہے تیری سر چڑھکر

ترا مکان تو کیا اسکا نہیں کو دیکہیں
امید وصل میں ہم بام عرش پر چڑھکر

جو مارے نفس کو اور کرے اپنی غصے کو زیر
بنائے سانپ کا کوڑا وہ شیر پہ چڑھکر

ہماری خاک پہ برپا ہے ذوق فتنہ حشر
سمند ناز پہ کون آیا فتنہ گر چڑھکر

جان ہوا یوں ہوئی اُس خاک کا بوسہ لیکر
جیسے اُڑ جائے دہن میں کوئی گٹکا لیکر

تیرا بیمار نہ سنبھلا جو سنبھالا لیکر
چپکے ہی بیٹھہ رہے دم کو مسیحا لیکر

شرط ہمت نہیں مجرم ہو گرفتار عذاب
تو نے کیا چھوڑا اگر چھوڑیگا بدلا لیکر

ذبح کرنے کو میری پوچھتے ہو کیا تکبیر
تم چھری پھیر بھی دو نام خدا کا لیکر

کھینچتی روز قیامت سی بھی ہے آپکو دور
تیری زلفوں کی بلائیں شب یلدا لیکر

مجھسا مشتاق جمال ایک پاؤ گے کہیں
گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لیکر

جب یہ دیکھا نہ ملا مجھہ میں کہیں میرا پتا
پھر گیا نامہ بر یار خط اولٹا لے کر

رہگیا اپنا سا منہ لیکے وہ اے آئینہ رو
تیری تصویر کو یوسف نے جو دیکھا لیکر

واں سے یاں آئے تھے ای ذوق تو کیا لائے تھے
یاں سے تو جائیں گے ہم لاکھ تمنا لیکر

کل گئے تھے تم جسے بیمار ہجراں چھوڑکر
چل بسا وہ آج سب ہستی کا ساماں چھوڑکر

طفل اشک ایسا گرا داماں مژگاں چھوڑکر
پھر نہ اوٹھا کوچہ چاک گریباں چھوڑکر

کیونکہ نکلے تیرا اوسکا دلمیں پیکاں چھوڑکر
جا ہی بیٹھے کو کہاں یہ مرغ پراں چھوڑکر

کام یہ تیرا ہی تھا رحمت ہے ای ابر کرم
ورنہ جا ہی داغ عصیاں میرا داماں چھوڑکر

حسن ہے ہو لذت اٹھائی زخم تیغ عشق کی
کب وہ مرہماں کو ڈھونڈھے ہی نمکداں چھوڑکر

صید دلکو کیونکہ چھوڑے جبکہ دکھلائے ہے تو
پھیلیاں دست حنائی میں ہم یجاں چھوڑکر

سرد مہری سی کسی کی آگئے ہی دل سرد ہے
یاں سے ہٹ جا دھوپ اہوا پر بہار الٹی چھوڑکر

دیکھیے کیا ہو کہ ہے اب جان کیسے چھوڑتی
دل گوائے کافر تری زلف پریشاں چھوڑکر

اسے جاں سکے تیر کے ہمراہ سینہ سے نکل
ورنہ پچھتائیگا تو یہ ساتھہ ناداں چھوڑکر

کیوں نہ رم کر جائیں آہو لیکے وحشی کی ترے
شیر بھاگیں جسکے نالوں سے نیستاں چھوڑکر

سرخی پاں دیکھ کے زاہد جو دنداں پر ترے
اوٹھ کھڑا ہوتا ہے سجدے سے تسبیح مرجاں چھوڑکر

پہنچیں خیمہ لیکے گا گردباد دود آہ
ہے جو سرگرم سفر تو مریجاں چھوڑکر

گر خدا دیوے قناعت ماہ کنعاں کی طرح
دوڑے ساری کو بھی آدھی انساں چھوڑکر

ساغر دل بیچتا آیا ہوں کھوت ہاتھ سے
پھولتا ہے کیوں یہ جنس دست گرداں چھوڑکر

پڑھ غزل ای ذوق کوئی گرم سی تو اب کہ یاں
جائے مضمون طرز نعت جاناں چھوڑکر

جب چلا وہ مجکو بسمل تو نہیں غلطاں چھوڑکر
کیا ای پچھتاتا تھا میں قاتل کا داماں چھوڑکر

میں وہ مجنوں ہوں جو نکلوں کنج زنداں چھوڑکر
سیب جنت تک نہ کھاؤں سنگ طفلاں چھوڑکر

ہوے میرای ہمائی جو لب لعل
کھینچے تو شنگرف سے خون شہیداں چھوڑکر

میں وہ ہوں گمنام جب دفتر میں نام آیا مرا
رہ گیا بس منشی قدرت جگہ دان چھوڑ کر

سایۂ سرو چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
سانپ سا پانی میں اے سرو خراماں چھوڑ کر

ہو گیا طفلی ہی سے دلمیں ترازو تیر عشق
بھاگ گیں ہیں مکتب سے ہم اوراق میزاں چھوڑ کر

اہل جوہر کو وطن میں رہنے دیتا گر فلک
لعل کیوں اس رنگ سے آتا بدخشاں چھوڑ کر

شوق ہے اسکو بھی طرز نالۂ عشاق سے
دمبدم چھوڑے ہے منہ سے دود قلیاں چھوڑ کر

دل تو لگتے ہی لگے گا حوریان عدن سے
باغ ہستی سے چلا ہوں ہاے پریاں چھوڑ کر

گھر سے بھی واقف نہیں اسکو کہ جسکے واسطے
بیٹھے ہیں گھر بار ہم سب خانہ ویراں چھوڑ کر

وصل میں گر ہووے مجکو رویت ماہ رجب
روے جاناں ہی کو دیکھوں میں تو قرآں چھوڑ کر

ان دنوں گرچہ دکن میں ہے بڑی قدر سخن
کون جائے ذوق پر دلی کی گلیاں چھوڑ کر

بلبل ہوں صحن باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہوں چراغ سے دور اور شکستہ پر

کیا ڈھونڈھی دشت گم شدگی میں مجھے کہ ہے
عنقا میرے سراغ سے دور اور شکستہ پر

ساقی بط شراب ہی تجھ بن پڑی ہوئی
خم سے الگ ایاغ سے دور اور شکستہ پر

اس مرغ ناتوان پہ ہے حسرت جو رہ گیا
مرغان کوہ و راغ سے دور اور شکستہ پر

خود اوڑ کے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر
اس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر

کرتا ہے دل کا قصد کماندار تیرا تیر
پر ہے نشان داغ سے دور اور شکستہ پر

اے ذوق میرے طایر دل کو کہاں فراغ
کوسوں ہے وہ فراغ سے دور اور شکستہ پر

## اشعار متفرقات ردیف رای مہملہ

مطلع

شرح بخت برگشتہ گر کروں رقم پھیر کر
تیر بازگشتی ہو ہاتھ میں قلم پھیر کر

تو نے گل کو سر پہ رکھا جب چمن میں توڑ کر
میں بھی حاضر ہوں کہا غنچہ نے یہ منہ پھوڑ کر

ناتمام

وہ کہے کون ہے قربان مری ان چتون پر
میں کہوں ہیں تو کہے میں کے چھری گردن پر

تیرے دندان مسی زیب کی دیکھی جو بہار
اودی اودی ہی پڑ گئی گلشن میں اگل سوسن پر

مطلع

بعد مردن آئے جب رونے کو بیگانہ ہو [illegible]
جیتے جی کیا کہتے ہو صورت تری دکھلاؤ [illegible]

ناتمام

[illegible]

مطلع

[illegible]

مطلع

مجھ میں کیا باقی ہے جو دیکھو [illegible]
جبکہ [illegible] نہیں [illegible] پاس

### مطلع

چمن سے بعد ہیں جیسے سین و قاف قفس — قفس میں یا شہد میں ہیں ہم مثل فا و تاے قفس

### ردیف صاد مہملہ

سب مذہب میں یہی ہے نہیں اسلام خلاص — کہ جہاں جام ہی ہوتا ہو وہاں عام ہے خاص

ساغر دل کی تو واقف نہیں کیفیت سے — دیکھ عکس رخ ساقی ہے اسی جام میں خاص

خضر باتیں ہیں کہ ہے چشمہ حیوان جانبخش — ہے یہی خاصیت اوسکی لب شام میں خواص

شیخ صاحب کے ہیں نزدیک خاصان خدا — خدمتی اوسکے ہیں جو زمرہ خدام میں خاص

کام وزرات ہے عاشق کا تیرے ناکامی — کہ دیا تو نے لگا اوسکو اسی کام میں خاص

عشق کا جوش ہی جبتک کہ جوانی کے ہیں دن — یہ مرض کرتا ہے شدت انہیں ایام میں خاص

ذوق اسماء الہی ہیں سب اسم اعظم +
اوسکے ہر نام میں عزت ہے نہ اک نام ہی خاص

### ردیف ضاد معجمہ

پر کترنے کو جو صیاد نے چاہی مقراض — ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض

بحر و بر میں نہیں کسکو ہوس قطع برید — ناخن شیر ہے خنجر دُم ماہی مقراض

گل کترتی ہیں ہزاروں تری آنکھیں کافر — ہے عجب طرح کی اک تیز نگاہی مقراض

کیا زباں چلتی ہے اس بزم میں گویوں کی — منہ میں اُن کے یہ زباں ہے کہ الٰہی مقراض

محضر خون جو مرا سارا کتر کر پھینکا — دیگی اس ظلم کی محشر میں گواہی مقراض

پاس کیا قطع تعلق میں کہ یکساں سمجھے — قطع میں کسوت درویشی و شاہی مقراض

رشتہ عمر کیا قطع مرا سر اسے ذوق +
کھو سکی شمع کے دل کی نہ سیاہی مقراض

### ردیف عین مہملہ حسن مطلع +

ذوق کیوں کر ہو اپنا دیوان جمع — کہ نہیں خاطر پریشان جمع

### ردیف قاف

پھر کر ادہر اُودہر نہ ہمارا قلق گیا — نقطہ قلق کی طرح سے وہی ہا قلق

### ردیف کاف تازی

جھلک ہی ان کا جو ہر بال میں سر سے پاؤں تک
بلائیں آنکھ سے لیں سو بلائیں سر سے پاؤں تک
تماشا اون کی چال کا سمجھ کر [illegible] پاؤں تک
[illegible]
[illegible] سر سے پاؤں تک
چمن میں سبز [illegible]
مرا دل ایک دن اس جوش [illegible] سر سے پاؤں تک
کہیں واں تو ادائیں ہی ادائیں سر سے پاؤں تک
سراپا شوق [illegible] جائیں سر سے پاؤں تک
مثال شمع وہ ہم کو جلائیں سر سے پاؤں تک
نہ ہو وہ [illegible] پردہ تو بھی [illegible]
چھپن جلوت میں پردہ دکھائیں سر سے پاؤں تک
[illegible] سر سے پاؤں تک
[illegible] بتائیں سر سے پاؤں تک
نہیں حاجت کہ وہ پانی بہائیں سر سے پاؤں تک
مرا [illegible] ذوق [illegible] زخم [illegible]
یہ کیوں [illegible] زخم تیغ عشق کھائیں سر سے پاؤں تک

## مطلع

صفحہ دہر پہ یکدل نہ ہوا ایک سے ایک
دل کے دو حرف ہیں سو وہ بھی جدا ایک سے ایک

## ردیف لام

کھنچے نہ حلقہ گیسوئی تابدار میں دل
بلا سے گر ہو نوالہ دہان مار میں دل

بغل میں جب سے مرا دل بغل کا دشمن ہے
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار میں دل

نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے
برنگ شعلہ کہیں آہ شعلہ بار میں دل

ہمیشہ روزن سینہ سے کیوں ہے چشم براہ
اگر نہیں کسی مہوش کی انتظار میں دل

ترا اسنگار بھی ہے اک بلا کہ جائے دل
پرونے زلف مسلسل کے تار تار میں دل

اوڑیگا مثل شرر ٹکڑے ہو کے سنگ مزار
رہا اگر یونہی گرم تپش مزار میں دل

برنگ غنچہ پیکان و غنچۂ تصویر
نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار میں دل

فلک کے رنگ سے ظاہر ہے ماتمی آثار
خوش اپنا کیونکہ ہو اس نیلگوں حصار میں دل

برنگ بیضۂ نوروز توڑے دل اس نے
ہزاروں ایک ہمارا ہی کس قطار میں دل

ہزاروں دشمن جاں سو ہے ایک دوست ترا
جو پوچھو کون ہے سو میں کہوں ہزار میں دل

نہ ہوتیں خلد میں حوریں تو رہتا خلد میں کون
لگے ہے صحبت خوباں کا غمگسار میں دل

یہ جسم زار ہے یا میرے پیرہن میں دل
گرہ ہے تار میں یا میرے جسم زار میں دل

اُدھر تو لائے مجھے میری ہمنشیں اے ذوق
رہے گا میرے عوض میرا کوئے یار میں دل

ازل سے یوں دل عاشق ہے نور کی قندیل
کہ جیسے عرش خدائے غفور کی قندیل

سمجھ وہ دُر بناگوش نور کی قندیل
خجل ہے اختر صبح نشور کی قندیل

ہمارے کعبہ دل میں ہمیشہ روشن ہے
کسی کی تاب کمالی ظہور کی قندیل

جہاں ہے خانہ عشرت جبھی ہو ہو کا فروغ
کہ لٹکے اس میں سر پر غرور کی قندیل

رہے ہے جوں قمر منخسف سدا بے نور
سیاہ بختوں کے بالین گور کی قندیل

پڑے جو عکس ترا جام میں تو ہو روشن
حباب بادہ تجلی سے طور کی قندیل

عیاں ہے یوں تری روز سیاہ میں خورشید
کہ جیسے شب کو نظر آئی نور کی قندیل

[illegible] داغ [illegible] باغ خلد سے بھی کہ [illegible] کی قندیل
[illegible] سینہ [illegible] کی قندیل
[illegible] وہ صورت [illegible] کی قندیل
[illegible] نالہ قیامت [illegible] کی قندیل
[illegible] روضہ [illegible] کی قندیل
[illegible] کی قندیل

[illegible] تمام [illegible] گل
دیوانہ [illegible] داغ جنوں گل
زیبائش سر [illegible] گل
[illegible] چمن [illegible] گل
[illegible] گل
اس گل [illegible] گل
[illegible] خانہ [illegible] گل

پیکان تو دل دوز ہے سوفار ہے باہر | اس تیر سے ہے دلمیں درون غنچہ پر گل

## ردیف میم

پابند جوں خال ہیں پریشانیوں میں ہم
یارب ہیں کسکی زلف کے زندانیوں میں ہم

ہوتی نہ یاد زلف تو خط شکستہ میں
لکھتے الف خطوں کے پریشانیوں میں ہم

زنجیر میں بھی نالۂ زنجیر کی طرح
جوش جنوں سے رہتے ہیں جولانیوں میں ہم

پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہیں پناہ
قرب حرم میں بھی ہیں تہ قربانیوں میں ہم

دوزخ بھی جائے نعرہ ہل من مزید بھول
لائیں جو آہ کو شرر افشانیوں میں ہم

پاکوبیوں کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید
پھر ہیں جنوں کے سلسلہ جنبانیوں میں ہم

تم بھی نہیں جگر پہ رہے اس قدر رہے
سرگرم سوز عشق کی مہمانیوں میں ہم

مطلب سوا اپنے کون ہے آگاہ جز خدا
جوں خط سر نوشت ہیں پیشانیوں میں ہم

ہیں آئینہ میں صورت تصویر آئینہ
آئینہ رو کے سامنے حیرانیوں میں ہم

ہو وہ عزیز سوئے یوسف سی بھی جدا
رکھدیں تری شبیہ جو کنعانیوں میں ہم

کیا جانیں ہم زمانہ کو حادث ہے یا قدیم
کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہیں فانیوں میں ہم

کیوں جی کے ہجر میں ہو شرمندہ یار سے
اب مر رہے ہیں اسکی پریشانیوں میں ہم

پوشیدہ ان گناہوں سے خوش ہیں پیا تن
شرب الیہود کرتے ہیں نصرانیوں میں ہم

سینے کا چاک سینے کی فرصت کہاں کہ ہیں
مصروف زخم دل کی نگہ سرانیوں میں ہم

ہے کدورت دل صیاد . . . گر نہ ہو
کیا کیا اڑائیں خاک پر افشانیوں میں ہم

دکھلائیں روز حشر کو بین السطور سے
اپنے سیاہ نامے کی طولانیوں میں ہم

جا سکتے ضعف سے نہیں کوچہ میں اُسکے ذوق
بہ جائیں کاش گریہ کی طغیانیوں میں ہم

شمع ساں ان نہ ہوا کرات بہا آنسو گرم
برسوں یاں آنکھ سے ٹپکا ہے مرے لوہو گرم

جل بجے ای آتش غم دل کو کری یہ تو گرم
کہ زمیں پشت سمک تک ہو تہ پہلو گرم

لطف بوسہ نہ رہا ہم پہ ہوا جب تو گرم
شربت قند دیا کرکے پر آتش خو گرم

تن رہا یوں ہی تپ غم سے اگر گرم میرا
سیخ آہن کی طرح ہونگے بدن پر مو گرم

نیشتر جلائے نہ جوں کشتۂ فولاد ہو خاک
نکلے ہے آتش سودا سے مری لوہو گرم

کٹ سکا صید محبت کا نہ قاتل سے کہا
اس نے پتھر پہ رگڑ کر ہوا چاقو گرم

آتش دل سے پس از مرگ برنگ شعلہ
خاک عاشق سے نکلتا ہے گل خود رو گرم

مہر وش جل ہے تری حسن جہانتاب کی تاب
رخ سے گرم آئینہ ہوا آئینے سے زانو گرم

کیا لکھوں نامہ جانسوز کی اپنی تاثیر
جل گیا بس یہ کبوتر کا ہوا بازو گرم

سر مجروح کو ٹھکرا کے گیا وہ اور میں
چونکا اوس وقت کہ جب منہ پہ بہا لوہو گرم

دست خورشید کی رعشہ سے ہم جیسے چھوٹ
کھینچ کر تیغ کو جس دم ہو ہلال ابرو گرم

دل عاشق کے جلانے کا ہی سارا سامان
یعنی شعلہ ہے تری رنگ بھبوکا رو گرم

کون سا سوختہ جاں صبح سے ہے گرم فغاں
کہ ہوا آتی ہے کوچے سے ترے گلو گرم

ہم تو سنتے تھے سدا اکل حموض بارد
ذوق ہوتا ہے وہ کیوں ہوگی ترش ابرو گرم

## ردیف نون

بے یار روز عید شب غم سے کم نہیں
جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہیں

دیتا ہے دور چرخ کسے فرصت نشاط
ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہیں

اس زلف فتنہ زا کے لیئے ای مسیح دم
کچھ دست شانہ پنجہ مریم سے کم نہیں

زیبا ہے روے زرد پہ کیا اشک لالہ گون
اپنی خزاں بہار کے موسم سے کم نہیں

سرعت ہے نبض کی رگ سنگ مزار میں
دل کی تپش کچھ اب بھی تپ غم سے کم نہیں

ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
وہم کی شکل صورت درہم سے کم نہیں

ساقی ملے ہزار فلاطوں ہیں خاک میں
جو خم تہی ہے قالب آدم سے کم نہیں

اس حور وش کا گھر مجھے جنت سہی ہے سوا
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہیں

شورابہ سرشک سے دہوتا ہوں زخم دل
تیزاب میرے حق میں یہ مرہم سے کم نہیں

ہاتھوں سے تیرے پارۂ الماس زخم دل
مجکو تو جلوہ گل و شبنم سے کم نہیں

اے ذوق کسکو چشم حقارت سے دیکھیئے
سب ہم سے زیادہ کوئی ہم سے کم نہیں

ہاں تامل دم ناوک فگنی خوب نہیں
ابھی چھاتی مری تیر دل سے چھنی خوب نہیں

تشنہ دست محبت کے لیئے اس لب سے
کوئی دنیا میں عقیق یمنی خوب نہیں

گل پریشان ہوا ہنسکے چمن میں آخر
دیکھ اے غنچہ یہاں خندہ زنی خوب نہیں

خوبیاں یوں تو ہیں اس عالم تصویر میں سب
اک مگر ناز سے یہ کم سخنی خوب نہیں

چشم کہتی ہے تری جنبش مژگاں سے کہ دیکھ
سر پہ بیمار کے یہ سینہ زنی خوب نہیں

یہ نہیں شیشہ مے ہے کسی بیمار کا دل
محتسب دیکھ نہ کر دل شکنی خوب نہیں

تاب دندان نہ دکھا بزم میں تو ہنس ہنس کر
کوئی کھا جائے جو ہیرے کی کنی خوب نہیں

بات تو ہمنے بنائی تھی وہاں خوب مگر
تھی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بنی خوب نہیں

خلش خار کا کھٹکا ہے بغل میں موجود
دیکھ گل دعوی نازک بدنی خوب نہیں

[illegible]

بربیں خنک وہ لوگ کہ ہو گر خرقہ فقیر
سمجھو کہ کرتے بر فلکی پوشش نمد سے ہیں

وہ ایک دم کہ جس میں میسر ہو وصل یار
بہتر سمجھتے ہم اُسے عمر ابد سے ہیں

جتنے ہیں یاں مزے روش نشہ شراب
ہو جاتی بے مزہ ہیں جو بڑھ جاتی حد سے ہیں

ہر چند ناتواں ہیں مگر رکھتے دل قوی
ہم عشق کی کمک سے جنوں کی مدد سے ہیں

جا ان لباسیوں کے نہ ظاہر لباس پر
عاری عبائے ہوش و قبای خرد سے ہیں

محفوظ ہیں جو رکھتے ورع و قدر پر
ابجد کا قفل قاعدۂ آب و حد سے ہیں

دل کے ورق پہ ثبت ہیں صد مہر داغ عشق
ہم کرتے ذوق عشق کا دعوی سند سے ہیں

بلائیں آنکھوں سے اُن کی مدام لیتے ہیں
ہم اپنے ہاتھوں کا مژگاں سے کام لیتے ہیں

ترے خرام کے پیرو ہیں جتنے ہیں فتنے
قدم سب آ کے وقت خرام لیتے ہیں

شب وصال کے روز فراق میں کیا کیا
نصیب مجھ سے مرے انتقام لیتے ہیں

ترے اسیر جو صیاد کرتے ہیں فریاد
تو پھر وہ دم نہیں زیر دام رکھتے ہیں

جھکائے ہے سر تسلیم ماہ نو پردہ
غرور حسن سے کس کا سلام لیتے ہیں

ترے قتیل بتاتے نہیں تجھے قتال
جب اُن سے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہیں

ہم اُن کے زور کے قائل نہیں ہیں وہ شہ زور
جو عشق میں دل مضطر کو تھام لیتے ہیں

فقط قمری نہ داغی غلام ہے اُن کا
وہ معل ایسے ہزاروں غلام لیتے ہیں

ہمارے ہاتھ سے اے ذوق وقت مے نوشی
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہیں

دود دل سے ہے یہ تاریکی مری غمخانے میں
شمع ہے اک سوزن گم گشتہ اس کاشانے میں

میں وہ ہوں خشت کہن مدت سے اس ویرانے میں
برسوں مسجد میں رہا برسوں رہا بتخانے میں

مستی و نا آشنائی وحشت و بیگانگی
یا تری آنکھوں میں دیکھی یا ترے دیوانے میں

میں وہ کیفی ہوں کہ پانی ہو تو بنجائے شراب
جوش کیفیت سے میری خاک کے پیمانے میں

عشق کی نشو و نما منظور ہے ورنہ سبز
تخم اشک شمع ہو خاکستر پروانے میں

برق خرمن سوز دانائی ہے نافہمی تری
ورنہ کیا کیا لہلہاتے کھیت ہیں ہر دانے میں

کس نزاکت سے ہے دیکھو اتحاد حسن و عشق
زلف والوں کی شانہ میں بھی دردی یاں شانے میں

ایک بکھرے ہوئے کی تیغ جنبی کعبہ گئے
ذوق مرتبہ قابل بوسہ ہیں ویسے ہی

رکھتا نہیں کیا حیف دنیا سے تنگ ہوں
پارس ہی ہو تو جانا مرد ازنگ ہوں

وہ ہوں شگفتہ دل کہ نہ دوزخ میں تنگ ہوں
آتش کی طرح آگ میں بھی لالہ رنگ ہوں

جو ہے سو پہلے مجھ سے اٹھاتی ہی ننگ ہوں
محفل میں اُس نے کیا کوئی خوش آہنگ ہو

منظور مجھ کو ضبط ہے دکھو اضطراب
دل میرا مجھ سے تنگ ہے میں دل سے تنگ ہوں

پروا نہیں ہے میں نہیں تو نہیں ہوں شکست
مکھی ہی ہوں تو خال دہان تنگ ہوں

غزل

مے پلا کر ساقیان سامری فن کرتے ہیں
کرتے ہیں جادو سے اپنے آگ و شمع ہیں

زلف افعی وش کو دیکھو گر دو ہرق تیر ہیں
ہو بجائے موج پیدا مار در آب میں

چشمۂ آئینہ میں کب تر ہوا پائے نگاہ
اس طرح جاتے ہیں دیکھا پاکدامن آب میں

پھرتا ہے سیل حوادث سی کہیں مردونکا منہ
شیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب میں

صحبت صافی دلان سی ہوں مکدر تیرہ دل
زنگ سی آلودہ ہوجاتا ہی آہن آب میں

اب بھی گریہ سی مجھے فرصت نہیں فوارہ وار
گو کہ میں ڈوبا پڑا ہوں تا بگردن آب میں

طاس قلیاں میں کہاں ہی اُسنے ابر مردہ کو
ڈوب مر رو کے تو اے ابر بہمن آب میں

دیکھنا آنی دوپٹہ منہ پہ اوسکے وقت خواب
سحر آبی میں ہے مہ یا مہر روشن آب میں

میں وہ ہوں تفسیدہ دل کہ جائی اگر دریا کو چیر
گر پڑے گر غنچہ میری خاک مدفن آب میں

یوں رہا میں زندگی بھر تشنۂ دیدار یار
جیسے مستسقی کا دم ہو تا بگردن آب میں

سایۂ سرو چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
اژدہا بن بن کے شب ہی رشک گلشن آب میں

وعدہ سے آنے کا اُسکے ابر کھلجاے تو آئے
ڈھالتا ہوں دمبدم اوڑھا و ھکے رنگ آب میں

خط کو ہم لکھنے جو بیٹھے اشک سے امڈی یہ ایک سیل
بہ گیا خط لکھتے لکھتے مشفق من آب میں

## غزل

اس گلستان جہاں میں کیا گل عشرت نہیں
سیر کے قابل ہے یہ پر سیر کی فرصت نہیں

علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہیں
وہ فلاطون ہے تو اپنے قابل صحبت نہیں

خواہ پھرتا ہے فلک اور خواہ پھرتی ہی زمیں
پر ہمارے واسطے یاں منزل راحت نہیں

بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل
ہوتا وا بے شور و واویلا و واحسرت نہیں

منہ میں گر پانی چوادی یار اپنے ہاتھ سے
مرگ کی تلخی سے شیریں تر کوئی شربت نہیں

ہے نوشتے میں ترے بیمار کے صحت کہاں
جسکے نسخے میں دوا کے لفظ کو صحت نہیں

کھا کے زخم تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر
کوئی بھی اُس سے زیادہ کافر نعمت نہیں

خاک ہو کر بھی فلک کی ہاتھ سی ہمکو قرار
ایک ساعت مثل ریگ شیشۂ ساعت نہیں

خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہے دشت عدم
روز کر لیجے چہل قدمی مگر فرصت نہیں

میری وحشت پاؤں پھیلائے تو پھر دونو جہان
ہوں اگر اک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہیں

ایک دل ویسا ہے اُتنے بار غم اللہ رے
اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بے طاقت نہیں

ذوق [illegible]
کوئی صورت اپنی صورت گر کی بے صورت نہیں

وقت پیری شباب کی باتیں
ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں
پھر مجھے لے چلا ادھر دیکھو
دل خانہ خراب کی باتیں
واعظا چھوڑ ذکر نعمت خلد
کہہ شراب و کباب کی باتیں
[illegible]
[illegible] کی باتیں
حرف آیا جو آبرو پہ مرے
[illegible] کی باتیں
[illegible]
[illegible] کی باتیں
[illegible]
[illegible] کی باتیں
[illegible]
[illegible] کی باتیں
[illegible]
[illegible] کی باتیں

سنتے ہیں اسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم / کس مزے سے عتاب کی باتیں
دیکھ اے داغ چھیڑ قصۂ زلف / کہ بھی ہیں پیچ و تاب کی باتیں
ذکر کیا جوش عشق میں اے ذوق / ہم سے ہوں صبر و تاب کی باتیں

ہوجی میں اپنے غمزۂ جوہر کو توڑ دوں / آئینۂ خیال مکدر کو توڑ دوں
میں کاٹ دوں پہاڑ کو پتھر کو توڑ دوں / پر کیونکہ غیر سے بت کافر کو توڑ دوں
کیا در در جام ہو جو کبھی سر پہ دور چرخ / گر چاک پر پھرے تو میں ساغر کو توڑ دوں
راہ جنوں میں جلد اوٹھاؤں جو میں قدم / پائے رفیق و ہمت رہبر کو توڑ دوں
کیا دشمنی ہے اہل کرم سے کہے ہے چرخ / یاں تک جھکاؤں شاخ ثمر ور کو توڑ دوں
ساقی لڑائیو نہ تری چاہتا ہے جی / باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑ دوں
احسان ناخدا کے اٹھائے مری بلا / کشتی خدا پہ چھوڑ دوں لنگر کو توڑ دوں
ہر موج بحر عشق کو یہ بل ہے بل بے زور / کہتی ہے دست و پائے شناور کو توڑ دوں
نازک کامیاں مری توڑیں عدو کا دل / میں وہ بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں
پھر اس مژہ کو یاد کرے دل تو دل میں ذوق / نشتر چبھو کے میں سر نشتر کو توڑ دوں

چھوڑا تار وحشت نے ہماری جیب و داماں میں / اگر تار نفس سینہ میں سمجھو یا گریباں میں
کوئی ڈھونڈھے کدہر دلکو ہجوم داغ سوزاں میں / ملے کھوج ایک پروانے کا کیا اتنے چراغاں میں
کیسے ہی جائیو اے دل اس کا تشنہ کامی کی / رہے آب اس کی جبتک تیغ میں خنجر میں پیکاں میں
ہدف ہی تیر کا اسکے گل ہر داغ دل میرا / ہمیشہ آب پیکاں سے ہے شبنم اس گلستاں میں
جو لذت آشنائے مرگ ہوتا خضر تو ہرگز / نہ پیتا آب حیواں ڈوب مرتا آب حیواں میں

ناتمام

آج ان سے مدعی کچھ مدعا کہنے کو ہیں / پر نہیں معلوم کیا کہوینگے کیا کہنے کو ہیں
وصف چشم او وصف لب ان کا کہنے کو ہیں / آج ہم درس اشارات و شفا کہنے کو ہیں
ہیں دہن غنچوں کے وا کیا جانیں کیا کہنے کو ہیں / شاید اسکو دیکھ کر صلی علی کہنے کو ہیں

ہوں میں تری نگاہوں کے قربان واہ کیا ماری ہیں تم
سب وہاں زخم نا چھکو مرحبا کہنے کو ہیں
وہ جنازے پر مرے کس وقت آتے دیکھنا
جبکہ ذوق عام میرے اقربا کہنے کو ہیں

ناتمام

عنقا کی طرح خلق میں عزلت گزین ہوں میں
ہوں اس سطح جہاں میں کہ گویا نہیں ہوں میں
میں وہ نہیں کہ تم جو کہیں اور کہیں ہوں میں
میں ہوں تمہارا سایہ جہاں تم وہیں ہوں میں
اس در پہ شوق سجدہ سے فرش زمیں نہیں
مانند سایہ سر سے قدم تک جبیں ہوں میں
تارا سا ٹوٹ کر ہوں نہیں کوئی نگیں کے رنگ آب
نام آسمان پہ میرا ہے زیر زمیں ہوں میں
ہوں طائر خیال پر پر نہ میرے بال
پرواز کے جا ہو کچھ کہیں کہیں ہوں میں

ناتمام

غم نامہ اپنا صفحۂ محشر سے کم نہیں / ہے شور الغیاث صریر قلم نہیں

گو اضطراب عمل کو بیان کرتے ہم نہیں / پہ جو نگاہ ہے رگ بسمل سے کم نہیں

ہے لوث حب زر سے یہ دامن ہمارا پاک / گر چھینٹ بھی پڑی تو بجد درم نہیں

یہ ضبط پیچ و تاب کو میرے سے سر مزار / گیسوی دود شمع میں بھی پیچ و خم نہیں

منصوبہ مارنے کا مرے کرتے ہیں حریف / اور مجھ میں مثل بازی شطرنج دم نہیں

سر باز عشق کے لیئے دارالامان کہاں / محفوظ قطع سے سر شمع حرم نہیں

## غزل

گذرتی عمر ہے یوں دور آسمانی میں / کہ جیسے جائے کوئی کشتی دخانی میں

رکا تو خوب نہیں طبع کی روانی میں / کہ بو فساد کی آتی ہے بند پانی میں

وفور اشک اگر سر باوج ہو اپنا / فلک بزنگ گل نیلوفر ہو پانی میں

کہانیاں ہیں حکایات خضر و آب بقا / بقا کا ذکر ہے کیا اس جہان فانی میں

نہیں خضاب سے مطلب ہیں یہ موے سفید / سیاہ پوش ہوئے ماتم جوانی میں

وہ سیدھے گھر کو سدھارے اور انکو جی میں / پھرے بھٹکتے ہوئے کوئی بدگمانی میں

مبصروں سے کہو دیکھیں جبین ابروئے یار / کہ جوہر ایسے کہاں تیغ اصفہانی میں

ہمیشہ ہے مجھے سرمایۂ بقا میں بقا / حباب وار ہوں میں آب زندگانی میں

بجز نثار علی شاہ کون جانے ذوق / تری زبان کا مزا تیری شعر خوانی میں

تو کہے غنچہ کہ اس لب پہ ٹھٹھری خوب نہیں / چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہیں

سامنے سے مرے ٹلتا نہیں ناصح جب تک / مغز کھا نامراد و چار گھڑی خوب نہیں

فتنہ سرکش ہے جبھی تک کہ تری آنکھوں نے / دست مژگان سے کوئی دھول جڑی خوب نہیں

منہ چڑھی تیغ غم عشق کی کیا منہ ہے ترا / بوالہوس تجھ پہ کوئی ضرب پڑی خوب نہیں

خوبرویوں سے بہت آنکھ لڑی پر افسوس / قسمت اے ذوق کہیں اپنی لڑی خوب نہیں

ناتمام

اشعار متفرقات غزلیات تمام

ناتمام

خط پڑھکے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب میں
یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں

کیا جانیں لکھدیا اُسے کیا اضطراب میں
واں ایک خامشی تری سب کے جواب میں

بے بادہ غور کے میں ہوا ذوق چوں ہو نیز
کی توبہ بے توقف نے ناحق شباب میں

ناتمام

ایک دل ہے یوں تو پھر اُس قاتل کو ندوں
چار ٹکڑے کروں دل کے کہ نہیں ہو سکتا

جان و مال و دل و ایمان دوں یہ دل کو ندوں
لب کو دوں رخ کو ندوں زلف کو دوں تل کو ندوں

ناتمام

لگے پیہم یہ تیری ناوک مژگان دل میں
گھر ہی کر بیٹھا ہمارے غم ہجران دل میں

اتنے سوتن پہ نہیں جتنے ہیں پیکان دل میں
ہمنے جانا تھا کوئی دن کا ہے مہمان دل میں

ناتمام

گر تیرا نور نہیں چشم میں کیا ہے اسمیں
تو نگیں توڑ نہ دل کا کہ بڑی محنت سے

کہنا فیہ نظر عین خطا ہے اس میں
اسم کو مینے ترے کندہ کیا ہے اسمیں

ناتمام

نہ ڈال آبلہ اے گرمی فغان منہ میں
ہمارا ٹپکے لہو تیرے تیر کا سوفار

اگر چپکا بیٹھ رہوں پھر گھنگنیاں منہ میں
یہ چپ ہوا ہے کہ گویا زبان نہیں منہ میں

ناتمام

کیوں نہ لڑوائیں انھیں غیر کہ کرتے ہیں یہی
اتنے بگڑے ہیں وہ مجھسے کہ اگر نام اُن کا

ہمنشیں سنکے نصیبے کہیں لڑ جاتے ہیں
لکھتا کاغذ پہ ہوں تو حرف بگڑ جاتے ہیں

ناتمام

اسیر پنجۂ غم ہیں مریض جان بلب ہیں
جو مانگوں موت تو دو چار ہے مجھکو نہیں ہے
کہ نام عشق ہوں اور اسعد رحمت طلب ہیں

ناتمام

یہ رنگ کھلے ہوں ترا فرق
میں پوچھا نہیں لیکن تری قدر
مجنوں ہے سمجھے ہے چراغ
میں ناقہ لیلی کا سر
دو مہر توڑیں تار
نہ مجھسے جدا ہو

ناتمام

کرے وحشت بیان چشم
پیچ سچ کہتے ہیں
سوال بوسہ کو
برات عاشقان

دیکھا ہے سرمہ کے دھوان ہیں تری آنکھیں　مطلع　کر بیٹھیں نہ کچھ سیف زباں ہیں تری آنکھیں

مطلع

مرے نالوں سے چپ ہیں مرغ خوش الحان جا بجا　سدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانہ میں

مطلع

سینہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہیں　ہنسنے دو چار مگر دہنستی ہی کم بستی ہیں

مطلع

صوفی ہو کہ سیکش قابل ... دونوں ہیں　پہ مذہب مشرب سے غافل مری دونوں ہیں

مطلع

مر گیئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے میں　بے وفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے میں

شعر

میں ہوں وہ جگر خوں کہ مسامات بدن سے　اگر خون ہی نکالوں شفقی رنگ نکالوں

شعر

کہتی ہے ہای برہاں کہ زیران قضا　داغ دیتے ہیں اسے جسکو درم دیتے ہیں

مطلع

جس جگہہ بیٹھے ہیں با دیدہ نم اٹھے ہیں　آج کس شخص کا منہ دیکھکے ہم اٹھے ہیں

مطلع

کہتے تھے آنے کو خاطر سے ہماری پرسوں　ہوئے برسوں نہوئی پر وہ تمھاری پرسون

مطلع

یہ طوق اسواسطے چھوٹا ہوا قمری کی گردن میں　کہ تھا بلبل کی قسمت کا پڑا قمری کی گردنمیں

مطلع

زاہد گمراہ کے کسطرح میں ہمراہ ہون　وہ کہے الله ہوا اور میں کہوں الله ہون

قطعہ

ہائے کل شب آشنا تیری مریض عشق نے　تھی علاج ضعف دل اور ضعف تنگی فکر میں
آج گھبرائے ہوے پھرتے ہیں با چشم پر آب　گاہ تدبیر لحد میں گہ کفن کی فکر میں

ردیف واو

دانہ زمین میں ... قطرہ ہو دریا ہو
... جب ... نہال ... بنا ہو
آہ ہے ... جو ... عشق پیدا ہو
اسکی پابندی ... [illegible] ... ہو
... [illegible] ... صحرا ہو
... مجنون ... دل ... پیدا ہو
وہ مجنون ... سودا ہو
ہم ... لیلے ... لکھا ہو
اور ... خط جو ... سودا ہو
اس ... فندقی ... تماشا ہو
لکھا ایسا ... رخ ... پیدا ہو
... کیا ... پیدا ہو
ہمنے ... چمن کا ہو
ذوق ... گردن بنیا ہو
جائے ... عصا ... تابوت اپنا
... طوفان ... ہو
آنکھوں ... اگر ... رونا ہو

بستگی دل کو ہی کیوں اس گرہ زلف کیساتھ
کیا سبب کچھ نہیں کھلتا یہ معما ہمکو

ہم وہ مجنوں ہیں کہ گرد رم آہو کی طرح
بھاگے ہے وہ ہی سی دیکھکے صحرا ہمکو

کس سے تدبیر درستی ہو ہماری جوں زلف
کہ شکستوں سے بنایا ہے سراپا ہمکو

جابجا نام تو جوں نقش قدم چھوڑ گیا
خاک کم ہو کے گیا ڈھونڈھنے عنقا ہمکو

اور ہمدرد کہاں ہو نہ ہو اے حضرت دل
درد اب تم کو ہمارا ہو تمہارا ہمکو

پھینک کر شیشۂ دل ہاتھ سے کہتا ہے وہ مست
کیا بنایا تھا ہتھیلی کا پھپھولا ہمکو

اثر کفر ہے طاعت سے بھی اپنی پیدا
نقش سجدہ کا ہے پیشانی پہ ٹیکا ہمکو

نخل حنا کی طرح باغ محبت میں ملا
کثرت زخم سے اک خلعت زیبا ہمکو

ایک دم تنگ وہ آئے تھے بغل میں اسیر
غم دوری سے کیا تنگ ہے کیا کیا ہمکو

تن سے کیا جان کہ جان اپنی نکلنی پائے
ہو لبشرطے ترے آنے کا بھروسا ہمکو

آن پہونچی سر گرداب فنا کشتی عمر
ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہمکو

ہو سکے لاغری و ضعف کہاں بالغ شوق
تیری جانب پہ پرواز ہیں اعضا ہمکو

ہم گئے جسکی طرف جوں گل بازی اسنے
پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہمکو

رشک تھا اپنے نوشتے میں کہ اس نو خط نے
خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو

ہر قدم پاؤں میں سر رکھتے ہیں خار سر دشت
اے جنوں تونے تو کانٹوں میں گھسیٹا ہمکو

کرتے جوں کوہ نہیں ہم تو سخن میں سبقت
پر وہ کچھ ہم سے سنیگا جو کہیگا ہمکو

اپنا ہے کعبۂ مقصود فقط گوہر دل
طوف گرداب صفت چاہیئے اپنا ہمکو

لگ گئی آنکھ جو سودے میں تری زلفوں کے
شب سیاہی نے کئی بار دبایا ہمکو

حرف تلخ اس لب شیریں سے ہر اک بات پہ آہ
ناصحا سنتے ہیں ہم کچھ تو ہے میٹھا ہمکو

خاک سے کیونکہ ہماری گل رعنا اگے
کہ کسی گل کی دورنگی نے ہے مارا ہمکو

ایک دم عمر طبیعی ہے یہاں مثل حباب
فکر امروز نہ ہے نے غم فردا ہمکو

جتنے عاشق ہیں بہم ایک کا ہی ایک عزیز
شمع سے چاہیئے ہے خون کا دعویٰ ہمکو

کیا ستم ہے کہ لیے قطع رہ عشق فلک
آرہ سان دیتا ہے دندان عوض پا ہمکو

دل نہیں پھٹتے قطرہ خوں چند سو مانند انار
نہ رہے وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو

مل گئیں خاک میں جو صورتیں ہے انکا خیال
کیوں نہ فانوس خیالی ہو بگولا ہمکو

ہم وہ ہیں وحشی لاغر کہ چھپا لیتے ہیں
زیر دامن نگہ آہوئے صحرا ہمکو

ہم نہ کہتے تھے کہ ذوق اسکی تو زلفوں کو نہ چھیڑ
اب وہ برہم ہے تو ہے تجکو قلق یا ہمکو

آسماں اور وہ انسان بناتا ہمکو
خاک میں تھا مگر اس ڈھب سے ملانا ہمکو

ذبح کیوں کرتے ہی فتراک سے باندھا ہمکو
چھوڑ دیتے جو تڑپکر ابھی ٹھنڈا ہمکو

دل شکستہ نہ مگر اس یار نے سمجھا ہمکو
خط بھی جو خط شکستہ میں ہی لکھا ہمکو

باعث رشک ہوا عشق ہمارا ہمکو
بجلی پہ بن دیکھے ہے عشق جسنے کہ دیکھا ہمکو

کر دیا گریہ نے از بسکہ سبک ایسا ہمکو
لے گئے اشک بہا جوں کف دریا ہمکو

اس پہ مرتے ہیں کہ کیوں ہنر کو نہ ملا
وہ نصیب اسکو ہوئی مٹھی جو ملنا ہمکو

ہے وہی جنبش لبہای جراحت لیس قتل
کس لب تیغ کے بوسے کا ہے لپکا ہمکو

ہم وہ ہیں گرم رہ راہ وفا جوں خورشید
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو

خال سرمہ کا نہیں چاہیئے زیبائش کو
اختر سوختہ ہے اپنا ہی زیبا ہمکو

یہ تو یوں مضطرب اور سینہ میں لاکھوں روزن
دل کا رہنا نظر آتا نہیں اصلا ہمکو

ٹپکا مژگان سے لہو ہوکے جگر آخر کو
ایک مدت سے اسی ٹپکے کا ڈر تھا ہمکو

خط توام سے لکھو گور پہ تاریخ وفات
کہ رہے وصل کی تا مرگ تمنا ہمکو

کون غلطیدہ تھا خاک سر کو پر تیری
خواب شب بستر مخمل پہ نہ آیا ہمکو

جسکی آواز سے ہوں رونگٹے سو بانکے کھڑے
وہ محبت نے دیا سلسلۂ پا ہمکو

اک حلاوت ہے عداوت میں بھی اس ظالم کی
کہ اگر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا ہمکو

دیکھا آخر کو نہ پھوڑے کی طرح پھوٹ بہے
ہم بھرے بیٹھے تھے کیوں آ نیے چھیڑا ہمکو

ٹپکے ہے جائے عرق ہر بن مو سے پیکاں
یہ ہدف کس نے کیا تیر جفا کا ہمکو

ہمسفر ہو نہ سکا کوئی بھی اپنا لیکن
جادہ پہونچانے گیا تا لب دریا ہمکو

ہم وہ ہیں رند کہ اس عالم پیری میں بھی
اُس میخانے سے جوں پنبۂ مینا ہمکو

سنگدل تین دن اب گور میں بھی بھاری ہیں
ہے سوم میں ترے آنیکا جو دھڑکا ہمکو

تو ہنسی سے یہ نہ کہہ مرتے ہیں ہم بھی تم پر
مار ہی ڈالیگا بس رشک ہمارا ہمکو

پھرتے ہی آنکھ کے پھیرینگے گلے پر خنجر
ہو چکا آپ کا معلوم ہے ایما ہمکو

گرمی تپ سے ہوا سوز دروں جو افشا
آگیا مارے خجالت کے پسینا ہمکو

حسرت اسی خواری وحشت کہ گریباں کا تار
ہو گیا ضعف سے تار رگ خارا ہمکو

کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھ بن ہمنے
ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہمکو

نہ اوٹھے شور قیامت سے بھی وہ مست ہیں ہم
کہے جب تک کہ نہ تم قم لب مینا ہمکو

ہم تبرک ہیں بس اب کی زیارت مجنوں
سر پہ پھرتا ہے لیئے آبلۂ پا ہمسکو

وصل کا اوسکے تصور جو بندھا رہتا ہے
تو مزے ہجر میں بھی ملتے ہیں کیا کیا ہمکو

واہ قسام ازل صدقے ہم اس قسمت کے
جام عشرت اُسے اور داغ تمنا ہمکو

دل میں نشتر نگہہ یار کا آہی کھٹکا
وہی پیش آیا جو مدت سے تھا کھٹکا ہمکو

قطعہ

[illegible]

ذوق [illegible]

[illegible]

جو سوتی بھڑ کو باعث غوغا جگائے پھر
مرجائیگا جو تیر اگرفتار دام زلف
یہ تنگنائے دہر نہیں منزل فراغ

دروازہ گھر کا اوس سگ دنیا سے بھیڑ تو
تربت پہ اوسکی چال کا پائیگا پیڑ تو
غافل نہ پاؤں حرص کے پھیلا سکیڑ تو

آوارگی سے کوئی محبت کی ہاتھ اوٹھا
اے ذوق یہ اوٹھا نہ سکے گا کھکھیڑ تو

موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو
ہو تو ہو آباد کیونکہ یہ خراب آباد دل
کہتے ہیں شور قیامت جسکو وہ ای چشم یار
گر پڑے ہی آگ میں پروانہ سا گرم ضعیف
انتظار یار میں جو چشم ہو جاوی سفید
آدمیت سو سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
اب زباں پر بھی نہیں آتا کبھی الفت کا نام

غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
عشق غارت گر اگر بنا سے غارت ہو تو ہو
تیرے مستوں کی سفیر خواب غفلت ہو تو ہو
آدمی سے کیا نہو لیکن محبت ہو تو ہو
مردمک اوسمیں کہاں ہو داغ حسرت ہو تو ہو
پست ہمت یہ نہو اور پست قامت ہو تو ہو
اگلے مکتوبوں میں کچھ رسم کتابت ہو تو ہو

آج اک پگڑی ہوئی تہی سکدے میں رہن مے
ذوق یہ تیری ہی دستار فضیلت ہو تو ہو

تمنا نہیں ہے کہ امداد دل کو تپش کا صلہ ہو کہ مرد قلق ہو
یہ ہی حق ہے قاتل اگر حق دلائے یہ بسمل تری پانوں پر جان بحق ہو
کتاب محبت میں اے حضرت دل بتاؤ کہ تم لیتے کتنا سبق ہو
کہ جب آنکر تمکو دیکھا تو وہ ہی لئے دست افسوس کے دو ورق ہو
کر دونوں آنکھوں کے طبقے یہ روشن کہ ہو ایک رشک مہ چاردہ تم
سنا ہے کہ تم نور سے اپنے کرتے منور بیک جلوہ چودہ طبق ہو
یہ کشتوں کا اوس مانگ کے یاں پتا ہی کہ اون تیرہ بختوں کی مرقد پہ کوئی
اگر سنگ موسیٰ کا تعویذ رکھدی تو رکھتی ہی بس درمیاں وہ شق ہو
مری زندگی تہی ابھی اے ستمگر مسیحائی جو کر گئی تیری ٹھوکر
کہ ٹھکرایا تونے تو تھا یوں سمجھکر نکل جاوے جان کچھ جو سد رمق ہو

اگر رشک گلشن ہو مجھ پاس تو گلشن میں
ہو دیکھ مستی کا عالم
چلنا ہو عیسیٰ کا سا اور ضیغم چمن مجھکو
اگر وادی لق و دق ہو
اگر زخم سینہ سے بھا پا اٹھاؤں تو شیشہ
محشر کو پت سے چڑھاؤں
وگر پنبہ داغ دل کو دکھاؤں تو صبح بینا
کا منہ دم میں فق ہو
یہ بحر و قوافی غزل کی بدل کر کہے ایک غزل اور
کہ اے ذوق جس میں
نہو لفظ مغلق نہ تعقید مطلق جو معنی بجا
کچھ ہو تو مضمون دق ہو

غزل دیگر

جس ہاتھ میں خاتم لعل کی ہے گر اس
میں زلف سرکش ہو
پھر زلف پیچے وہ دست موسے جس
میں اعجاز آتش ہو

اے قاتل حلق بریدہ سے اک شعلۂ دل جو سرکش ہو
تو روشن حلقۂ جیب سر اپنے دیکھہ تنورِ آتش ہو

ہو تیر اسیر و صبح ہجراں مجھہ سے رخصت مہوش ہو
وہ کھینچوں آہ کہ خور بھی پنہاں زیر دود آتش ہو

لبریز شراب ناز دکھا تو ساغر چشم کافر کو
تا زاہد پاک ملوث ہو تا صوفی دلکش مے کش ہو

تم وہ وہ زخم دل پر میرے کرتے ہو دکھلانے کو
پر برش تیغ ناز سے اپنے دل میں کرتے غشغش ہو

دل نخل میں قد کے جون زکریا چھپ کر چشم کافر سے
اب آرہ جنبش ابرو سے کیونکر نہ بزیر کشاکش ہو

لبیک و اذان ناقوس و جرس یا خندہ قلقل نالۂ نے
دل کھینچنے میں ہاں کوئی ہو پر ایک نوائے دلکش ہو

بن تیرے گھر کی آرایش دشمن جان ہو عاشق کی
محراب طاق کماں بنجائے دستہ نرگس ترکش ہو

مانند نمکدان چرخ پر انجم حق نے بنایا اس خاطر
تا ہر لب زخم حسرت اپنا ہجر کی رات نمک چش ہو

گر کلک آہ کو پھیروں میں تو سرمہ دود دل سے پھر
سب صفحہ ماہ منور کا جوں سینہ باز منقش ہو + +

جب ضعف سے مجھکو غش آیا تو طنز سے کیا وہ کہتا ہے
بس غش نہ کرو معلوم ہوا کچھہ مرنے پر حد غش ہو

اک خون کا دریا جذب کیا ہے خاک کوئے قاتل نے
ہاں دشمن کو ایسے کشتوں کے لیے ہی زمیں دلکش ہو

اس بحر میں کیا برجستہ غزل اے ذوق یہ تمنے لکھی ہے
ہاں وزن کو جسکے سنکر شادان روح خلیل اخفش ہو

ناتمام

دل اپنا جا پہونچا ان آنکھوں کے [illegible] ہم کو
نہیں [illegible] ہم کو
جب سے تو یاس [illegible] ہم کو
ہاے صیاد [illegible] ہم کو
ہیں تو خوش تھا کہ چھڑی [illegible]
اپنے عاشق سے [illegible] ہم کو
او [illegible] ہم کو

ناتمام

بجا کہے جسے عالم اسے بجا سمجھو
زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو
نفس کی آمد و شد ہے نماز اہل حیات
جو یہ قضا ہو تو اے غافلو قضا سمجھو
[illegible] نہیں کرکے دل صاف
جو دل ہو صاف تو [illegible] الصفا سمجھو

ہنسے جو وہ میرے رونے پہ تو صفِ مژگاں
نہ سمجھو تم اُسے دیوار قہقہا سمجھو

ناتمام

اثر ہے وہ مری وحشت کا تیغِ حسن سے مضطر
نگیں پہ نام گر لکھدوں نکلکر گھر سے باہر ہو

ترا مجنون تفتہ دشت میں آتش قدم گر ہو
جلا دے زیرِ پا گر خارِ مژگان سمندر ہو

بجا ہے حق تعالیٰ اُس یزیدِ رند مشرب سے
کہ خونِ سید کا حسین بے رحم کو خونِ کبوتر ہو

رہائی قتل پر موقوف تھی گر ہم اسیروں کی
روانی تیغ کی پابستۂ زنجیرِ جوہر ہو

ڈبوویں گر سبکدوش آشنا کو اپنی صحبت میں
تو آہن ساتھ کیوں لکڑی کی دریا میں شناور ہو

ناتمام

کوسوں کیا تنگی زمانے کو
کہ نہیں جا ہے سر اُٹھانے کو

قصد کعبے کا تھا پھرے اُلٹے
چوم کر اُس کے آستانے کو

تو کمدر نہ ہو تو عشق میں ہسم
ایک آندھی ہیں خاک اُڑانے کو

ناتمام

یہاں تک لاغری ہے اس تنِ بیمار کے تن کو
عجب کیا ہے جو سمجھو طوقِ گردن چشمِ سوزن کو

زیادہ ہوتا ہے پیری میں فخر یہ نفسِ امارہ
یہ بالوں کی سفیدی شیر ہے اس مارِ رہزن کو

کمندِ نام و شہرت کھینچ لاتی ہے عدم سے بھی
لپٹ کر شکلِ طوقِ فاختہ عنقا کی گردن کو

ناتمام

ہجوم آور جو آنکھوں میں ترے اشوقِ تماشا ہو
تو شاخِ ہر مژہ سے چشمِ نرگس وار پیدا ہو

سگِ دنیا پسِ مردن بھی دامنگیرِ دنیا ہو
کہ اُس کتے کی مٹی سے بھی کتا گھاس پیدا ہو

ناتمام

تصور کس طرح ہو اترا اس چشمِ گریاں کو
نکالے ہے نہ برستے میں کوئی کیا گھر سے مہماں کو

نکالوں کس طرح سینے سے اپنے تیرِ جاناں کو
نہ پیکان دل کو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکاں کو

ناتمام

ٹھہرا دیا جلوے نے ترے چشمِ صنم کو
چکرا دیا غمزے نے ترے طوفِ حرم کو

کیا پوچھتا ہے تو عمل بغض و محبت
چلتا ہوا تعویذ سمجھ نقش درم کو

مطلع

دیکھا دمِ نزع دل آرام کو
عید ہوئی ذوق وے شام کو

مطلع

[illegible]
اور نہیں [illegible]

مطلع

یا تو [illegible]
یا مجھی کو موت آ جائے کہ قصہ پاک ہو

مطلع

منزل [illegible] بالکل الگ دنیا سے ہو
آسمان [illegible]

مطلع

اشکباری مری مژگاں کی ذرا دیکھیں تو — کتنے پانی میں ہیں فوارے ذرا دیکھیں تو

مطلع

جتنا ہے نمک تم مرے زخموں میں کہپاؤ — پلکوں سے اٹھاؤ گے نہ ہاتھوں سے گراؤ

مطلع

تیرے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو — فلک پر سکے ہنستی ہنستے شادی مرگ عیسا ہو

مطلع

چرخ ضدی ہے کوئی ضد نہ دلائے اسکو — گر سنے عود کو غرقی تو جلائے اسکو

مطلع

خبر کر جنگ نوفل کی تو مجنوں اہل ہاموں کو — کہا دہ تا صبا کھنچوائے شاخ بید مجنوں کو

مطلع

عبث تم اپنا رکاوٹ سی نہ بناتے ہو — وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

## ردیف ہائے ہوز

مرتے ہیں تری پیار سے ہم اور زیادہ — تو لطف میں کرتا ہے ستم اور زیادہ
دیں کیونکہ نہ وہ داغ الم اور زیادہ — قیمت میں بڑھے دل کے درم اور زیادہ
ساتھ اپنے ہے اب فوج الم اور زیادہ — کر تو بھی بلند آہ علم اور زیادہ
تیز اس نے جو کی تیغ ستم اور زیادہ — مشتاق شہادت ہوئے ہم اور زیادہ
سرکش کے سرافراز ہیں ہم اور زیادہ — جو شاخ بڑھے ہو کے قلم اور زیادہ
گر شرح جنوں کیجیے رقم اور زیادہ — ہو چاک ابھی جیب قلم اور زیادہ
دیتا ہے وہ دمباز جو دم اور زیادہ — شیشے کی طرح پھولے ہیں ہم اور زیادہ
گھبرانا جو یاد آیا ترا ہوکے ہم آغوش — گھبرانے لگا سینہ میں دم اور زیادہ
کچھ کی رقم شوق نے تاثیر جو پیدا — اٹھنے لگا قاصد کا قدم اور زیادہ
لذت سے محبت کی ہے ہر زخم جگر کو — ذوق نمک درد و الم اور زیادہ
کرنے کو سیہ نہ ورق چرخ کو اے دل — نالے سے نہیں کوئی قلم اور زیادہ
کیا ہو وے گا دو چار قدح سے مجھے ساقی — میں لونگا ترے سر کی قسم اور زیادہ

سر سبزی ہے طرح و وحشت ... [illegible] ... اور زیادہ
پشت فلک ... [illegible] ... اور زیادہ
دشمن کی نہ ... [illegible] ... اور زیادہ
[illegible] ... اور زیادہ
[illegible] ... اور زیادہ
[illegible] ... اور زیادہ
[illegible] ... اور زیادہ
[illegible] ... اور زیادہ
یا دل ... [illegible] ... اور زیادہ
سینہ ... [illegible] ... اور زیادہ
دکھلائے جو وہ ... [illegible] ... اور زیادہ

ہے روغن نفط اب مری گریہ میں کی ای چشم / بھڑکے ہے جو یوں آتش غم اور زیادہ
ہے نکہت ریحاں کا دماغ اب کسو کمبخت بن / آتا ہے مرا ناک میں دم اور زیادہ
جو پیٹ کو ہلکے ہیں یہ بچی باتیں لب ان سے / روکیں تو ابھر جائے شکم اور زیادہ
مہمیز سر خار سے نکلا سر صحرا / کچھ توسن وحشت کا قدم اور زیادہ
صید دل عاشق ہیں یہ مصروف وہ کافر / بیخوف ہیں اب صید حرم اور زیادہ
گر سرمہ کرے خاک خرابات کو صوفی / سوجھیں اوسے پھر لوح و قلم اور زیادہ
اے خنجر خونخوار نہ برّش میں کمی ہو / ہاں تجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ
کیا قہر ہے جتنا کہ وہ چاہت سے رکی ہے / اوتنا ہی اُسے چاہیں گے ہم اور زیادہ
چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کے آئے / کیا ہو جو بڑھیں چند قدم اور زیادہ
سرعت ہے ابھی نبض میں جوں موج رم برق / کیا ہوگا جو ہوگی تپ غم اور زیادہ
کہتا ہے مرا شوق جراحت کہ صد افسوس / اس تیغ دو دم میں نہیں دم اور زیادہ
کیوں مینے کہا تجھسا خدائی میں نہیں اور / مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ
کہتا ہے گلے لگ کے مری وہ دم خنجر / لے عشق کا بھر اوسکے تو دم اور زیادہ

قطعہ

اس عاشق بیچارہ کا ہے اور برا حال / گریے سے ہے آنکھوں پہ ورم اور زیادہ
پیٹے سر بستر پہ پڑا پاؤں کہاں تک / بس پاؤں نہ پھیلا شب غم اور زیادہ

قطعہ

ہے باغ جہاں میں تجھے گر ہمت عالی / کر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ
لیتے ہیں ثمر شاخ ثمرور کو جھکا کر / جھکتے ہیں سخی وقت کرم اور زیادہ
جو کنج قناعت میں ہیں تقدیر پہ شاکر / ہے ذوق برابر اونھیں کم اور زیادہ

دیگر

ای ذوق وقت نالے کو رکھلے جگر پہ ہاتھ / ورنہ جگر کو روئیگا تو دھر کے سر پہ ہاتھ
میں ناتواں ہوں خاک کا پروانے کے غبار / اوٹھتا ہوں رکھکے دوش نسیم سحر پہ ہاتھ
خط دیکھے دل میں تھا کہ زبانی ہی کچھ کہے / پہ اوس نے رکھدیا دہن نامہ بر پہ ہاتھ

کھاتا ہے اس فراق میں غم تیغ میرا دل / جیسے کہ گرسنہ مارے ہے حلوای تر پہ ہاتھ
جوں بیجنا شفہ تو نہ جلا انگلیاں طبیب / رکھکر رکھا ہے نبض عاشق تفتہ جگر پہ ہاتھ
اے شمع ایک چور ہے باد نسیم صبح / مارے ہے کوئی دم میں تو تاج زر پہ ہاتھ
چھوڑا نہ دل میں صبر نہ آرام نہ شکیب / تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ
قاتل تھی تو نے اوٹھائی ہزار حیف / کرکے ہزار کشتہ تیغ نظر پہ ہاتھ
جو دیکھے اسکو تھام لے دل بیٹھ جا ذوق / جب ناز سے کمر کو وہ رکھکر کمر پہ ہاتھ

دیگر

ہوش و خرد لیے نگہ سحر فن کیا ہاتھ / اب جو ہی اپنی بات سو دیوانے کا ساتھ
ہے ان کی سادگی ہی تو فتنوں کی چھل کی بات / سیدھی سی بات ہی تو آپ نکلتی کیا بات

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

روز آفتیں دل پہ نئی ہیں محن کے ساتھ
جب دیکھو زخم تازہ ہے زخم کہن کے ساتھ

یاد آ گیا ترا قد رعنا جو باغ میں
کیا لپٹ کے روئے ہیں سرو چمن کے ساتھ

وحشی کو ہمنے دیکھا اوس آہو نگاہ کی
جنگل میں پھر رہا تھا قلا بچیں ہرن کے ساتھ

ناخن بدی خدا تجھے اے پنجہ جنوں
ٹکڑے اڑا دیے جسم کے تو پیرہن کے ساتھ

افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف
لپٹا پڑا ہے مردہ سا گویا کفن کے ساتھ

پایا ذرا اثر نہ کہیں رات بھر پھری
سر مارتی یہ آہ سپہر کہن کے ساتھ

اللہ رے لاغری کہ تری ناتوانکی نعش
اوڑتی پھرے ہے بوئے عبیر و کفن کے ساتھ

دوزخ میں بھی پڑے تو نہ سیدھی ہو لپٹ کر شمع
آتش میں پیچ و خم ہیں رسن کے رسن کے ساتھ

گندم ہے سینہ چاک فراق بہشت میں
آدم کو کیا نہ ہو گی محبت وطن کے ساتھ

اللہ رے تاب حسن کہ اوسکا دُر بلاق
چشمک زنی کرے ہے سہیل یمن کے ساتھ

وحشت گئی نہ بعد فنا بھی مرا غبار
باتیں کرے ہے سقف سپہر کہن کے ساتھ

تیر بلاکش اژدر دوزخ کو کھینچ لیں
اک آتشیں کمند دل شعلہ زن کے ساتھ

ممکن نہیں ہے **ذوق** علایق سے چھوٹنا
جب تک کہ روح کو ہے تعلق کفن کے ساتھ

جنون کی جیب دری پر ہیں جب چلتے ہاتھ
سلوک سینے سے بھی کچھ تو کر چلتے ہاتھ

ملا جو غنچے نے عطر اوسکو واں تو رشک سے یاں
لکیریں مٹ گئیں ہاتھوں کی ملتے ملتے ہاتھ

نہ آیا گور پہ میری وہ بیوفا ورنہ
گلے لگانے کو تربت سے بھی نکلتے ہاتھ

جو چھیڑے برق کے شعلہ کو تیرا سوختہ جان
تو وہ کہے کہ لگا تو نہ جلتے جلتے ہاتھ

فقیر وجد میں گرتا تھا اوٹھا جو عالم سے
تو پہونچے عرش پہ وہ کودتے اچھلتے ہاتھ

مریض سوز محبت کی دیکھتا گر نبض
تو پھر طبیب کے بھی آبلوں سے پھلتے ہاتھ

جو کوئی کام ہو پیری میں کسطرح ہو **ذوق**
نہ اب ہیں پاؤں سنبھلتے نہ ہیں سنبھلتے ہاتھ

## متفرقات ردیف ہائے ہوز

رقعہ چوری سے اُسے بھیجا ہو انجان کے ہاتھ
کیسی رسوائی ہے پڑ جائے جو انجان کے ہاتھ

مطلع

ڈھانا ہے جا بجا اور وہاں ہی جا کے بیٹھ
ایماں کی کہیں لیکن ایماں ہی جا رہا سب بیٹھ

مطلع

بیٹھ کر یہ جب کی نہیں رفتار کی نباہ
اوسکی کا گستہ وہ کافر ہے بیعت کی نباہ

مطلع

زیادہ ہو گیا تو کھلے سے بھی کچھ ہو وہ
کر رہیں آیا تو وہ ہی کر اور نہیں ہو وہ

## ردیف یای تحتانی

ہیں ترے رنگ خط رخسار ہے
دل میں آئینہ کے جوہر دار ہے
پیچ و تاب حسرت دیدار ہے
جو نہ ہے سر نہیں طومار ہے
کھانا ہے داغ آتش نہیں رفتار ہے
سر نہیں دل داغ آتش خوار ہے

ہاتھ اوٹھاؤ عشق کے بیمار سے
کوئی بچتا بھی ہے اس آزار سے

اُنس ہے کیا دل کو تیر یار سے
ہے مشابہ زخم بھی سوفار سے

میرے طرز نالہ ہائے زار سے
ٹپکے بلبل کے لہو منقار سے

یوں نگہ نکلے ہے چشم یار سے
مست جیسے خانۂ خمار سے

فرش گل پہ مجھ کو ہجر یار سے
کم نہیں بار رگِ گل خار سے

آئینہ اُس شعلۂ رخسار سے
گرم ہے دکان آتش کار سے

بے نصیب اُسکے ہیں گرویدار سے
سی دو آنکھوں کو نظر کے تار سے

مارے گر سیلی وہ زلف پُر عرق
جھڑ پڑیں دندان دہان مار سے

خنجر موج تبسم سے ترے
گل چمن میں ہیں جگر افگار سے

وائے قسمت تلخکامی ہو نصیب
ہم کو اوسکے لعل شکر بار سے

کرتا ہے دست جنوں جب کشمکش
جی اولجھتا ہے نفس کے تار سے

اُسکے میری جاں کنی کو کوہکن
جوں صدا اولٹا پھرا کہسار سے

یہ بھی اُس نازک بدن کو بار ہو
گر کمر باندھے نظر کے تار سے

نقطہ خال اُس کا سودا خیز ہے
پھرتے ہیں اک پاؤں ہم پرکار سے

اُٹھ چکا وہ ناتواں جو رہ گیا
دیکھے تیرے سایۂ دیوار سے

توبہ توبہ کہتی استغفار ہے
وقت توبہ میری استغفار سے

اپنے دامن کو بچا کر جائیو
برق میرے وادی پر خار سے

چاہیئے بحر محبت میں مجھے
کشتی اوسکی تیغ لنگر دار سے

اب وہ آئے جب نگہ کو ضعف سے
کم نہیں مژگان کی صف دیوار سے

تیرے ہی پاؤں پہ اے قاتل گرا
سر مرا اوڑ کر تری تلوار سے

اس دہن کا نکتۂ موزوں عجب
منتخب ہے مخزن اسرار سے

صاف اک برق شفق آلودہ ہے
زلف اوسکی سرخی رخسار سے

خاک عاشق پر اوٹھے جائے غبار
فتنۂ محشر تری رفتار سے

ناکسوں سے کیا رکیں وارستگان
اولجھے کب دامن صبا کا خار سے

زلف کی برچھی سے دل ڈرتا نہیں
چھوٹ بھاگے ہے وگرنہ مار سے

قطعہ

دل کو آئینہ کے گر گرد سے گداز
یار اپنی گرمی رخسار سے

جوہر اُس سے یوں اٹھالیں جس طرح
حرف قرطاس غلط بردار سے

بے تمیزوں کو ہو نقصان لطف ذوق
بیں ہیں نام طفل آوارہ پیار سے

اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے

نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے
اُسے تیر قضا اوسکو پیکِ تیر قضا سمجھے

شہیدان محبت خوب آئین وفا سمجھے
بہا خوں کوئی قاتل ہیں اسی کو خوں بہا سمجھے

وہی پیچھے تلخکام اس زندگی کا مزا سمجھے
کہ جو زہرابِ تیغ یار کو آب بقا سمجھے

ہر اک گردش میں سعی انداز ناز فتنہ زا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
اور اسپر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت سے خدا سمجھے

برائی میں ہماری وہ اگر اپنا بھلا سمجھے
برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے

تجھے اے سنگدل آرام جان مبتلا سمجھے
پڑیں پتھر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے

وہ ہمسے خاکساروں کو جب اپنی خاک پا سمجھے
ہم اپنی خاکساری اپنے حق میں کیمیا سمجھے

ترے کشتے جو یوں خواب عدم سے یکبیک چونکیں
مگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے

نسیم صبح گلشن میں اگرچہ ہو دم عیسے
ترا بیمار غم تجھ بن سموم جانگزا سمجھے

رواں ہوتا ہے اس لیتا نسر اسپ کاروان گل
چٹکنے کو صبا غنچے کی آواز درا سمجھے

ندیم رخصت نظر کو میری جانب کیوں تغافل سے
اسے بھی آپ کیا میری ہی بخت نارسا سمجھے

حساب اصلا نہ پوچھو مجھسے میرے دل کے زخموں کا
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

اگر دل کو نکالا چیر کر پیکان تو ہنسی دی
کہ عاشق اپنے پہلو میں اسی کو دل کی جا سمجھے

کرے آہ رسا میری جو سیر عالم بالا
فلک کو بھی یوہیں اک آبلہ ساز یر پا سمجھے

ہنسے ہے زخم دل تدبیر پر جراح کی کہدو
انھیں ٹانکے نہ سمجھے خندۂ دندان نما سمجھے

محبت سے ذرا اگر موم ہو اس سنگدل کا دل
دل اشکستہ میرا اپنے حق میں مومیا سمجھے

عدو آیا ہے بنکر نامہ بر لکھا نصیبوں کا
کرینگے لیکے خط کیا مدعی سے مدعا سمجھے

مجھے آتا ہے رشک اس ندمو آشام پر ساقی
نہ جو دع ما کدر جانے نہ جو خذ ما صفا سمجھے

نہ آیا خاک بھی رستہ سمجھ میں عمر رفتہ کا
مگر سمجھے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے

خبر سنتے ہی قاصد سے ہوئے ہم بیخبر بالکل
ترے پیغام کو گویا کہ پیغام قضا سمجھے

نحوست بھی سعادت ہوگئی سودائے زلفوں کے
گلیم تیرہ بختی سر پہ ہم ظل ہما سمجھے

کشاد کار ہم نے پنجہ تقدیر کو سونپا
خرد کے تیز ناخن ناخن انگشت پا سمجھے

بلا اس زلف کی مصرع میں ہر مضمون پیچیدہ
اسی سے بیت کھلے جو معنی ناز و ادا سمجھے

ہوا لے زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا ہے
کہیں ایسا نہ ہووے ہمکو وہ کافر ادا سمجھے

سمجھ ہی میں نہیں آتی ہے کوئی بات ذوق اسکی
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

[illegible]

رکھے ہے حوصلہ دریا کب اہل ہمت کا
نہیں ہے اتنا کہ بھر کاسۂ حباب تو دے

خنک سفالوں کی اگر مشت خاک دوزخ میں
پڑے تو واقعی اک باغ آگ اب تو دے

پہونچ رہونگا سر منزل فنا اے ذوق
مثال نقش قدم کرنے پا تراب تو دے

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو
آئینہ خاک صاف ہو صورت پرست ہے

درویش ہے وہی جو ریاضت میں چست ہو
تارک نہیں فقیر بھی راحت پرست ہے

جز زلف سوجھتا نہیں اے مرغ دل تجھے
خفاش تو نہیں ہے کہ ظلمت پرست ہے

دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید
موذی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے

عنقا نے گم کیا ہے نشان نام کر دیئے
گمگشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے

یہ ذوق مے پرست ہے یا ہے صنم پرست
کچھ ہی بلا سے لیک محبت پرست ہے

زخم دل پر کیوں مرے مرہم کا استعمال ہے
مشک گر مہنگا ہے تو کیا نون کا ہی کال ہے

قبر میں عاشق جو تیرا مضطرب احوال ہے
لوح تربت پر بھی لکھا سورہ زلزال ہے

ہمنے جانا تھا کف پا میں تمھاری خال ہے
لیک اب دیکھا سویدائے دل پامال ہے

ابر برسوں رو چکا پر سوز غم سے اب تلک
خاک میری ڈھیر کی اوپلوں میں جیسے راکھ ہے

میری دود آہ سے یاں تک زمانہ ہے سیاہ
آفتاب آسماں زنگی کے منہ کا خال ہے

ہم وہ مجنوں ہیں کہ میرا کاغذ تصویر بھی
مثل عیدی باعث خوشنودی اطفال ہے

جیسے ہے دل میں کسیکے نوک مژگاں کا خیال
نشتر زنبور ہے تن پر مرے جو بال ہے

جوش گریہ کا مرے تم کچھ نہ پوچھو ماجرا
چادر آب رواں منہ پر مرے رومال ہے

دل پہ ہوں گر داغ سوزان عشق میرے گوہکن
پھر تو خسرو کا بھی گنج سوختہ کیا مال ہے

کھاؤ نہیں ہے میرا جاؤش بن کیونکر دل ٹکڑے نہ ہو
جو رگ یاں ہے وہ مجھکو شیر کا سا بال ہے

ہیں جہاں مدفن تمھارے کشتگان زلف کے
نخل کی جا بید مجنوں ہے وہاں پامال ہے

شوخ قاتل کو مرے کیا چاہئے ہے رنگ پان
خون اعجاز مسیحا سے لب اسکا لال ہے

بسکہ ہے نور وزا اپنا آفتاب جلوہ سے
دور ساغر ہمکو ساقی گردش یکساں ہے

کھل گیا مضمون شکست دل کا ہمکو پڑھے
نامہ بر کا اس قدر اپنے شکستہ حال ہے

ہاتھ آئے اسیران محبت کی بلا سینے میں آگ
شعلہ جوالہ سان طوق گلو تک لال ہے

ہوتے ہیں اعضائے پوسیدہ تصور سے جدا
کھینچی تصویر مجنوں کی تو سے شکال ہے

روز محشر سے کئی دن دیکھئے کیا ہوئیں
گو ہی آ ذوق طول نامہ اعمال ہے

سو سے سرمارا ان سیہ کا ایک
سرا سر شکر ہے

مانگ جو ہے ساکی ما سیندر اس شکر کا
سرخ شکر ہے

آبلہ ہائے سینہ جو چشمے سے
دکھلائی دیتے ہیں

مزرع دل پہ جیسے اک غم کا آکر
شکر ہے

ہووے دل مظلوم ہمارا کیوں نہ شہید دشتِ بلا
در پے اسکے مشامیوں کا وہ زلف معنبر لشکر ہے
موذی زحمت کش کو ایذا کیونکہ نہ دیویں مع ضعیف
دشمن مار زخم رسیدہ مور کا اکثر لشکر ہے
کعبہ تو بہ خدا ہی رکھے آج کہ جوش ابر نہیں
اک اصحاب فیل کا سایہ دوش ہوا پر لشکر ہے
میں وہ شاہ کشور غم ہوں یا رو جسکے ساتھہ سدا
جوش اشک کی دولت سے جوں موج سمندر لشکر ہے
گاہ ہجوم یاس میں ہے دل گاہ ہجوم حسرت میں
ہے یہ مرد سپاہی پیشہ پھرتا لشکر لشکر ہے
خال چشم جانان کا مژگان سے تجمل دیکھو تو
اد تر الپشت پہ مچھلی پہ کتنا لے کے سکندر لشکر ہے
ہووے امام برحق پیدا ذوق اگر تو دیکھہ ابھی
ہوتا گرد اسلامیوں کا جوں سبحہ گوہر لشکر ہے

میری خاکستر اوڑی تھی جس سے گردوں سے بنے
ہر دل کو رکھہ دل اسدم شمشیر پر گرڈھب بنے
خال ہی خورشید رو رخ پر تمھارے جب بنے
عشق تعلیم نیاز و ناز یک جا کیونکہ ہو
جو نہوں عقدے کبھی جوں غنچہ تصویر وا
ہے سیہ کاری سے نامہ یا نتلک اپنا سیاہ
سرمہ چشم کواکب کیا بنے ہے دود آہ
صحبت عیسیٰ بنا دے خر کو انسان کسطرح
موذیوں کہ حق نہ دی آنکھیں کہ تا لاویں بلا
عشق ہمراہی ذوق وہ کافر کہ جسکے ہاتہ سے

اوسمیں کچھہ اخگر جو باقی تھے سو وہ کوکب بنے
تا بہ قربانی صراط عشق پر مرکب بنے
تیرہ بختان محبت سوختہ کوکب بنے
گر نہ مجنوں آن کر لیلےٰ کا ہم مکتب بنے
وائے قسمت وہ ہمارے عقدۂ مطلب بنے
روز محشر پہ پڑے گر سایہ اسکا شب بنے
ایسا کاجل ہیں کہ جس سے انکا خال لب بنے
تربیت سے واقعی نا اہل نا کب بنے
ہیں حکمت تھی کہ معدوم البصر عقرب بنے
شیخ صنعان سا مسلمان خود بد مشرب بنے

[illegible]

ہو گیا جلوۂ انجم مری آنکھوں میں نمک
کیونکہ آئے شب ہجراں میں کہو خواب مجھے

## غزل اول ناتمام

لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

اے غم مجھے تمام شب اب ہجر میں کھا
رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے

بل بے غرور حسن زمیں پر رکھے نہ پاؤں
مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے

کیا اے چلے گلی سے تری ہم کہ جوں نسیم
آئے تھے سر پہ خاک اڑانے اڑا چلے

افسوس ہے کہ سایۂ مرغ ہوا کی طرح
ہم جسکے ساتھ ساتھ چلیں وہ جدا چلے

قاتل جو تیرے دل میں کاوٹ نہو تو کیوں
رک رک کے میرے حلق پہ خنجر ترا چلے

آلودہ سرمہ سے نہوئی چشم میں نگاہ
دیکھا جہاں سے صاف ہی اہل صفا چلے

کیا دیکھتا ہے ہاتھ مرا چھوڑ دے طبیب
یاں جان ہی بدن میں نہیں نبض کیا چلے

لیجائیں تیرے کشتے کو جنت میں بھی اگر
پھر پھر کے تیری گھر کی طرف دیکھتا چلے

اے ذوق ہے غضب نگہ یار الحفیظ
وہ کیا بچے کہ جسپہ یہ تیر قضا چلے

الگ تا ہو وہی کھینچ کھینچ کر مرا تار دامن سے
نہ دامن خار سے چھوٹے نہ چھوٹے خار دامن سے

خبر لوں جیب کی یا میں رہوں ہشیار دامن سے
جنوں الجھے ہیں ناخن جیب سے او خار دامن سے

لگے ہے اس تمنا میں مری ہر خار دامن سے
کروں دستار میں گر ہو عطا اک تار دامن سے

لگے اس شعلہ خو کے کون جھپسا زار دامن سے
اولجھ سکتا ہی کوئی برق کی بھی خار دامن سے

گرے گر دھوتے دھوتے تو جدا ہر تار دامن سے
نہ چھوٹے خوں مرا پر تیرے ای خونخوار دامن سے

کیا تو نے کنارہ ہم سے اور ہاتھوں سے وحشت کے
گریباں ہمکنار آکر ہوا ہے یار دامن سے

ترے جو سجدۂ در سے جبیں ہو خاک آلودہ
نہ پونچھیں حور عیں کو ای پری رخسار دامن سے

ہوا ہے پردہ بھی ہم سے تو اسنے یوں کیا پردہ
بنا یا درمیاں اک پردۂ دیوار دامن سے

وہی زیبا ہے اسکے واسطے جو قطع ہے جسکی
نکل سکتا ہے کوئی آستیں کا کار دامن سے

اب ان کو شستن جہت میں ہفت دریا لوگ کہتے ہیں
اگرے تھے اشک کے قطرے مرے دو چار دامن سے

پھروں کھینچے ہوئے کوسوں میں اپنے زندہ دشت سے
اگر بندہ جائے میرے دامن کہسار دامن سے

جلیں گے آتش رنگ حنائی پا سے گھر کتنے
ہوا اینٹھا جو وقت گرمی رفتار دامن سے

دکھائے صدمہ زنجیر نے پہ پاؤں مجنوں کے
کہ اک صدمہ رسا پہنچے نہ دم رفتار دامن سے

عزیز اصلا نہیں ہمراہ یہ ہمت کہ دیوانے
گرہ دیکر تہ باندھا ہو پہ شہوار دامن سے

مرا پا بھی نہیں پابست نقش گر کہیں پیش
کہ صحرا پونچھتا ہے گرد کن خار دامن سے

سرایت کیجیو خوں کو کہن گر جای پتھر سے
نکالے لعل یا ای پتھر کی جا کہسار دامن سے

فرشتے تیرے دامن کو بنائیں جانمازای
اگر دھو ڈالے تو داغ غم پندار دامن سے

مرے پاؤں سے گتھا ہوا ہے کیا شکر ملا
جو کوئی لوٹ جاتا ہے وہ جھاڑ کر خار دامن سے

مرا آنسو ہے وہ گوہر اسپیدا ہو بدن سارا
جدا ناخواستہ ٹپکا ہے اے غمخوار دامن سے

تری مجنوں کو ہے وہ جامۂ عریانی زیبا
کہ جسکو آستیں سے ننگ ہے اور عار دامن سے

یہ تجھ بن اشکباری ہے کہ آنسو پونچھتا ہوں میں
کبھی تو آستیں سے اور کبھی اے یار دامن سے

کہاں وہ موسم طفلی کہ ہم دامن سوار و نیں
کیا کرتے تھے کار توسن رہوار دامن سے

مرا وہ گریۂ غم خندۂ عشرت سے بہتر ہو
اگر آنسو مری پونچھے وہ گل رخسار دامن سے

میں وہ آلودہ دامن ہوں بنائیں تار سبحہ کا
فرشتہ پاکدامن لیکے میری تار دامن سے

یہ صید ناتوان مثل پر افتادہ اڑ جائے
لگائے گر نسیم دامن گلزار دامن سے

ہوا پنکھے کی خواب آور ہے یہ کیا ایک جنبش میں
کرے سو فتنۂ خوابیدہ وہ بیدار دامن سے

نگاہ بو الہوس آندھی ہے تیری خاک اڑانیکو
چھپالے تو چراغ شعلہ رخسار دامن سے

نہ ہووے دل جلوں سے ذوق ہمسایوں سے دلداری
کہ کب فانوس پونچھے شمع کا رخسار دامن سے

ہوں یہ لاغر جھک گئے قامت ایک خس کے بوجھ سے
جوں کہادہ لچکے ہے پائے مگس کے بوجھ سے

یہ اسیری میں گراں خاطر ہوں نہیں جاتا ہے ٹوٹ
آہنی قلاب بھی میرے قفس کے بوجھ سے

زندہ تو ڈوبے ہے اور تیرے ہے مردہ آب میں
بوجھ شاید جسم کا کم ہے نفس کے بوجھ سے

نکلے دنیا سے کہاں احمق اوٹھا کر بار حرص
رہگیا یہ تو گدھا دلدل میں پھنسکے بوجھ سے

اپنے دامن میں لے میری گل لخت جگر
جی دھڑکتا ہے کہیں چچلی نہ مسکے بوجھ سے

کیا ہوا دل نے لیا گر ایک کوہ غم اوٹھا +
یہ نہیں اے ذوق دبتا ایسے دس کے بوجھ سے

رخصت اے زنداں جنوں زنجیر در کھڑکائے ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

سر بوقت ذبح اپنا اسکے زیر پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

واہ رے شور محبت خوب ہی چھڑکا نمک
استخواں میری ہما کس کس مزے سے کھائے ہے

ہاں مدد طاقت کہ ہے ضعف سے سینہ میں دم
دیکھیے کب تک خدا کیونکر مجھے پہونچائے ہے

بس کراے سوز دروں جائینگے دل اور جگر
رحم جوش گریہ پھر چھاتی ابھی بھر آئے ہے

بل بے استغنا کہ وہ یاں آتے آتے رہ گئے
اف ری بیتابی کہ یاں تو دم ہی نکلا جائے ہے

نزع میں بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہے انتظار
جانب در دیکھ لے ہے جبکہ ہوش آجائے ہے

کشتہ ہوں نہیں کس چشم سیہ مست کا یارب
ٹپکے ہے جو مستی مرے تربت کے شجر سے

کھلتا نہیں دل بند ہی رہتا ہی ہمیشہ
کیا جانے کہ آجاتا ہے تو ہمیں کدھر سے

نالوں کے اثر سے مرا پھوڑا سا ہی پکتا
کیوں ریم سدا نکلے نہ آہن کے جگر سے

اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

کیڑا ذرا سا اور وہ پتھر میں گھر کرے
انساں وہ کیا نہ جو دل دلبر میں گھر کرے

تیر اس نگہ کا گر دل مضطر میں گھر کرے
ناسور عشق زخم کے پھر گھر میں گھر کرے

پتلی سیاہ دیکھیو اس چشم مست کی
بھونرا عجب ہے یوں گل عنبر میں گھر کرے

یوں میرے دل میں چھپتی ہے دنداں کی آب و تاب
ہیرے کی جوں کنی کوئی گوہر میں گھر کرے

بلبل کا آشیانہ ہے گلشن میں کیا عجب
اس رخ پہ دل جو زلف معنبر میں گھر کرے

دکھلائے جوش گریہ اگر میری چشم تر
مردم کے غرق سینکڑوں پل بھر میں گھر کرے

گنبد میں گرد باد کے مجنوں نے گھر کیا
سرگشتہ ایسا کون کہ چکر میں گھر کرے

انکھا ہی اُسکے لب پہ عجب گھر پکڑ گئی
جوں عنکبوت برگ گل تر میں گھر کرے

قاتل مرے لہو تو شتابی سے دھو کہیں
جوں مورچہ نہ یہ تری خنجر میں گھر کرے

ناتمام

آتا نہیں سہ طلعت کیا دیر لگائی ہے
کھینچ اے کشش الفت کیا دیر لگائی ہے

قاصد تو کب آتا ہی پر پیک اجل نے بھی
یاں آنے میں یا قسمت کیا دیر لگائی ہے

گر قتل ہی کرنا ہے قاتل کہیں جلدی ہو
لاحول ولا قوۃ کیا دیر لگائی ہے

یاں وعدہ بھی آپہنچا تو اب تلک آتا ہے
اللہ رے تری غفلت کیا دیر لگائی ہے

ہے باد گلستاں میں بیٹھے ہیں لہو کیش
ساقی نے دم عشرت کیا دیر لگائی ہے

دی پھونک کہیں دل کو مدت سے سلگتا ہی
اے سوز غم فرقت کیا دیر لگائی ہے

بالیں پہ کہا میرے ہنگامہ محشر نے
تو اوٹھو کہیں حضرت کیا دیر لگائی ہے

اُسکے لب معجز کا لیتا ہے اگر بوسہ
تو اے دل پر حسرت کیا دیر لگائی ہے

اے ذوق شہید اسکو کرتے میں کئی عاشق
کرنی ہو اگر سبقت کیا دیر لگائی ہے

حوز رو کا قطعایتوں سے مجھے
دوستے مار ا عنایتوں سے مجھے
کیجیو کیا کیا ہیں دیکھ تو اغیار
یار تیری حمایتوں سے مجھے
خط وہ کن کن کنایتوں سے مجھے
واجب القتل اس نے ٹھیرایا
آیتوں سے روایتوں سے مجھے
دشمنوں کی رعایتوں سے مجھے
شوق کم ہے تو کہی اے چشم
ہے کئی عشق کی ہدایت ذوق
اس سر سب ہدایتوں سے مجھے
الٰہی کس نے کشتہ کو مارا مجھے
قاتل نے عجب ستمی ہے
کر آج کوچے میں اوسکے شور
ہائے وائے قلقی ہے

غم جدائی میں تیری ظالم کہوں میں کیا مجھپہ کیا بنی ہے
جگر گذاری ہے سینہ کاوی ہے دلخراشی ہے جانکنی ہے

زمیں پہ نور قمر کے گرنے سے صاف اظہار روشنی ہے
کہ ہیں جو روشن ضمیر اُن کا فروغ اُن کی فروتنی ہے

بشر جو اس تیرہ خاکداں میں پڑا یہ کسکی فروتنی ہے
وگرنہ قندیل عرش میں بھی اسی کے پرتو کی روشنی ہے

ہوئے ہیں تر گریۂ ندامت سے اس قدر آستین و دامن
کہ میری تردامنی کے آگے عرق عرق پاکدامنی ہے

ہوئے ہیں اس اپنی سادگی سے ہم آشنا جنگ و آشتی میں
اگر نہ ہو یہ تو پھر کسی سے نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے

لگا نہ اس بتکدے میں تو دل جو ٹوٹتا ہے تو ٹوٹ کر دل
کہ کیا ہے کوئی خوش شمائل صنم ہے آخر شکستنی ہے

نہیں ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی میں بھی ہے تونگر
جہاں میں مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے

کوئی ہے کافر کوئی مسلماں جدا ہر اک کی ہے راہ ایماں
جو اسکے نزدیک رہبری ہے وہ اسکے نزدیک رہزنی ہے

تکلف منزل محبت نہ کر چلا چل تو بے تکلف
کہ جا بجا خار زار وحشت سے زیر پا فرش سوزنی ہے

خدنگ مژگاں سے ذوق اسکے دل اپنا سینہ سپر ہے جیسے
مثال آئینہ سخت جانی سے سینہ دیوار آہنی ہے

## غزل

آنکھ اس پر جفا سے لڑتی ہے
جان کشتی قضا سے لڑتی ہے

شعلہ بھڑکے نہ کیونکہ محفل میں
شمع تجھ بن ہوا سے لڑتی ہے

قسمت اس بت سے جا لڑی اپنی
دیکھو احمق خدا سے لڑتی ہے

نہیں مژگاں کی وہ صفیں گویا
اک بلا اک بلا سے لڑتی ہے

[illegible] سبوں سے ہے دختر رز
شوخ قاتل [illegible] آشنا سے لڑتی ہے

کیا کہیں آنکھ کس کی عاشق سے
[illegible] ادا سے لڑتی ہے

[illegible]
[illegible] سے لڑتی ہے

[illegible] بیمار شفا سے [illegible]
موت کیا کیا اپنی بھی

واہ کیا کیا طبیعت اپنی بھی
[illegible] ابتدا سے لڑتی ہے

عشق میں یا [illegible] صلح کی [illegible]
اہل دنیا سے [illegible] لڑتی ہے

[illegible] کا سدا سے [illegible]
[illegible] لڑتی ہے

[illegible] آب بقا سے [illegible]
[illegible] لڑتی ہے

[illegible] ہوا [illegible] اے ذوق
[illegible] دعا سے لڑتی ہے

دل کی معاش غم ہے غم کی تلاش ہے
ڈرتا ہوں دل ہی میں کہ بڑا بدمعاش ہے

اس بتکدے میں کون ہے کافر ترے سوا
تو آپ ہی بت پرست و بت و بت تراش ہے

لبریز صد نشاط برنگ ہلال عید
سینے میں میرے ناخن غم کی خراش ہے

ہوتے وبال دوش نہیں کشتگان عشق
اور جاتی ٹھوکروں ہی میں عاشق کی لاش ہے

کرتے یہ اشک و آہ ہیں تکلیف کیوں عبث
ہوجاتا راز دل تو نگاہوں میں فاش ہے

دنبالے پر جو سرمہ کے دانہ ہے خال کا
گویا کہ دشت چشم فسونگر میں ماش ہے

کیا شاد کو خفیف کرے ہے زبان خلق
شاباش جسکو کہتے ہیں شاد باش ہے

اٹھے جہاں ہی سے جو بستر سے وہ اٹھے
تیرا مریض عشق جو صاحب فراش ہے

برندا ایک تیغ محرف سے بھی سوا
اس کج ادا نے اور نکالی تراش ہے

مسکن پذیر آج ہی دل میں نہیں ہے غم
روز ازل سے اسکو یہی بود و باش ہے

اے ذوق جانتا ہے وہ ہمدرد میرا درد
دل جسکا پارہ پارہ جگر پاش پاش ہے

ہے تیری کان زلف معنبر لگی ہوئی
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی

بیٹھے بھرے ہوئے ہیں خم مے کیطرح ہم
پر کیا کریں کہ مہر ہے منہ پر لگی ہوئی

جاتے بغیر خوں کوئی رہتی ہے تیری تیغ
ہے یہ تو اوسکو چاٹ ستمگر لگی ہوئی

میت کو غسل دیجو نہ اس خاکسار کی
ہے تن پہ خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی

عیسے بھی گر ہے پاس تو ممکن نہیں شفا
خورشید کو وہ تپ ہے فلک پر لگی ہوئی

نکلے ہے کب کسی سے کہ اسکی مژہ کی نوک
ہے پھانس سی کلیجہ کے اندر لگی ہوئی

کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک
پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی

بیٹھے ہیں دل کے بیچنے والے ہزارہا
گذری ہے اوسکی راہگذر پر لگی ہوئی

یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجائے مہر
آنکھ اپنی ہو لفافۂ خط پر لگی ہوئی

منہ سے لگا ہوا ہے اگر جام مے تو کیا
ہے دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی

اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

مجھکو پہنچا ہے ادھی میں ہو وہ الفت کو مرے
بے مزہ ہوگئے لطف اور شکایت کو مرے
بسکہ محبت ہیں اے ذوق شکایت کو مرے
بے شکایت ہیں اے ذوق محبت کو مرے
کھائی کوچے میں ترے ہم کو جو سنگ طفلاں
آئے مجنوں کو ترے بیوہ جنت کو مرے
لگی مرچیں سی کیا تو نکو میں کیکی ستم
دل بریاں سے مرے سوز محبت کو مرے
صرفہ کر ترا ہم جاتا نہ ہو صد کاں نمک
دو سے کیا عشق میں ہے گمان ملامت کو مرے
ملت عشق میں ہو کاش نئے شیخ ہی بھی
کر اوامیں تری سرباز شہادت کے مرے
دیکھ اوسکو کیا عالم حیرت میں نہ میں
ایک میں کیا کہوں اس عالم حیرت کو مرے
سجدے میں پائے صنم کے پہنچی نظر عشق
یہیں عبادت ہو تو راس عبادت کو مرے
تجھے تختاں ہو نہ کیوں ترکے رز دانا بربار
کر اودشمنی ہے وقت کے ہے وقت کو مرے
جان سے ہی بھی گئی وہ علی شربت بھی
بیچ جو عاد سے ہے لگی حسرت کو مرے

ابر و باراں کے نہ کیوں لطف اٹھائیں میخوار
کہ اوڑاتے ہیں گنہگار ہی رحمت کے مزے

ہے نمک پاش جو ہنس ہنس کے وہ لعل نمکیں
لے رہا ہے دل مجروح جراحت کے مزے

کچھ جتاؤ جو محبت تو کہے ہے کہ تجھے
دیکھ تو کیسے چکھاتا ہوں محبت کے مزے

ذائقہ چاشنی عشق کا کامل ہو تو دیں
شادی وصل کی لذت غم فرقت کے مزے

نہیں جز بے مزگی کوئی مزا دنیا میں
پر مزے دار بنا دیتے ہیں غفلت کے مزے

خنجر ناز نے کیا چاٹ لگائی دل کو
چاٹتا ہونٹھ ہے لے لیکے جراحت کے مزے

بے مزاجی کو کریں لاکھ تری ظلم و ستم
بھولنے کے نہیں پہلی وہ عنایت کے مزے

پھر پھٹا زخم کا انگور مبارک اے **ذوق**
دل زخمی کو ترے بادہ عشرت کے مزے

اول ہی سے بشر کو ہے رغبت خلاف سے
لیتا تھا کام منہ کا شکم میں یہ ناف سے

کب وہ گذرتے ہیں سر لاف گزاف سے
جنکی کہ آشنا ہے زبان لام و کاف سے

چل میکدے میں شیخ بسر کر مہ صیام
مسجد میں تنگ بیٹھا ہے کیوں اعتکاف سے

نالوں نے دی چڑھا جو تپ لرزہ مہر کو
کھولی نہ آنکھ ابر سیہ کے لحاف سے

پھینکے ہے ایک جنبش مژگاں نہیں وہ پری
ہم اپنے ناتواں کو پرے کوہ قاف سے

ہے جوہر کمال پہ ننگا اگر فقیر
ہر تیغ تیز ننگ ہے اسکو غلاف سے

گذری ہے مشق سینہ شگافی میں عمر ہیچ
اس کلک تیز نالہ گردوں شگاف سے

گردش ہے اوسکے چشم کی کیوں پھیر دل کی گرد
کافر کو کام کعبے کے ہے کیا طواف سے

لڑتے ہیں گہ نصیب سے گاہے فلک سے ہم
فرقت کی رات کم نہیں روز مصاف سے

لکھتا ہے شیخ مسئلہ وحدت وجود
لیکن دوئی عیاں ہے قلم کے شگاف سے

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن
اے **ذوق** اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

کیا غرض لاکھ خدائی میں ہوں دولت والے
اُن کا بندہ ہوں جو بندے ہیں محبت والے

چاہیں گر چارہ جراحت کا محبت والے
بیچیں الماس و نمک سنگ جراحت والے

گئے جنت میں اگر سوز محبت والے
تو یہ جانو رہے دوزخ ہی میں جنت والے

چھوڑ دیتے ہیں قلم جوں قلم آتشبار
میری شرح تپش دل کی کتابت والے

کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
دل بیمار کے ہیں وہی عیادت والے

تو مرے حال سے غافل ہے پر اے غفلت کیش
تیرے انداز تغافل نہیں غفلت والے

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

کیا غمزہ ترا سر بسر بیداد غضب ہے
جلاد فلک سے بھی یہ جلاد غضب ہے

جو ہے ستم و کینہ و بیداد غضب ہے
سر تا بقدم وہ ستم ایجاد غضب ہے

ناز آفت و چشم ستم ایجاد غضب ہے
شاگرد بھی ہے قہر جو استاد غضب ہے

بلبل یہ ترے واسطے فریاد غضب ہے
فریاد نہ کر دیکھ یہ صیاد غضب ہے

نکلے ہے صدا کوہ سے ہم آتش و ہم آب
کیا سوز و گداز دل فرہاد غضب ہے

خاکستر پروانہ پہ روتی ہے بجا شمع
ہو خاک جگر سوختہ برباد غضب ہے

ہم چاہتے ہیں تمکو گرے سب کی نظر سے
پہلے ہی سے اس چاہ کی افتاد غضب ہے

کیوں غنچہ پریشان ہو ہوئی ہے شگفتہ
اس باغ میں ہونا ہی دل شاد غضب ہے

اوس بت کا سمجھ حسن خداداد نہ اسکو
یہ تجھپہ خدا کا دل ناشاد غضب ہے

ہوتا ہے سپند ایک ہی آواز میں آخر
کیا سوختہ جانوں کی ہی فریاد غضب ہے

توڑا کمر شاخ کو کثرت نے ثمر کی
دنیا میں گرانباری اولاد غضب ہے

اے شوخ ترے چشم غضبناک کے ہوتے
ہم چاہیں قضا سے اگر امداد غضب ہے

اللہ کرے خیر مرے شیشۂ دل کی
پھر آج وہ مست مے بیداد غضب ہے

بھولا نہ مجھے قتل گہ عام میں قاتل
اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے

اخوان شیاطین ہیں یہ مست مئے پندار
کیا حضرت آدم کی ہی اولاد غضب ہے

مرتے نہیں جو ورنہ تری طرح سے واعظ
ہم جیسے ہیں عاشق وہ پریزاد غضب ہے

انجم سے رخ چرخ پہ بوندیں ہیں عرق کی
عاشق کی ترے گرمی فریاد غضب ہے

ہے سرو تو پابند غم بے ثمری میں
کہتے ہیں گرفتار کہ آزاد غضب ہے

غصہ ہے ترا قہر قیامت
رنجش تری بیداد ہے بیداد غضب ہے

[illegible]

ہمیں غرض کیا کہ جائیں گے ہم حرم کو اے شیخ تبکدے سے
یہیں بتوں میں خدا کا اپنے ظہور قدرت نہ دیکھ لیں گے

نہ دیکھ لی کیسی کیسی آفت جہاں میں ہمنے تمہارے باعث
اور آگے کیا کیا غم و الم ہم تمھاری دولت نہ دیکھ لیں گے

دکھانا احوال اُنکو اپنا یہ اُنکی اُلفت کا امتحاں ہے
کہ ہوگی الفت تو دیکھ لیں گے نہ ہوگی الفت نہ دیکھ لیں گے

بلا سے گر دانیال سا نہیں ہے پاس اپنے فالنامہ
ہم اپنے نقطوں سے داغ دل ہی کی فال دولت نہ دیکھ لیں گے

ہلال کو دیکھیں کیوں فلک پر اگر ہے منظور عید ہمکو
تو اسکے تیغ ستم کا دل میں لب جراحت نہ دیکھ لیں گے

بہار یاران کو کون دیکھے بغیر یاران ہے تیر باران
ہم اُسکے بدلے سرشک مژگان کی اپنی شدت نہ دیکھ لیں گے

اگرچہ میں مر بھی جاؤں گا تو کہیں گے ہے جیتا دم چرایا
وہ جب تلک اپنے آستانے پہ میری تربت نہ دیکھ لیں گے

مجھے یقیں ہے نہیں دکھائینگے اپنے رخسار لالہ گوں کو
رواں میری چشم تر سے جبتک وہ خوں حسرت نہ دیکھ لیں گے

یہ لوگ نا واقف محبت نہوں گے واقف تپ دروں سے
کہ جب تلک مثل برق رگ رگ میں میری سرعت نہ دیکھ لیں گے

خط اُسکو دے بھی دیا جو قاصد نے ذوق دیگر کسی کا دہوکا
وہ خط نہ پہچان لینگے میرا مری عبارت نہ دیکھ لیں گے

## غزل

کیا مد نظر تمکو ہے یاروں سے تو کہیئے
گر منہ سے نہیں کہتے اشاروں سے تو کہیئے

حال دل بیتاب کہا جائے تو ہمسے
گر کہیئے نہ لاکھوں سے ہزاروں سے تو کہیئے

کیا کہتے ہو آئینگے سر خاک شہیداں
کچھ فتنے اُٹھائے ہوں مزاروں سے تو کہیئے

بڑھتی جاتی ہے جو مشق ستم اُس ظالم کی
کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہے

دیتی شربت ہے کسی زہر بھری آنکھ تری
عین احسان ہے وہ زہر بھی گر دیتی ہے

دمبدم زخم پہ اک زخم ہے دم لینے کی
مجھکو فرصت تری کب تیغ نظر دیتی ہے

تب دل شمع کی جب کم نہیں ہوتی ناچار
اوسکو کافور سپیدی پہ سحر دیتی ہے

کوئی غماز نہیں میری طرف سے اے ذوق
کان اوسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہے

مزے جو موت کے عاشق بیاں کبھو کرتے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

غرض تھی کیا تیرے تیروں کو آب پیکاں سے
مگر زیارت دل کیونکہ بے وضو کرتے

اگر یہ جانتے چن چن کے ہمکو توڑینگے
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے

یقیں ہے صبح قیامت کو بھی صبوحی کش
اوٹھیں گے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے

سمجھ یہ دار و رسن تار و سوزن اے منصور
کہ چاک پردہ حقیقت کا ہیں رفو کرتے

عجب نہ تھا کہ زمانے کے انقلاب سے ہم
تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے

سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھیے گر ذوق
تمام عمر گذر جائے جستجو کرتے

ناساز ہے جو ہمسے اُسی سے یہ ساز ہے
کیا خوب دل ہے واہ ہمیں جسپہ ناز ہے

اُس سنگ آستاں پہ جبین نیاز ہے
وہ اپنی جا نماز ہے اور یہ نماز ہے

دروازہ میکدے کا نہ کر بند محتسب
ظالم خدا سے ڈر کہ در توبہ باز ہے

خانہ خرابیاں دل بیمار غم کی دیکھ
وہ ہی دوا خراب ہے جو خانہ ساز ہے

ڈرتا ہوں خنجر اوس کا نہ بہ جائے ہو کے آب
میرے گلے میں نالہ آہن گداز ہے

پہونچا ہے شب کمند لگا کر وہاں رقیب
سچ ہے حرامزادے کی رسی دراز ہے

اُس بت پہ گر خدا بھی ہو عاشق تو آئے رشک
ہر چند جانتا ہوں کہ وہ پاکباز ہے

مدح خال روئے بتاں ہوں مجھے خدا
بخشے تو کیا عجب کہ وہ نکتہ نواز ہے

اے ذوق اپنا سب پہ کھلے کیونکر راز عشق
ہر نالہ اک کلید در گنج ناز ہے

ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے
کہ مے آشام پیاسے ہیں مہینا بھر کے
آشناؤں سے اگر ایسے ہی بیزار ہو تم
تو ڈبو دو انھیں دریا میں سفینا بھر کے
نہیں پروین کہ ہیں جعد پروین میں ملک
لائے اس عارض روشن سے پسینا بھر کے
روز اس گلشن رخسار سے [illegible]
اپنے دامان نگہ مردم بینا بھر کے
[illegible] جوش کے مانند چھلکتا ہے مدام
خون حسرت سے لبوں تک دم سینا بھر کے
جام خالی بھی لگا منہ سے نہ کم ظرف کے
ذوق [illegible] اپنا بھر کے
[illegible]

پری جا کر نئی دنیا سہی گر ڈھونڈو دنیا میں
تو خالی خاک آدم سے نہ چپا بھر زمیں نکلے

خدا دے دوربینش اور اس چشم تصور کو
کہ لاکھوں کام اس سے دوربیں کے دوربیں نکلے

تصور اس لب شیریں کا آجاوے اگر دل میں
تو آنسو ہو کے شربت خوں ہو کر انگبیں نکلے

مرے دل میں جو حسرت ہے نکالوں میں کہاں اسکو
نہ وہ زیر فلک نکلے نہ وہ زیر زمیں نکلے

سنا کرتے تھے شہرہ ذوق جن کی پارسائی کا
وہ سب یار خرابات اپنے نکلے ہمنشیں نکلے

ہم مت عدو اپنا کسیکو نہیں پاتے
تم پاتے ہو ہم کو تو چھری کو نہیں پاتے

غنچے ترے غنچہ دہنی کو نہیں پاتے
ہنستے ہیں مگر تیری ہنسی کو نہیں پاتے

کیوں ہمنے دیا دل تجھے او سنگدل اپنا
کمبخت ہم اس سخت گھڑی کو نہیں پاتے

وہ کونسا غم ہے جسے پاتے نہیں لیں
لیکن نہیں پاتے تو خوشی کو نہیں پاتے

لیتے ہیں شب وصل میں ہم انکے جو بوسے
وہ لب پہ سحر رنگ مسی کو نہیں پاتے

میں ایسا کہیں گم ہوں کہ یاران عدم بھی
گم ہو کے میری گمشدگی کو نہیں پاتے

معلوم نہیں اسکے دہن ہے کہ نہیں ہے
اے ذوق ہم اس سر خفی کو نہیں پاتے

نبض نملی ہے کہاں میری فلاطوں چلتی
ہے یہ ضعف اتنو کہ جھوٹی بھی نہیں لو ان چلتی

پہونچے کیونکر جرس ناقہ لیلی کی صدا
آج آندھی تری قسمت سے ہے مجنوں چلتی

کھول دیں آنکھیں دم ذبح نہ دیکھونگا تجھے
پر چھری اپنی تو گردن پہ میں دیکھوں چلتی

جب میں جو نہا سے چلا سر پہ یہ بولی حسرت
تو اکیلا نہیں ہمرہ ترے میں ہوں چلتی

دور کر بالوں کو سر پر سے کہے ہے لیلی
پر نہیں کان پہ مجنوں کے ذرا جوں چلتی

میں تو ان آنکھوں کی گردش کا بلا گرداں ہوں
کہ نہیں تیری بھی واں گردش گردوں چلتی

عمر طے کرتی ہے ہر دم سفر بحر فنا
جسکو تو سانس کہے ہے دل محزوں چلتی

چلتی گو دیکھے ہے ساحل کو سوار کشتی
پر حقیقت میں ہے کشتی سر جیحوں چلتی

ذوق گل اور کوئی تازہ کھلا چاہتا ہے
کہ ہوا باغ جہاں میں ہے دگرگوں چلتی

کیا دیکھتا ہے تیغ نگاہی اک لگا
قصہ تمام عمر کا اسے ہم چکا چکے
اب خاک کیے ہیں ڈھیر تو کیا اس خجل نگاہ
پہلے تو ہم ہی خاک بہت سی اُڑا چکے
بار آپکا دیکھنے سے نہ آتش ہجر کی دل
سو بار آبلے اسے آنکھیں دکھا چکے
حاجت نہیں ہے تیرے شہیدوں کو غسل کی
قاتل وہ تیرے ہاتھ سے خون میں نہا چکے
کیا اب مجھے قسمت دل و جان پوچھتے ہو تو
دونوں ہیں اک نگاہ پہ ترے دلبر چکے
بنگا روز تیغ چوب چلو سیکڑوں کو ذوق
چھوڑو وہ کہیں وظیفہ بہت ہم پڑھا چکے

برق نظر سنبھالنا کوئی ہمسے سیکھ جائے
ابرؤ ترا آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
تیر پیکان جتنے تھے دل میں سینے سے
اپنے ہاتھوں رنگنا کوئی ہمسے سیکھ جائے
دیکھ کر قاتل کو پھر لائے خوشی دل میں جان
سیخ تو یوں ہی کسی کو ستانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
خط میں لکھا گر نہیں سمجھا تو مطلع دریا
ولے دل اپنا جتانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

تپش سے عشق کی یہ حال ہے مرا گویا
بجائے مغز ہے سیماب استخوان کے لیئے

مرے مزار پہ کسطرح سے نہ برسے نور
کہ جان دی تری روئے عرق فشان کے لیئے

الٰہی کان میں کیا اس صنم نے پھونکدیا
کہ ہاتھ رکھتے ہیں کانوں پہ سب اذان کے لیئے

نہیں ہے خانہ بدوشوں کو حاجت سامان
اثاثہ چاہیئے کیا خانہ کمان کے لیئے

نہ دل رہا نہ جگر دونوں جلکے خاک ہوئے
رہا ہے سینہ میں کیا چشم خونفشان کے لیئے

نہ لوح گور پہ مستوں کی ہو نہ ہو تعویذ
جو ہو تو خشت خم مے کوئی نشان کے لیئے

اگر امید نہ ہمسایہ ہو تو خانۂ یاس
بہشت ہے ہمیں آرام جاودان کے لیئے

وہ مول لیتے ہیں جسدم کوئی نئی تلوار
لگاتے پہلے مجھے پر ہیں امتحان کے لیئے

صریح چشم سخن کو تری کہے نہ کہے
جواب صاف ہے پر طاقت و توان کے لیئے

مثال نے ہے مرا جبتلک کہ دم میں ہے دم
فغاں ہے میرے لیئے اور میں فغان کے لیئے

بلند ہووے اگر کوئی میرا شعلۂ آہ
تو ایک اور ہو خورشید آسمان کے لیئے

چلے ہیں دیر کو مدت میں خانقاہ سے ہم
شکست توبہ لیئے ارمغان مغان کے لیئے

وبال دوش ہے اس ناتوان کو سر لیکن
لگا رکھا ہے تری خنجر و سنان کے لیئے

بیان درد محبت جو ہو تو کیونکر ہو
زبان دل کے لیئے ہے نہ دل زبان کے لیئے

رہے ہے ہول کہ برہم نہو مزاج کہیں
بجا ہے ہو لب لعل اُن کے مزاجدان کے لیئے

بنایا آدمی کو ذوق ایک جزو ضعیف
اور اس ضعیف سے کل کام دو جہان کے لیئے

جو دل قمار خانے میں بت سے لگا چکے
وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

کیا خط میں مدعا لکھوں اپنا کہ مدعی
پہلے ہی اُن کو میری طرف سے پڑھا چکے

آنا بلا سے اُسکا قیامت سے کم نہیں
مرتے ہیں انتظار میں اک روز آ چکے

زہر آب ہی ہے بادہ تو گر لینگے نوش جان
ساقی پیالہ منہ سے ہم اپنے لگا چکے

اچھا کیا وفا کی عوض تو نے کی جفا
بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چکے

یاد آ گیا انکے آنیکا وعدہ تھیں تو کب
جب رات کو وہ پاؤں میں مہندی لگا چکے

جب تک کہ سر ہے ساتھ ہی یہ سر ہو سو ہو
ہم اب تو سر پہ بار محبت اُٹھا چکے

تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

جب کہا مرتا ہوں وہ بولے مرا سر کاٹ کر
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

واں ہلی ابرو یہاں گم دن پہ ہمنے پھیری تیغ
بات کا ایما ہی پانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

سُنکے آمد اُنکی از خود رفتہ ہو جاتے ہیں ہم
پیشوا اپنے کو جانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

ہمنے پہلے ہی کہا تھا تو کریگا ہمکو قتل
تیور و نکا تاڑ جانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اُسکو غیر
کیا سکھائیگا سکھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

کیا ہوا اے **ذوق** ہیں جوں مردمک ہم روسیاہ
لیکن آنکھوں میں سمانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

زبان پیدا کروں جوں آسیا سینے میں پتھر سے
دہن کو ذکر کیا یاں سر غلب ہے گریبان سے

اُوڑے خوب گچھرے نکل مجنوں نے زنداں سے
کہ سر سو گلفشانی ہے شرار سنگ طفلان سے

فلک کیا فتنہ ساز ہیں ہو ہمسر چشم فتاں سے
گراتا یہ ہی اشک سرمہ آلود اسکی مژگاں سے

شراری متصل نکلے یہاں تک سنگ طفلاں سے
کہ چکے ہو سر مجنوں پہ بجلی سنگ باران سے

یہاں تک ناتواں ہیں ہم گذر جائیں اگر جاں سے
اوٹھائے سو رلاشے کو ہمارے دست مژگان سے

اسی باعث سے دایہ طفل کو افیوں دیتی ہے
کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخی دوران سے

## ناتمام

جو خانہ ہستی میں ہے انساں کے لیئے ہے
آراستہ یہ گھر اسی مہماں کے لیئے ہے

زنفیس تری کافر ونھیں دلسے میر کیا کام
دل کعبہ ہے اور کعبہ مسلماں کے لیئے ہے

کیونکر نہ سخن سے ہوں گرفتار تفکر
یاں قید قفس مرغ خوش الحاں کے لیئے ہے

ہے بادہ کشوں کے لیئے اک غیب سے تائید
زاہد جو دعا مانگتا باران کے لیئے ہے

اپنوں سے نہ پل اپنے ہیں سب اپنوں کے دشمن
ہر نے میں بھری آگ نیستاں کے لیئے ہے

## دیگر

چنی تونے افشاں جو اے مہ جبیں ہے
ستاروں میں کیا کیا خیال آفریں ہے

نہ پوچھو کہ دلشاد ہے یا حزیں ہے
نہیں یہ بھی معلوم ہے یا نہیں ہے

نہ چھوڑے گی جیتا مجھے چشم قاتل
یقیں ہے یقیں بلکہ عین الیقیں ہے

ارادہ گر کرے ناقص علو جاہ کامل کا
تو یہ جانو کہ نابینا کنار بام چلتا ہے

ناتمام

کون وقت اے وائے گذرا جی کو گھبرائے ہوئے
موت پڑتی ہے جل کو یاں تلک آئے ہوئے

آتش خورشید سے دیکھا نہیں جلتی دوپہر
آگھر سے ہو بام پر تم بال سکھلائے ہوئے

وہ نہ جاگے رات بھر ضد سے بخت خفتہ کی
بچ گیا آخر بجز زنجیر کھڑکائے ہوئے

چاک آتا ہے نظر پیراہن صبح بہار
کس شہید ناز کو دیکھا ہے کفنائے ہوئے

ناتمام

سب کو دنیا کی ہوس خوار لئے پھرتی ہے
کون پھرتا ہے یہ مردار لئے پھرتی ہے

گھر سے اپنے نہ نکلتا کبھی باہر خورشید
ہاں ہوس گرمی بازار لئے پھرتی ہے

کر دیا کیا تری ابرو نے اشارہ ظالم
کہ قضا ہاتھ میں تلوار لئے پھرتی ہے

تو آنکھ میں نہ سرمۂ دنبالہ دار دے
مفتون چشم کو یوہیں اک وار مار دے

چھلا نہیں تو چھلے کا گل اے نگار دے
کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے

دشنام ہو کے ترش ابرو ہزار دے
یاں وہ نشے نہیں جنہیں ترشی اتار دے

کیا خاک تجھ پہ جان کوئی جاں نثار دے
مٹی تلک نہ جب ترے دل کا غبار دے

جولاں سمند ناز کو اے شہسوار دے
تو سرمہ چشم ماہ میں میرا غبار دے

ایسا نہ ہو کہ آتے ہی آتے جواب خط
قاصد جواب زندگی مستعار دے

کرتا ہے یوں فغاں دل امیدوار وصل
جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنس کر گذار یا اسے رو کر گذار دے

بے دام داغ دل ہی مری سوزش آفتاب
وعدہ پہ روز حشر کے پر کیوں ادھار دے

بے فیض گر ہے چشمۂ آب بقا تو کیا
مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ وار دے

عاشق نہ بدلے انجم گردوں سے اپنے اشک
کیوں کوڑیوں کے بدلے دُر شاہوار دے

پیشے سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
جب فصد خوں کو آئے تو ہیلی پکار دے

اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

پوچھ مت راہ وفا اس نگہ پرفن سے
رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے

میں گرانبار محبت ہوں مرا خوں بھی ہے گراں
دل دھڑکتا ہے تری نازکی گردن سے

ہو گیا کاغذ سوزن زدہ سینہ سارا
دل کی جو پھانس تھی نکلی نہ سر سوزن سے

گر جھکے تیغ تری سر بھی حاضر ہے کہ ہم
اس پہ مرتے ہیں کہ تعظیم تو لی دشمن سے

چھوڑ کر گھر ترے ہاتھوں سے نکل جائیں کہاں
تنگ ہمسایوں کو اے ذوق نہ کر شیون سے

ناتمام

فلک تو ٹیڑھا ہو کے صبح سے تا شام چلتا ہے
مگر سیدھی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہے

ہمیشہ دور عشرت ہے جو تم ہو اہل کیفیت
کہ مہر و ماہ سے دن رات یاں اک جام چلتا ہے

چلا پہلو سے اٹھ کر جبکہ وہ آرام جان و دل
کہا آرام نے مجھ سے کہ لو آرام جاتا ہے

جاکے اکبار نہ پھرنا تھا جہاں وان مجکو ‖ بیقراری ہے کہ سو بار ئیے پھرتی ہے

**ناتمام**

لائی حیات آئی قضا لے چلی چلے ‖ اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

ہم سا بھی اس بساط پہ کم ہوگا بد قمار ‖ جو چال ہم چلے وہ بہت ہی بُری چلے

بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے ‖ پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے

ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقت مرگ ‖ ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے

**ناتمام**

مہ میں کہاں جو تاب رخ سیمتن میں ہے ‖ پردہ سا عنکبوت کا سقف کہن میں ہے

دم کو ہمارے سینہ میں اکدم نہیں قرار ‖ یہ وہ غریب ہے کہ مسافر وطن میں ہے

حرف آئے مجھپہ دیکھیے کس کس کے نام سے ‖ اس رنگ سے عقیق کا دل خون یمن میں ہے

رنگیں ہوا ہے ایکے گل نوبہار سے ‖ اگلا جو برگ زرد کوئی اس چمن میں ہے

وہ دل کہ جو نہ لاسکے چین جبین کی تاب ‖ زیر شکنجہ زلف شکن در شکن میں ہے

**ناتمام**

ہنگام بوسہ گرم وہ جو اک قدری ہوئے ‖ شکر بھے لب پسینہ میں شکر تری ہوئے

جم جائے خاک وحشی چشم بتاں پہ گھاس ‖ لیکن ہرن کھڑے نہ ہرے بن ہری ہوئے

دکھلائے ہمنے لیکے جو اپنے دُرِ سرشک ‖ قائل ہماری آنکھ کے سب جوہری ہوئے

کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی ‖ یہ خوبرو تو حور ہوئے یا پری ہوئے

**ناتمام**

ناقص کا صفا کیش سے مطلب بر آئے ‖ جو کور ہو عینک سے اُسے کیا نظر آئے

فردوس میں ذکر اس لب شیریں کا اگر آئے ‖ پانی دہن چشمہ کوثر میں بھر آئے

ممکن نہیں کم ہو وے تپ سوز محبت ‖ جوں شمع مجھے لاکھ پسینا اگر آئے

**مطلع**

چاہیے زرداں بتان سیم تن کیواسطے ‖ ہم قلندریاں نہیں کوڑی کفن کیواسطے

**ناتمام**

[illegible]

**ناتمام**

[illegible]

**متفرقات**

[illegible]

**مطلع**

ہوتا اگر نہ دل تو محبت بہی نہ ہوتی
ہوتی نہ محبت تو کچہہ آفت بہی نہ ہوتی

مطلع

مصروف چارہ کیا چارہ گر کو میرے
مرچیں سی لگ رہی ہیں زخم جگر کو میرے

مطلع

جو دل نہ کشمکش طرۂ دوتا میں پڑے
تو کیا بلا کو غرض ہے کوئی بلا میں پڑے

مطلع

نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی
چلی تہی برچہی کسی پر کسی پر آن لگی

مطلع

پیکیں سے آشکارا ہم کو کسکی سا قیا چوری
خدا کی گر نہیں چوری تو پہر بندہ کی کیا چوری

مطلع

مٹی سے مٹی اپنی جو تربت میں مل گئی
جو کچہہ کہ تہی مراد محبت میں مل گئی

مطلع

ہر بنو سے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

مطلع

لحد کو چاہیئے یوں پیر پشت خم دیکھے
سرا کو جیسے تہکا اونٹ دمبدم دیکھے

مطلع

پہرتے ہیں لکھو پڑھے سودے میں ملک و جاہ کے
طفل مکتب رہتے ہیں گنبد میں بسم اللہ کے

نا تمام

پاک رکھہ اپنا دہن ذکر خدای پاک سے
کم نہیں تیری زباں منہ میں تری مسواک سے
جب نہی تیر حوادث کی کمان افلاک سے
خاک کا تودہ بنایا میری مشت خاک سے

مطلع

دل غش لب جانبخش جان طرہ مشکیں یہ ہے
عیسائی اپنی دین پہ ہے موسائی اپنی دین پہ ہے

مطلع

کیا تاب دل جلوں سے جو برق لاگ رکہو
دوزخ ہی ہو تو دل کی جلنے پہ آگ رکہو

مطلع

یاں کرے [illegible] نکا مقرر تہا قاصد اوہ دن کری
تو جو مانگا کا بیجے دونگا مدا اوہ دن کری
ذوق کہتا تہا کہ دو کلمے جمعے کو جنہ کا عمل
کوئی اسکو یاد دلوادے ہوا وہ دن کری

مطلع

ہوس ہیں کعبہ کی کیوں [illegible]
[illegible]

مطلع

گرد رد سے ہوتا دل مضطرب کے [illegible]
[illegible]

نا تمام

تم بیٹھے بغل میں جو رقیب دغلی کی
کی گرم بغل بیٹھے ہی گو بغلی کی

| | |
|---|---|
| اے ذوق نہ کر نور میں آمیزش ظلمت | کیا کام تبرے کو محبت میں علیؑ کے |

**ناتمام**

| | |
|---|---|
| مقابل اُس رُخِ روشن کی شمع گر ہو جائے | صبا یہ وہ ہول لگائے کہ پھر سحر ہو جائے |
| ہماری سینہ میں وہ آہ آتشیں ہے ذوق | جو برق دیکھے تو فی النار و السقر ہو جائے |

**ناتمام**

| | |
|---|---|
| کوئی کمر کو تری ہو اگر کمر تو کہے | کہ آدمی جو کہے بات سوچکر تو کہے |
| بلا سے ہووے مرا مرغ نامہ بر بھو نرا | کہ اوسکو دیکھ کے وہ منہ سے خوشخبر تو کہے |
| ہر ایک شعر میں مضمون گریہ ہے میرے | مری طرح سے کوئی ذوق شعر تر تو کہے |

**مطلع**

| | |
|---|---|
| اوٹھا تا عشق میں کیسے اِسی دل ناتواں سے ہے | ابھی تو مال جو کھوتے ہے پھر آگے جان جو کھوں ہے |

**مطلع**

| | |
|---|---|
| ہمیشہ کام تھا مجنوں کو تو صحرا نوردی سے | بسایا خانہ زنجیر ہم نے پایہ مردی سے |

**مطلع**

| | |
|---|---|
| جنوں سے میرے مجنوں بھاگتا جیسے بگولا ہے | کہ میں صورت ہوں وحشت کی وہ یوں ہی کہ آہو کا ہے |

**مطلع**

| | |
|---|---|
| خاک اوڑاتا دشت میں گر میں سودائی پھرے | پھر بگولا ہی تو کیا آندھی بھی بولائی پھرے |

**ناتمام**

| | |
|---|---|
| گر رخ کا بوسہ دیتی نہیں لب کا دیجئے | وہ ہی مثل ہے پھول نہیں پنکھڑی سہی |
| فرہاد ضرب تیشہ سے ہے سخت ضرب غم | سچ پوچھیئے تو چوٹ ہمیں ہے کڑی سہی |
| تم دو گھڑی میں آؤ تو میں لب پہ جان کو | ٹھیرا رکھوں کہ اور بھی یاں دو گھڑی سہی |

**قطعہ**

| | |
|---|---|
| قدم سنبھال کے رکھ راہ عشق میں اے ذوق | گذرنا اس رہ دشوار سے نہ آساں ہے |
| جو کوئی آبلۂ پا ہے سو رہے تو یہاں | ترے ڈبونے کو وہ ہی تنور طوفاں ہے |

**مطلع**

کیا پھول اُس ابرو پیوستہ کو ان سے ہیں
[illegible] مچھلیاں دو کشمکش میں ہیں

**فرد**

کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گزر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

**فرد**

[illegible]

**فرد**

[illegible]

**مطلع**

راتوں کو نہ ہو حق کر ای شیخ مناجاتی
سوتے ہوئے چونکینگے زندان خراباتی

مطلع

قطرہ قطرہ آنسو جسکی طوفان شدت ہے
پارہ پارہ دل ہے جسمیں تو وہ تودہ حسرت ہے

مطلع

ای ذوق بس نہ آپکو صوفی جتائیے
معلوم ہے حقیقت ہو حق جناب کی
نکلے ہو سکیدہ سے ابھی منہ چھپا کے تم
دابے ہوئے بغل میں صراحی شراب کی

مطلع

کیا ہم سخنی کرتا ہے اُس گل کے دہن سے
غنچے سے یہ کہدو کہ چٹک جای چمن سے

مطلع

ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سُن سُن اپنے
کر کے میں ضبط ہنسی دیکھوں ہو ناخن پنیے

مطلع

ہم ہیں غلام اُنکے جو ہیں وفا کے بندے
اُسکو یقین جانو گر ہو خدا کے بندے

قطعہ

تو بھلا ہے تو بُرا ہو نہیں سکتا ای ذوق
ہے بُرا وہ ہے کہ جو تجھکو بُرا جانتا ہے
اور اگر تو ہی بُرا ہے تو وہ سچ کہتا ہے
کیوں بُرا کہنے سی تو اُسکے بُرا مانتا ہے

مطلع

بیمار غم جو اُس کا کھا کر زمیں دیکھے
خوش خوش وہ مقبروں کی جا کر زمیں دیکھے

مطلع

آتے ہی گھر سے تو نے پھر جانیکی سنائی
ہو جاؤں سُن نہ کیونکر یہ تو بُری سنائی

مطلع

کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئی
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئی

مطلع

آج تنہا خفقانی سے ہیں گھر میں پھرتے
کل کے جو وصل کے عالم میں نظر میں پھرتے

مطلع

ہم اور عدو اک جا دونوں ہم نہ رہینگے
ہم ہونگے وہ نہونگے وہ ہونگے ہم نہونگے

مطلع

کون سے دن نگہ تیز نہ خونریز رہی
مجھپہ ظالم تری ہر روز چھری تیز رہی

فرد

کیا بشر مانند یوسف کیا ملک ہاروت ہی
عشق کے ہاتھوں سے ہوجاتا ہی رسوا ہے

مطلع

خط بڑھا زلفیں بڑھیں کاکل بڑھی گیسو بڑھے
حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے

ناتمام

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائینگے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے

آگ دوزخ کی بھی ہو جائیگی پانی پانی
جب یہ عاصی عرق شرم میں تر جائینگے

ہم نہیں وہ جو کریں خون کا دعوی تجھسے
بلکہ پوچھے گا خدا تو بھی مکر جائینگے

شعلہ آہ کو بجلی کی طرح چمکاؤں
پر مجھے ڈر ہے کہ وہ دیکھکے ڈر جائینگے

ذوق جو مدرسے کے بگڑے ہوئے ملا ہیں
اُن کو میخانے میں لے آؤ سنور جائینگے

مطلع

لاشے کو پھینک دیجئے مرے کہ دفن کیجئے
مردہ بدست زندہ جو چاہے سو کیجئے

مطلع

معلوم ہوا ابنی و ابروئے بتاں سے
اک تیر ہے گویا کہ ملا ہے دو کماں سے

ناتمام

دل بچے کیونکر نگاہ چشم شوخ و شنگ سے
اپنا گھر تو سوجھتا ہے سینکڑوں فرسنگ سے

او تغافل کیش جلد ہی آکر تو واقف نہیں
اس دل بیتاب و جان مضطرب کے ڈھنگ سے

بل بے باریکی کہ گویا اُس کا ہر تار سخن
خبتری میں کھینچکے نکلے ہے دہان تنگ سے

ذوق زیبا ہے جو ہو ریش سفید شیخ پر
وسمہ آب بنگ سے مہندی مے گلرنگ سے

مطلع

دشا ہکلولی نے جسکو کاذ تو وہ فسونگی اثر سے کھیلے
دہان و گیسو کا تیرے مارا نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے

مطلع

گاہ بھی خلق اُس وہ پر حیران بڑی آواز تھی
گاہ یہ غل کہ سنائی دیتی کان پڑی آواز تھی

مطلع

بیقراری کا سبب ہر کام کی امید ہے
ناامیدی ہو تو پھر آرام کی اُمید ہے

ناتمام

مری طاعت سے اب تو معصیت بھی عار کرتی ہے
مری توبہ تو بہ توبہ استغفار کرتی ہے

اگر انسان قانع ہو غنی ہو وے دو عالم سے
ہوا و حرص لیکن اُسکی مٹی خوار کرتی ہے

ناتمام

وہ ہوں میں پہ عاصی سوختہ سوزندہ است سے
حذر وہ دوزخ کرے جسکی شرار سنگ بت سے

اگر دیکھے کوئی کیسی بلا ہے گیسوئے لالا ن یہ کہو
مصیبت ہی مصیبت ہے مصیبت ہی مصیبت ہے

مطلع

اگر اٹھے تو آزردہ ہو بیٹھے تو خفا ہووے
کہاں جی کو اپنے اور کس دل کو لگا بیٹھے

مطلع

دل کہاں تیر ستم سے ہے پیکاں آتا ہے
جی لے کے جانے سے منہ بھی پھرا لیتا ہے

مطلع

ہے خاطر نہ ہے شغل محبت کیونکہ پیدا ہی
کلید قفل دل وا ہو ہے تیل سپیدا ہی

مطلع

بالیں ہے صبح کو بھی حسرت گناہ کی
کالا ہے کہ لکھتی ہو گنا بھی سیاہ کی

مطلع

عیاں ہی عشق کی گرمی ہویدا سوزش دل سے
کہ آتا اپنا اشک سوختہ مانند فلفل ہے

فرد

مجھے گہوارہ ہی تھا کشتی طوفان زدہ گویا
وہ ہوں میں طفل اشک آفت رسیدہ لڑکپن سے

ناتمام

کوئی ان تنگ دہانوں سی محبت نکرے
اور جو تنگ کریں منہ سے شکایت نہ کرے
عشق کے داغ کو دل مہر نبوت سمجھا
ڈر ہے کافر کہیں دعوای نبوت نہ کرے

مطلع

درد دل سی لوٹتا ہوں میں اُسکو درد ہے
ہو نہیں لفظا درد جس پہلو سی الٹو درد ہے

مطلع

جو کہو گے تم کہینگے ہم بھی ہاں یوں ہی سہی
آپکی یوں ہی خوشی ہے مہربان یوں ہی سہی

مطلع

دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے
ہم گرفتار ہوے دل کی گرفتاری سے

مطلع

کتنے مفلس ہوگئے کتنے تونگر ہوگئے
خاک میں جب مل گئے دونوں برابر ہوگئے

مطلع

ساتھ تیرے ہم بھی جوں سایہ مقرر جائینگے
آگے جائیں تو پیچھے جائیں جائیں گے پر جائینگے
ابر رحمت ہے تجھے اسدم لگائی تو جھڑی
کہتے ہیں جائینگے وہ دیکھیں تو کیونکر جائینگے

ناتمام

ہم تو کہتے دلکو جذب دلسے کھنچ جائینگے
پر بڑے پتھر ہیں یہ مشکل سے کھنچے جائینگے
دیکھیں تو دلکی کشش کبتک نہیں کرتی اثر
ہم بھی نالے اس دل بسمل سے کھنچے جائینگے

مطلع

قفل صد خانۂ دل آیا جو تو ٹوٹ گئے
جو طلسمات نہ ٹوٹے تھے کبھی ٹوٹ گئے

مطلع

جا سے ہے پا بزنجیر مغیلان تری دیوانے کی
ہاتوں چھان پھٹکے خاک بیابانوں کی

ناتمام

اور اُسے طرز نالہ کی جو اک دن ہم سے بحث کے
سوا اسکے بچھڑے منقار طوطی صبح کے
نہ بنتا ہو نہیں جواب آیا خیال غل بلبلوں کے
ہاتھ سے بیدار ساری بات ہم اک جیا فیوں کے

ناتمام

کہتے ہیں لوگ جھوٹ نہیں پانوں جھوٹ کے
جھوٹے تو بیٹھتے ہی نہیں پانوں توڑ کے
چلتا ہو ذوق قید ہستی سے چھوٹ کے
یہ قید ماردیگی دم گھوٹ گھوٹ کے
کیونکر حباب ہو سکے دریا سے یکزبان
دریا سے جبتلک نہ ملے ٹوٹ پھوٹ کے

مطلع

ہر دم دل خون گشتہ میں اک جوش فزون ہے
جو آہ ہے سینہ میں سو فوارۂ خوں ہے

پھر جاتی ہے سینہ کو مری آہ بھی اولٹی
برگشتہ جو قسمت سے مری بخت نگوں ہے

دل کرتا ہے اُس کوچہ کا جب قصد تو لیتا
طائر کی جگہہ رنگ پریدہ سے شگوں ہے

قایم ہے بنا درد کی فریاد سے میری
جو نالہ ہے ایوان محبت کا ستوں ہے

فرد

قسمت برگشتہ دیکھو اک نگہ کی تھی ادھر
سو بھی آکر تا سر مژگاں حیا سے پھر گئی

مطلع

الفت کا مزا جب کوئی مرجائے تو جانے
یہ درد سر ایسا ہے کہ سر جائے تو جانے

مطلع

کہتے ہیں لوگ موت تو سب سے جہاں جائی ہے
پر میرے پاس سے بھی کوئی کھائے جائی ہے

مقطع

کہوں اے ذوق کیا حال شب ہجر
کہ تھی اک اک گھڑی سو سو مہینے

نہ تھی شب ڈال رکھا تھا اک اندھیر
مرے بخت سیہ کی تیرگی نے

شب غم شمع ساں ہوتی نہ تھی کم
اور آتے تھے پسینے پر پسینے

یہی کہتا تھا گھبرا کر فلک سے
کہ او بے مہر بد اختر کمینے

کہاں میں اور کہاں یہ سب مگر تھے
مری جانب سے تیرے دل میں کینے

سو اس ظلمت کے پردہ میں کئے ظلم
ارے ظالم تری کینہ وری نے

عوض کس بادہ نوشی کے مجھے آج
پڑے یہ زہر کے سے گھونٹ پینے

حواس و ہوش جو مجھ سے قریں تھے
قرینے سے ہوئے سب بے قرینے

مری سینہ زنی کا شور سن کر
پھٹے جاتے ہیں ہمسایوں کے سینے

اوٹھایا گاہ او رگاہے بٹھایا
مجھے بے تابی و بے طاقتی نے

کہا جب دل نے تو کچھ کھا کے سو رہ
بہت الماس کے توڑے نگینے

نہ ٹوٹا جان کا قالب سے رشتہ
بہت سی جان توڑی جانکنی نے

بہت دیکھا نہ دکھلایا ذرا بھی
طلوع صبح سے منہ روشنی نے

کہا جی نے مجھ سے یہ کچھ بھی رات
زلفیں ہے صبح پیچ و پیچیں [illegible]
لگے پانی جو اپنے سینہ میں آنسو
پڑی ہی پاس میں سرہانے کسی نے
سمجھا ان [illegible] تھوڑے سے پانی
کہ سب سے میری زندگی نے
رقیب سے قسمت نے خانہ [illegible]
زوال مسجد میں وہی یار کی سی
شام رات [illegible] صبح وصل کی [illegible]
زوال کیسا [illegible]
ہوئی ایسی [illegible] السد [illegible]
زخم میں ہو کر کہا [illegible]
سنو ان مرحبا بر وقت بولا
تری آواز سے اور مدینے

قطعہ

[illegible]

گذرتی ہوگی بآرام زندگی تیری / کہ تجھکو اب غم نیست ہے نہ شادی ہست
کہا یہ اُس نے کہ قید حیات میں انسان / کبھی نہ ہوگا محل آسودہ گو ہو مست الست
اوٹھائے ہاتھ جہاں سے و یک کیا امکان / کہ با فراغ کروں کنج عافیت میں نشست
چھٹا جو کوئی گرفتاریوں سے دنیا کی / تو سلسلہ میں فقیری کے پھر ہوا پابست
رہا وہ خدمت مرشد کی قید میں مشغول / کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست
گر ایک عمر میں پہونچا مقام اعلےٰ پر / کہا یہ شوق نے ہو ہمت بلند نہ پست
جو دستگاہ تصرف میں بھی ہوئی اُسکو / تو یہ ارادہ رہا اور بھی ہوں بالادست
ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی / کہ نفس دشمن سرکش ہے اسکو دیجے شکست
جو ہوشیار ہے تو ہے وہ شرع کا پابند / پھنسا ہوا ہے وہ کیفیتوں میں گر ہے مست
نہیں ہے دام علایق سے مطلق آزادی / مجال کیا کہ نکل جاوے کوئی کرکے جست
کہا ہے خوب کسی نے یہ شعر برجستہ / کیا زبان سے نکل وسکی جیسے تیر از شست
کہ کرد قطع تعلق کدام شد آزاد / بریدہ زہمہ با خدا گرفتار ہست

## رباعیات

کیا جانیں گے اے ذوق بجز خاص عوام / اے علے جو علیؑ کی ہے امامت کا مقام
جو لوگ صف اول میثاق میں تھے / پوچھے کوئی اُن سے کہ وہ کیا تھا امام

## رباعی

سبطین نبی یعنے حسنؓ اور حسینؓ / زہرا و علی کے دونوں وہ نور العین
عینک ہے تماشا ہے دو عالم کے لیئے / اے ذوق لگا آنکھوں سے اُنکے نعلین

## رباعی

کیا فائدہ فکر بیش وکم سے ہوگا / ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہمسے ہوگا
جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے / جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

## رباعی

دل اپنا غم دہر سے تو کر نہ اوچاٹ / جسطرح کٹیں روز مصیبت کے تو کاٹ
اے ذوق فلک آپ سے تو بارہ حصے / سو رہ ہونگے کیوں زیر فلک بارہ باٹ

## رباعی

جب تک تھے گرہ میں احمقوں کے پیسے
سب کہتے تھے اُن کو آپ ایسے ویسے
مفلس جو ہوئے تو پھر کسی نے اے ذوق
پوچھا نہ کہ تھے کون وہ ایسے ویسے

## رباعی

اے ذوق کریگا کوئی دنیا کیا ترک
دنیا ہے بُری بلا اسے کیا ترک
ممکن نہیں ترک ہو کسی سے دنیا
جب تک نہ کرے آپ اُسے دنیا ترک

## رباعی

اے ذوق کبھی نہ تو خوش اوقات ہوا
اک دم نہ ترا صرف مناجات ہوا
تھا جبکہ جوان تھا جوان بدمست
جب پیر ہوا پیر خرابات ہوا

## رباعی

چشم اوسکی نشہ سے جب گلابی ہو جائے — صوفی اوسے دیکھکر شرابی ہو جائے
دکھلائے جو وہ روئے کتابی اے ذوق — سب مدرسہ کافر کتابی ہو جائے

## رباعی

ان آنکھوں سے روی لالہ گوں بھی دیکھا — اور اُن کو پر از اشک و خوں بھی دیکھا
کیا دیکھا نہ رنگ ہستی اے ذوق — یوں بھی دیکھا جہاں کو یوں بھی دیکھا

## رباعی

دنیا کے الم ذوق اوٹھا جائیں گے — ہم کیا کہیں کیا آئے تھے کیا جائیں گے
جب آئے تھے روتے ہوئے آئے تھے — اب جائیں گے اوروں کو رلا جائینگے

## قطعہ

جنکو اسوقت اسلام کا دعوی ہے کمال — دیکھتا ہوں تو ابے ذوق میں اُنکا احوال
جسطرح سے کہ ہنسا دیتے کو بے دینوں کے — نقل کرتا ہو مسلمان کی کافر نقال

## اشعار غزلیات مرقومہ و غیر مرقومہ کہ لعد ترتیب دیوان دستیاب گردید تتمہ اشعار غزل نا تمام مرقومہ بالا

نیمچہ جب مرے قاتل نے بغل میں مارا — جو چڑھا منہ اُسے میدان اجل میں مارا
اجل آئی نہ شب ہجر میں اور تو نے فلک — بے اجل ہمکو تمنائے اجل میں مارا
عشق کے ہاتھ سے نہ قیس بچا نہ فرہاد — اُسکو گردشت میں تو اسکو جبل میں مارا
کھینچکر عشق جفا پیشہ نے شمشیر جفا — پہلے اک ہاتھ مجھی پر تھا ازل میں مارا
ہمنے جانا وہیں اُس عشق نے مارا ہمکو — تیشہ فرہاد نے جسوقت جبل میں مارا

## تتمہ مرقومہ بالا

گر دکھا دوں عالم اپنے نالہ ہائے زار کا — کام لوں ہر تار سے تار موسیقار کا
دیتا ہے کعبہ کو آرایش سیہ جامی کیطرح — زاہد و سایہ مرے بتخانہ کی دیوار کا
استخوان اس سوختہ جانکی نہ کھانا زینہار — اے ہما یہ رزق ہے مرغان آتشخوار کا

## مطلع ہائے غزل مرقومہ

کہ مضمون [illegible] آہ کے نالہ میں پر شور کا
ہے [illegible] سینہ میں [illegible] سر آبگینہ صور کا
دل میں صرف [illegible] عیاں ہے [illegible] آئینہ بے نور کا
[illegible] میں بہ [illegible] آنکھ [illegible]

## غزل مرقومہ

ہر حرف فیض بیت و دست [illegible]
پیر مغاں سے ہمیں بھی مرے زمین [illegible]

## مطلعہائے مرقومہ بالا

دل مرا جام شراب ہوس جام بر شراب
ہو گئی ساغر سا دل مرا جام پر شراب
پیر مغاں سے ہاتھ میں وقت ہوس جام شراب
[illegible] ساغر [illegible] جام شراب

## اشعار غزل غیر مرقومہ بالا

وہ ہے جیسا ہی الفت سے دل ہمارا بنے
جب ہو ذوق بھی گو ناز سے انداز کا بنے

دیدۂ آبلۂ پا کا یہی رونا ہے
کہ نہ پہونچا ہو کہیں مجھسے کسی خار کو رنج

ہوش کو بیچکے لے داروے بیہوشی تو
ذوق بیہوش کو آرام ہے ہشیار کو رنج

## اشعار غزل مرقومہ

اے دل وہ سر غمزۂ پنہاں عیاں نہ کر
آنکھوں سے دیکھ اور زبانسے بیاں نہ کر

آہو نہیں وہ دل جو نکالوں تو وہ کہے
اے تفتہ جان ہوا ہو بیابانسے دہواں کر

## تتمۂ مرقومہ بالا

جگر اور دل کا جتنا حوصلہ تھا اُٹھ گیا سارا
نگہ کے تیر کا ہونا ترازو اسکو کہتے ہیں

عدو نیش زن ہر دم ہے میرے درپے ایذا
یہ موذی زہر کی ہے گانٹھ بچھو اسکو کہتے ہیں

جو پوچھے عقل یہ مجھسے بتا کیا نام ہے تیرا
کہوں دیوانہ چشم پری رو اسکو کہتے ہیں

کبھی شیریں پہ دل سے کوہکن نے کوہ کو کاٹا
محبت یہ نہیں ہے زور بازو اسکو کہتے ہیں

## مطلع

رخصت جو ہمسے ہو کر جاتے وہ اپنے گھر ہیں
گھبرا کے پہونچتے ہم وان انسے پیشتر ہیں

## مطلع

جانتے ہیں ہاتھ کوئی بت لالہ فام کو
اپنا تو بس سلام ہے دار السلام کو

## مطلع

کہے ایک جب سن لے انسان دو
کہ حق نے زبان ایک دی کان دو

## مطلع

لے نگاہ مہر سے دل مت بچشم قہر دیکھ
گر دیئے سے جو مرے تو دے نہ اسکو زہر دیکھ

## ما بقی مرقومہ بالا

ہم جیتے جی جہان سے معدوم ہو گئے
اپنی نظر سے گم سبب لاغری ہوئے

اک خاک نیر زلف سے ظاہر مری لیئے
اے ماہ سو طریقہ بداختری ہوئے

رسوا نہ ہوتے کرتے نہ گر جیب و سینہ چاک
ہم آپ اپنے باعث پردہ دری ہوئے

مطلب نہ کفر سے ہے نہ اسلام سے غرض
دل دیکے اے صنم تجھے سب سے بری ہوئے

ثبت اس بیاض چشم میں ہیں خط سرمہ سے
جو انتخاب نسخہ افیوں گری ہوئے

طالع ہوئے نہ اپنی سعادت سے مقترن
گرچہ بہت قران مہ و مشتری ہوئے
اے ذوق آج سامنے ان کے قسم ہے
باطل سب اپنے دعوی دانشوری ہوئے

## ایضاً

وہ مرے طالع اختر کی ہے وارون گردش
کہ فلک کو بھی نگون رہنے پھرتی ہے

## ایضاً

ہم بھول کر بھی یاد نہیں کرتے ہو غضب
ہم تو تمھاری یاد میں سبکو بھلا چلے

## مطلع غزل مرقومہ بالا

یہی گر تری چشم سحر آفرین ہے
تو نہ دل نہ جان نہ ایمان نہ دین ہے

## غیر مرقومہ

ستمگر تو نے روکا سب کو میرے پاس آنے سے ۔۔۔ اجل ہی گر کبھی آتی تو شاید کچھ بہانے سے
اگرچہ ہے چکا ہے تو دل و دیں اک زمانے سے ۔۔۔ نہیں اسپر بھی اے کافر ترا ایمان ٹھکانے سے
پڑی تسبیح زاہد پر نگاہ مست گر اسکی ۔۔۔ ٹپکنے بادۂ انگور اوسکے دانے دانے سے

## ایضاً

اک صدمہ درد سر سے مری جان پر تو ہے ۔۔۔ لیکن بلا سے یار کے زانو پہ سر تو ہے
وہ دل کہ جس میں سوز محبت نہو و ذوق ۔۔۔ بہتر ہے اس سے سنگ کہ اسمیں شرر تو ہے

## ایضاً

رات جوں شمع کٹی ہمکو جو روتے روتے ۔۔۔ بہ گئے اشکوں میں ہم صبح کے ہوتے ہوتے

## اشعار غزل کہ دو مطلع آن نوشتہ بالاست

اثر ہونا لہ بیدرد میں اتنا تو اے بلبل ۔۔۔ کہ ٹپکیں جائے شبنم اشک انجم چشم گردوں سے
یہ عالم ہے وہ تنہا نہ کہ جسمیں دور گردوں سے ۔۔۔ گل حکمت کیے کتنے ہی خم خاک فلاطوں سے
ترے مجنوں کے تن پر لاغری کا قطع جامہ ہے ۔۔۔ کرے ہے پیرہن وہ ایک برگ بید مجنوں سے
اوڑائیں یوں جادوگر بلا سے ہم نہیں ڈرتے ۔۔۔ پر اپنا دم ہوا ہوتا ہے اس چشم پر افسوں سے

## غزل

کرے ہے کام تیغ یار کس کس آبداری سے ۔۔۔ دکھاتی اپنی گلکاری ہے کیا کیا زخم کاری سے
گذرتی ہے مزے میں زندگی غفلت شعاری سے ۔۔۔ مرے نزدیک بیہوشی ہے بہتر ہوشیاری سے
زبان کھولیں گے مجھپر بد زبان کیا بدشعاری سے ۔۔۔ کہ بھر دی خاک بھر دی انکے منہ میں خاکساری سے
نہو تا گر وہ شوخ خود نما سرگرم آرائش ۔۔۔ اوٹھاتا ہاتھ خورشید فلک آئینہ داری سے
خبر کیا پوچھتے ہو اپنے بیمار محبت کی ۔۔۔ کہ نوبت دم شماری کی تھی شب اختر شماری سے
جو پوچھے زاہد خشک اپنی دارو میں کہو ہمسے ۔۔۔ اگر پرہیز کی پوچھے کہوں پرہیزگاری سے
کبھی جو سر اوٹھایا ہے تو جوں اشک سر مژگاں ۔۔۔ زمیں کو جائیگا سر جھک کے اپنا شرمساری سے
قفس کو لے اوڑیں سپر اسیر مضطرب تیرے ۔۔۔ خبر گل کی سنتی اوڑنے سے گرباد بہاری سے
نہیں جاتی اوٹھائے نازکاسش انکی جو من تے ۔۔۔ مری چھاتی پہ پتھر سنگدل وہ چار بھاری سے

اشعار متفرقات مثنوی

طاق سے تو اتارے شیشہ — طاق پر رکھ کتاب اندیشہ
شیشہ مے کی پہ دراز زبان — اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہان
میں ہوں مانند ساغر لبریز — جاں بلب جاں بلب کیا پرہیز
جھوم جھوم ایسے باد آنے لگے — پاؤں توبہ کے لڑکھڑانے لگے

## مثنوی

کردے یاں تک تجھے نشہ میں چور — تاکہ مانند خوشۂ انگور
دل کے سارے پھپھولے توڑوں میں — نکتہ باقی کوئی نہ چھوڑوں میں
شب ہجراں بسر نہیں ہوتی — نہیں ہوتی سحر نہیں ہوتی
بستر رنج و کنج تنہائی — رات کیا آئی اک بلا آئی
شام سے حال ہے یہ صبح تلک — نہیں لگتی مری پلک سے پلک
کیوں نہیں بولتے سحر کے طیور — کیا شفق نے کھلا دیا ہے سندور
جان بیتاب جیسے بیکل برق — وہ بھی گرم رہ فنا کالبرق
نبضیں چھوٹی ہوئی عشی طاری — ایک فرقت ہزار بیماری
دل سے رخصت ہے تاب طاقت کی — بیقراری نے استقامت کی
ہوس سیر باغ ہے کس کو — دل ہے کس کو دماغ ہے کس کو
کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے گھر — سگ دیوانہ بن گیا ہے گھر
ہو چکی دل کی اپنے عشق میں خیر — رہیں دریا میں اور مگر سے بیر
ماہ بے مہر مالکہ دشمن مہر — ہر ستم میں ستم شریک سپہر
فتنہ استاد نرگس فتان — گرد مژگاں ہجوم شاگردان
رخ تعالی اللہ زلف صل علی — قد وہ سبحان ربی الاعلی
زلف جنباں میں رخ کی براقی — کرے مشائیوں کو اشراقی
گو انا زلکم نہ منہ سے کہے — لیک جاری زبان ہر مو سے
مچھلی بازو کی ماہیئے ذو العین — غرقہ کشش بحر خون سو مردم عین
گرد ناف از پئے دل زار — رشتۂ کار عقدۂ دشوار

رنگ پاں لعل روح افزا پر
خون ثابت کرے مسیحا پر

### قطعہ خاتمہ

کیا وہ دنیا جس میں ہو کوشش نہ دیں کے واسطے
واسطے واں کی بھی یا رب مجھ میں کے واسطے
ذوق عاصی ہے تو اس کا خاتمہ کیجو بخیر
یا الٰہی اپنے ختم المرسلیں کے واسطے

## تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# قصائد

واہ کیا معتدل ہے باغ عالم کی ہوا
مثل نبض صاحب صحت ہی ہر موج صبا

بھرتی ہی کیا کیا مسیحائی کا دم باد بہار
بنگیا گلزار عالم رشک صد دار الشفا

ہی گلوں کے حق میں شبنم مرہم زخم جگر
شاخ لشکستہ کو ہے باران قطرہ مومیا

ہوگیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق
لالہ بے داغ سیہ پانے لگا نشو و نما

ہوگیا زایل مزاج دہر سی یا نتک جنوں
بید مجنوں کا بھی صحرا مین نہین باقی رہا

ہوتا ہے لطف ہوا سی اسقدر پیدا لہو
برگ میں ہر نخل کے سرخی ہی جوں برگ حنا

پائی یہ اصلاح صفرا نے کہ دنیا میں کہیں
زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہے کہربا

ہر مزاج بلغمی میں ہوتی ہی تولید خون
چاندنی کا پھول ہوگر ارغوانی ہے بجا

نام کو اشیا مین تلخی رہی نہ سمیت
بلکہ تریاک افیون زہر میٹھا ہوگیا

کیا عجب جدوار کی تاثیر گر رکھے زقوم
نیش کی جانوش حنظل دیوے شربت کا مزا

نیش کی جانوش ہو دنبالۂ زنبور میں
کام میں افعی کے ہو مہرہ بجاے آبلا

راحت و آرام کا اس دور میں ہی دور دور
چاہیئے واقف نہو دوران سر سے آسیا

موتیا بند آنکھ میں اپنی جو رکھتی ہے صدف
اب رکھے ہی روشنی مثل دل اہل صفا

آگیا اصلاح پر ایسا زمانے کا مزاج
تا زبان خامہ بھی آتا نہیں حرف دوا

نسخے پر لکھنے نہیں پاتا ہوں تا فی طبیب
کہتا ہے بیمار بس کر مجھکو ہے بالکل شفا

ذوق جاتا یا نتک اعضائی بدن سے درد نے
درد گے جو حرف میں وہ آپ ہی ہین سب جدا

لاغروں کو ہو کماں تاب و طاقت یہ شتاب
کیسے دو ہفتے ہلال اک شب میں ہی بدر آبدا

اسقدر جاتی رہی عالم سی بیماری کہ آج
نام گلشن میں نہیں ہے نرگس بیمار کا

واقعی کس طرح سی صحت شہ آفاق کو ہو
جبکہ ہو اوسکی نوید غسل صحت جانفزا

وہ ولی عہد زمان مرزا محمد بوظفر
اوسکی قوت کر ضعیفوں کو بنا دے اقویا

تقویت کا یہ اثر ہو عام جسمیں برگ زرد
ہوں مقوی دل و جان مثل اوراق طلا

شادی صحت سی اوسکی آج ہو کر شاد شاد
تہنیت خوانی میں ہیں سرگرم سب جیسے ملا

میں بھی ہوں رشک چمن محفل میں وہ شعلہ نوس
بلبل تصویر سنکر بول اوٹھے مرحبا

## مطلع

آج ہے عالم میں وہ روز سعادت انتما
دے اگر زاغ و زغن بیضہ تو ہو پیدا ہما

مژدۂ جان بخش صحت ہے تر از آب الحیات
جبس سے جوں سیماب کشتہ مردہ دل زندہ ہوا

ہے بقای عمر سے تیرے بقای عمر خلق
ذات ہے تیری جہانمیں چشمۂ آب بقا

قطرہ افشانی سے آب غسل صحت کی ہے
ہوں دُرِ خوش آب پیدا اسقدر قوت فزا

ہووے استعمال یا قوتی میں وہ ہوتی اگر
بخشے پیران کہن کو نوجوانوں کے قوا

جسم کو حال کے دہو یا تو نے جسدم وقت غسل
گرد کلفت کو دل عالم سی گویا دہو دیا

دل عدو سنگدل کا تہا شقاوت سی جو سخت
زہر یا پامال ہوتا تہا بہ رنگ سنگ یا

غنچۂ گل کو صبا لائی تصدق کو ہے
دے گیا ابر بہاری نذر دُرِ بے بہا

شادی صحت کا تیری ہے گیا ہوں عالم کہن
جوش عشرت سی یہ عالم بنگیا عشرت سرا

چھیڑے تار شمع کو گر ناخن موج نسیم
بزم میں پیدا ہو تار ساز مطرب کی صدا

لب پہ ساغر کے ہے جوں موج تبسم موج مے
شور قلقل لب پہ ہے مینائے مے کے قہقہا

بزم تصویرات فانوس خیالی کی طرح
حلقۂ رقاصگان ہے زیر گردوں جابجا

کر رہا صحن چمن میں بھی ہے طاؤس رقص
آشیانے بیچ ہے رقصان طائر قبلہ نما

خانہائے چشم میں بھی پتلیوں کا رقص ہے
ہے جو منظور نظر اوسکو تماشا رقص کا

چھوٹی آتشبازی بھی جبکی کاریگر دیکھ
رات کو کہتے ہیں پس میں ثریا و سُہا

صنع آتشباز پر حیرت زدہ ہوتی ہے عقل
سنگ پارس نہیں پارہ کو بیپا تہا کیا

ہو گئی تاثیر جسکی یہ کہ ہر گل ریز سے
ریزہ فولاد نے بنکے گل ہائے طلا

بانچ پہ چھوٹتے ہیں ستاروں کے عجب انداز سے
ماہ پاروں کا تھا گویا خندۂ دندان نما
منہ سے کیا جو رنگ سے مہتاب کے
غازے سے ہر چیز کا رنگ
بجا جو اور ہوئے قندیل
بجا ہے چھٹتے فلک
فی الحقیقت یہ وہ شادی
جشن جمشیدی کا کچھ مطلق نہیں
ہے زبان خامہ عاجز
ذوق کہتا ہے اوٹھا کر ذوق میں دست دعا
رکھے صحت سے ہمیشہ شافی مطلق تجھے

## قصیدۂ دوم

شب کو میں اپنے سر بستر خواب راحت
نشۂ علم میں سرمست غرور و نخوت
مرنے لیتا تھا علم و عمل کے اپنے
تھا تصور تصدیق صفت

ہو گیا علم حصولی تھا حضوری مجھکو / تھا مرا ذہن نہ محتاج حصول صورت
جو مسائل نظری تھے وہ بدیہی تھے تمام / عقل کو تجربے کی اتنی ہوئی تھی کثرت
نہ غرض مجھکو تھی سمجھے سے نہ تھا شغل بکلام / تھی مری فکر کو ہر شکل خطا سے عصمت
ذہن میں سب تھے مرے حاضر صور علمیہ / پہ جتانی نہ تھی منظور مجھے علمیت
چار و ناچار جو ترغیب سے یاروں کی کبھی / درس و تدریس پہ آجاتی تھی مجھکو رغبت
کبھی ہمت تھی مری قاعدۂ صرف میں صرف / کبھی تھی نحو میں ہر نحو مجھے محویت
کبھی منطق کو تفوق تھا مرے ناطقے سے / تحت علمیت ہو یہ گرچہ ہے تحت حکمت
کبھی میں کرتا تھا تصریح معانی و بیان / کبھی میں کرتا تھا توضیح نجوم و ہیئت
کبھی تقسیم فرائض کبھی تفہیم اصول / کبھی تعلیم عقائد بکتاب و سنت
کبھی تھا علم الٰہی کی طرف ذہن رسا / کبھی کرتی تھی طبیعی میں طبیعت جودت
کبھی تھا عقل پہ مذہب مرا پابند حکیم / کبھی مثل متکلم مجھے پاس ملت
کبھی کرتا تھا قدم چرخ کا ثابت بجہات / اور کبھی کرتا تھا باطل بسہار الثقت
کبھی انکار قیامت پہ میں لاتا تھا دلیل / کبھی تکرار تناسخ پہ مجھے سو حجت
حشر اجساد میں تھا گاہ تردد مجھکو / کبھی تھی عالم برزخ میں مجھے اک حیرت
کبھی تھی عرصہ تدویر فلک کی مجھے سیر / کبھی میں ناپتا تھا سطح زمیں کی وسعت
کبھی ثابت مرے نزدیک فلک کی گردش / کبھی مثبت مرے نزدیک زمیں کی حرکت
کبھی میں کرتا تھا اعراض میں جوہر قائم / کبھی میں کرتا تھا معلول سے ثابت علت
کبھی منقول پہ مائل کبھی سوئے معقول / کبھی میں فقہ پہ راغب کبھی سوئے حکمت
کبھی میں حافظ قرآن بعلم تفسیر / کبھی میں قاری قرآن بعلم قراءت
کبھی کرتا تھا مجسطی پہ حواشی تحریر / کبھی کرتا تھا اشارات و شفا کی صحت
کبھی میں کرتا تھا قانون سے تشریح علاج / کبھی میں کرتا تھا قاموس سے تصحیح لغت
کبھی میں بون سے بیشندۂ بیمار مریج / کبھی میں نبض سے دانندۂ ضعف و قوت
کہ نباتات کی آگاہ میں کیفیت سے / کہ جمادات کی معلوم مجھے خاصیت
کبھی مشائیوں سے کرتا تھا میں ہمسری / کبھی لیجاتا تھا اشراقیوں سے میں سبقت

گو فصاحت میں تو سحباں ہے ولے از تقدیر
حرف مطلب پہ زباں کو ہو تری سو لکنت
گو ریاضی میں ہے صناع اگر بخت ہیں بد
نقش باطل ہے تری شکل وہ جس میں صنعت
کیا ہوا جانا اگر مسئلہ تیر و ستار
پستی بخت سے جو تجکو نہیں ہی رفعت
کام تقویم نہ آسکے تری اصطرلاب
طالع بد سے اگر ہاتھ نہ آسکے ساعت
علم سے ہو نہ کبھی چارہ ہم رنج نصیب
بو علی سینا ہے تو کیا سینے میں خون حسرت
سود وا بھی ترے نسخے میں جنون پر تقدیر
نہ ہو بالخاصہ تاثیر نہ با کیفیت
علم نیرنج سے گو دیوے تو تحل ناریخ
بے سعادت نہ ہو حاصل ثمر خوش لذت
علم سے جو سبق آموز ملایک تھا وہ دیکھ
بخت بد سے ہوا مستوجب رجم و لعنت
ما ہوا مسجود ملایک یہ ظلوم اور جہول
یعنی انسان قوی بخت و ضعیف الخلقت

کبھی میں رہتا سرودی میں تھا ایسا مشغول
کہ نہ ایک نفس ضبط نفس سے فرصت

سیمیا ہے کبھی تصویر کش موہومات
کیمیا سے کبھی میں زرکش گنج و دولت

کبھی میں شیخ شیوخ اور کبھی شیخ رئیس
کبھی علامہ کبھی صوفی صافی طینت

کبھی میں قرب فرائض سے تھا عالی درجہ
کبھی میں قرب نوافل سے تھا اعلی نیت

مائل موسیقی ایسا کہ ادا کرتا تھا
کبھی میں بارہ مقام اور کبھی چار ولت

کبھی میں شاعر غرا و ادب دان بلیغ
نظم میں نام مرا نثر میں میری شہرت

کبھی کرتا تھا عروضی کا کبھی میں قافیہ تنگ
طبع موزوں کی دکھاتا تھا جو موزونیت

کبھی پیش نظر انجیل و توریت و زبور
کبھی مصحف میں نظر میری سر ہر آیت

کبھی زردشتیوں میں ایسا کہ ساری موبد
ژند پاژند میں کرتے تھے مری تبعیت

کبھی یہ آگہی شاستر و بید پران
کروں اکبات سے پنڈت کی کتھا میں کھنڈت

کبھی میں نغز معما میں نہایت ذی ہوش
کبھی اخبار و تواریخ میں صاحب خبرت

آخرش دیکھا تو العلم حجاب الاکبر
عاقبت پایا تو ہاں ابلہ کو اہل جنت

فائدہ کیا جو ہر ایک علم کی جانی تعریف
فائدہ کیا جو ہر ایک فن کی کھلی ماہیت

فائدہ کیا کہ جو دیکھے کتب ہر مذہب
فائدہ کیا جو ہوئی آگہی ہر ملت

عقل سے گرچہ کیا مادہ ایسا پیدا
کہ بہر شکل ہو اک تازہ محل صورت

یا بنائے کوئی صورت کہ جسے دیکھے ہو
ہیکل روم سے بتخانہ چین تک حیرت

بے مقدر نہ پڑے صورت بہبود نظر
دور آئینہ دل سے نہ ہو زنگ کلفت

پڑھوں ایک مطلع برجستہ میں اس موقع پہ
جسکو سنکر کہیں احسنت سب اہل فطنت

## مطلع ثانی

گر نہ دے صاحب جوہر کو مقدر عزت
جوہر فرد ہے بالفرض تو کیا بے قسمت

کیا ہوا علم معقول سے اگر کیفی کے ہے
لیک بے یاوری بخت نہیں کیفیت

قاضی جسنج بھی گر تو ہے تو کیا گر تیرہ ہو
مثل دہقان فلک رکھتے ہو طالع نکبت

دور گردوں نہ موافق ہو تو ہوا و خفیف
جر اثقال میں تو جتنی اوٹھائے محنت

آگئے برگشتگی بخت کے چلنے کی نہیں
نظری و عملی کوئی بالک نہیں تیری حکمت

گو تصوف سے ہو تو صوفی سجادہ نشیں
بے عقد سنکرامت ہو نہ خرق عادت

علم سے لاکھ ہو شیخی تیری پر ہے تقدیر
نہ کہے کوئی تجھے شیخ علیہ الرحمت

یہ مقالات مثال قصص مصنوعہ
ہوئے اکبار جو افسانۂ خواب غفلت

لگ گئی آنکھ مری دیکھا کیا خواب میں ہوں
کہ مجسم نظر آئے ہے نوید بہجت

اللہ اللہ رے حسن اسکا کہ سر تا بہ قدم
تھا وہ خلقت کا تماشا نہ ظہور قدرت

یاد کرتا قد رعنا کو ہے او سکے زاہد
دم تکبیر جو کہتا ہے سدا قد قامت

چشم وحشی کو اگر اپنے وہ دکھلائے تو ہو
چشم آہو سے ہرن نشہ جام وحشت

دل شامت زدہ کے درپے تدبیر ہلاک
زلف و اژدوں تھی وہ رخسار پہ اژدر تہمت

آتش حسن سے اک شعلہ سرکش بینی
موجہ دود لطیف اوسکی بھونوں کی حالت

فوج مژگان وبلای صف آرا تو کرے
دست بیداد سے یکدست دو عالم غارت

چاہ بابل وہ زنخدان اور دھوان زلفوں کا عکس
دل گرفتار عذاب اوسمیں ہو ہاروت صفت

لعل شیریں کی حلاوت پہ جو دے جان عاشق
تو دم نزع بھی عناب کا چاہے شربت

نہ دم شرم تبسم سے لب اوسکے خوگر
نہ تغافل سے ان آنکھوں کو نگہ کی عادت

کھول دے معنی معدوم کمر کی جنبش
وا کرے عقدہ موہوم لبوں کی حرکت

شوخی و نازکی تعریف میں اسکی مطلع
وہ پڑھوں میں کہ جسے سنکے ہو دلکو فرحت

## مطلع ثالث

شوخی اوس چہرہ میں یوں گل میں ہو جیسے نکہت
نازیوں چشم میں نرگس کی ہو جیسے نکہت

لب پان خوردہ کی شوخی کی ہے اگر اکبات
گر لگا دے وہ مسیحا پہ بھی خونکی تہمت

نازک اندام وہ اور سنگدل ایسی بھی سوا
آیا جن سنگدلوں کے لئے تم قسمت

سیلی سینے پہ نہ تھی جدلس پشت کا عکس
نظر آتا تھا صفائی سے الف کی صورت

چھپی رنگ کا وہ اپنے دکھا کر عالم
ایک عالم کا ہو دل لیکے بغل میں جنیت

اللہ اللہ ری تیری تمکنت اور اف رے تمیز
واہ رے تیرا تبختر تری بل بے نخوت

قہر انداز بلا ناز قیامت طناز
سحر چشمک ستم ایما کرشمہ آفت

جا بجا عالم مستی میں قدم کی لغزش
دمبدم نشہ صہبا سے زباں کو لکنت

U559

جانب شرق ہی نور فلق بال کشا / جانب غرب ہی پرواز غراب ظلمت
چرخ مینائی پہ اک سبز پری کا عالم / شفق صبح پہ اک لال پری کی حالت
نکہت گل جو ہوا میں تو ہوا عطر فشان / تازگی گل کو چمن سے تو چمن کو نزہت
کھلی ہی جاتی ہیں سب غنچوں زہے جوش نشاط / لوٹے ہی جاتے ہیں گل بن کے ہنسی کی کثرت
آج یہ جوش پہ ہے رحمت باری کہ کہیں / نہ رہے کلفت عصیان سے چھائیں ظلمت
طفل نو مشق کی مشقی کی طرح سو سو بار / دھوئے مستوں کے سیہ نامے کو ابر رحمت
یہ کہے رند کہ او زندفروش آگ نہ بیچ / مانگے گر بادہ نو زند کہن کی قیمت
قل ہوا زہد کا قل یا ہوئی زاہد کی تمام / سنتی ہے قلقل مینائے شراب عشرت
اسقدر ساز طرب ساز کی آواز بلند / چھیڑیں گر تار کھرج کا تو ہو پیدا دھیوت
نغمہ بر لب کہیں مطرب پسر زہرہ جبیں / جام در دست کہیں مغبچہ مہ طلعت
لے کے انگڑائی کہیں ہنسنے لگی رام کلی / اونگھتی ملتی ہوئی آنکھوں کو کہیں اپنی للت
چشم سرمست مے ناز میں کاجل پھیلا / لب میگوں پہ مسی کی پڑی پھیلی رنگت
بے چمک آیا نظر حسن مہ و انجم و چرخ / ہوگیا زرد رخ شمع و چراغ خلوت
چونکے مرغ سحری عرش سے آواز خروش / ہوگئی خواب کو آوازۂ کوس رحلت
باغ عالم میں ہیں مرغان اولی اجنحہ تک / مثل مرغان سحر نغمہ طراز عشرت
دی ہے مسجد میں موذن نے اذاں بہر نماز / با وضو ہو کے نمازی نے ہے باندھی نیت
ہوئی بتخانے سے ناقوس کی پیدا آواز / چلے جمنا کو برہمن کوئی لے کر مورت
اوٹھے میخوار صبوحی کے لیے لیکے سبو / کہ عداوت ہے اگر کیجیے ترک عادت
اک طرف سے ہوئی گھڑیال کی آواز بلند / اک جانب سے لگی آنے صدائے نوبت
سحر عید ہے کہ عید کا سامان نشاط / روز شادی کی ہے آمد شب غم کی رخصت
آج وہ دن ہے کہ آغوش میں لیکر تجھکو / کہے طوبے لک ہر شاہد طوبے قامت
اب ہیں بیدار تری بخت مددگار نصیب / اب تو ہی ہیں تری طالع تری یاور قسمت
فکر تہنیت عید کا اس شاہ کی تو / دو رہیں جسکے ہی ہر صبح صباح دولت
وہ شہنشاہ بہادر شہ کسری انصاف / خسرو و جم خدم و داد رو دارا حشمت

قوت ملت و دین قامع کفر و الحاد / حامی شرع نبی ماحی شرک و بدعت
حکم شرعی سے کہ سے سلب سب جاہ حقوق / عرو مجذوب سے کر ترک ہو ستر عورت
کوئی اونکا نہیں و صاف صفات نیکو / کون اوسکا نہیں سرگرم ثنا و مدحت
سنتے ہی پیتے ہی وہ مطلع و غزل لکھا / مطلع صبح کو ہو سامنے جسکے خجلت

## مطلع رابع

مصحف رخ ترا اے سایۂ رب العزت / کھولدے معنی اتممت علیکم نعمت
تیرا دروازۂ دولت ہے مقام امید / تیرا دیوان عدالت ہے محل عبرت
تیرا احسان بہار چمن جود و نوق / تیری ہیبت چمن آرائے ہزاروں نیت
تیرے عشرت کدہ میں بار کسے غیر نشاط / تیرے خلوت کدے میں دخل کسے جز طاعت

صفحۂ علم پہ ہر مہبس سے تو ہم زانو
حجابۂ عیش میں ناہید ہے تو ہم صحبت

ماہ نو ایک فلک پر تری نو پردون میں
نو فلک نوکرون میں تری قدیم الخدمت

کیسۂ گوہر انجم ترا صرف انعام
طاقۂ اطلس گردون ترا وقف خلعت

نیت نیک تری آئینۂ حسن عمل
عمل خیر ترا جلوۂ حسن نیت

ذہن عالی ہی ترا طائر شاخ سدرہ
طبع رنگین تری گلچین ریاض جنت

ترا افضال جہانکے لئے برہان کرم
ترا اکرام زمانے کو دلیل رحمت

علم ظاہر سے ہے یکساں تجھے دو دو نزدیک
نور باطن سے برابر ہے حضور و غیبت

ذہن صافی ہے ترا بہرہ ور معنی غیب
موشگافی ہے تری کوہ شگاف وقت

عقل میں شمس ہے تو علم میں کان گوہر
فضل میں کعبہ ہے تو حلم میں کوہ رحمت

بیری تدبیر پیا زہ و فتر ہوش و فرہنگ
تیری شمشیر پرا زجوہر فتح و نصرت

دعوت صدق پہ لائی ترے ایمان تصدیق
دست ہمت پہ کرے تیری سخاوت بیعت

تجھسے راضی ہے خدا اور خدا کا محبوب
تیرا حامی ہے نبی اور نبی کی عترت

عزم کو ہے تری ہر عزم میں عزم بالجزم
قصد کو تیرے ہی ہر قصد میں فقد سبقت

قوت روح ملایک چمن قدس میں ہو
ذات قدسی کا ترے عطر قبا ہی عفت

کیا اللہ نے جب تجھسا ولی نعمت خلق
کیونکہ واجب نہ خلایق پہ ہو شکر نعمت

نطق شیرین سے ترے عام حلاوت ہو اگر
ثمر تلخ ہو حنظل کا سبوی شربت

شوکت عقرب جرارہ کی مانند رہے
دل حاسد میں خلشکر ترا رشک شوکت

روش شیشہ ہر اک سنگ ہو ریزہ ریزہ
پڑے البرز پہ گر گرز کی تیری ضربت

سر کشف وار چھپاتا ہے فلک زیر سپر
کیا غضب ہی تری شمشیر غضب کی ہیبت

آئے طوفان جو ترے قہر کا طغیانی پر
کشتی نوح بھی اعدا کو ہو گرداب صفت

وہ تری تیغ کی برش ہے کہ سایہ جسکا
کردے اکدم میں ہیولیٰ سے مفارق صورت

تیرا بدخواہ رہے حرز سے یانتک محروم
دیں نہ تعویذ اسے تا بہ نشان تربت

آسیا وار پھرے کیوں نہ فلک گرد زمین
تیری توسن کیے جو کاوے کی اوڑا جائی بھرت

کیا ترے فیل کے اوصاف لکھوں نہیں کہہ وہ ہے
ابر رفتار جبل پیکر و گردون رفعت

عید کو دیکھ ترے ساتھ خلایق کا ہجوم
تو ہر اک نقطہ ہوا اک نافہ مشک تبت

لکھے گر خامہ ترا وصف شمیم اخلاق
کبھی عارف کہ یہ کثرت میں ہے ظاہر وحدت

منتہی ہوں نہ کبھی تیری صفات نیکو
گر بیاں کیجیے تا حشر صفت بعد صفت

ذوق کرتا ہے دعائیہ پہ اب ختم سخن
کہ زباں کو ہے نہ یارا نہ قلم کو قدرت

عید ہر سال مبارک ہو تجھے عالم میں
باشکوہ و حشم و جاہ و بعمر و صحت

خیر خواہوں کے تری چہرہ پہ ہو رنگ نشاط
اور بد خواہوں کے رخسار پہ اشک حسرت

## قطعہ در تہنیت جشن نوروز

خسروا سنکے ترا مژدہ جشن نوروز
آج ہے بلبل تصویر تلک زمزمہ سنج

خبر عیش تری دی ہے چمن کو جا کر
زر گل پیک صبا پائے نہ کیونکر پارنج

بادۂ جوش جوانی کی ہے گویا اک موج
تن پیران کہن سال پہ ہر چین شکنج

چند قطرے سے ہیں شبنم کے وہ بلکہ کمتر
آگے ہمت کے ترے گوہر شہوار کے گنج

حسن نیت سے ہی تو یوسف مصر بخشش
دست حاتم ہیں بجا ہے کہ جو دیں تیغ و ترنج

شش جہت پر ہے جو غالب ترا سر پنجہ امن
فتنے کو اٹھنے میں جوں نرد ہی کیا کیا شش پنج

نہ بجھے آب سے آتش نہ خس آتش سے جلے
ایک سے ایک موافق کو مرنجان و مرنج

تیرے منصوبے کے تابع ہیں سب احکام نجوم
صفحہ تقویم کا گویا ہے بساط شطرنج

لایا ہے معنی رنگین سے یہ لعل خوش رنگ
ذوق جو مدح و ثنا میں ہے ترے گوہر سنج

خسروا ہوتا ہے اس رنگ سے معلوم یہ رنگ
رنگ نوروز جو ہے ابکے برنگ نارنج

بزم رنگیں میں تری رنگ طرب ہو ہر روز
اور ترے خاطر اقدس پہ کبھی آئے نہ رنج

## قصیدۂ سوم

زہے نشاط اگر کیجیے اسے تحریر
عیاں ہو خامہ سے تحریر نغمہ جای صریر

زبان سے ذکر اگر چھیڑیے تو پیدا ہو
نفس کے تار سے آواز خوشتر از بم و زیر

ہوا یہ باغ جہاں میں شگفتگی کا جوش
کلید قفل دل تنگ و خاطر دل گیر

کرے ہے وا لب غنچہ در ہزار سخن
چمن میں موج تبسم کی کھول کر زنجیر

کچھ انبساط ہوائے چمن سے دور نہیں
جو ادا ہو غنچہ منقار بلبل تصویر

قفس میں پھڑکنے کی بھی شوق نغمہ سنجی ہے
عجب نہیں کہ ہو موج چمن بلند صفیر
اثر سے باد بہاری کے لہلہاتے ہیں
زمیں پہ نامیہ سنبل ہے موج نقش حصیر
نکل کے سنگ سے گر ہو شرارہ تخم نشاں
تو فیض سبزہ سے ہووے وہ تخم چمن تعمیر
زمیں پہ گرتے ہی سبزہ ہو وہ برنگ شعیر
جو ٹوٹے ہاتھ سے زاہد کے ہو گرے دانہ
ہوا یہ دور تماشے سے زاہد کے بھی پیر
کہ جیسے جانے سطح سے ابر سیاہ
نہ خار و خشت ہی کوئی بیل مست بے زنجیر
ہر ایک تار رگ سنگ بھی ہے خواب مخمل
ہوا میں ہے یہ طراوت کہ دود گلخن بھی
برستا وے بھیگے ہوا آتش ہے مثل ابر مطیر
پیا جو جوش میں باران رحمت باری
کہ سنگ سنگ میں سنگ کی سی ... تاثیر
ہر ایک سنگ رہے گل ہر گل ایک باغ عشق
ہر ایک دشت چمن ہر چمن بہشت نظیر

ہر ایک قطرۂ شبنم گہر کی طرح خوش آب
کرے ہی صبح شکر خندہ اس مزے کے ساتھ
سنوارتی ہے جو شام اپنی زلف مشکیں کو
نہال شمع سے ہر شب چنے گل خوشبو
ہنسے چراغ تو ایسے ہنسی میں پھول جھڑیں
رہے ہے چرخ پہ ہر صبح جوں صبوحی کش
عجب نہیں ہے کہ آرایش زمانہ سے
چمن میں ہے یہ درختان سبز پر جو بن
نہ کیونکہ دیکھ کے گلشن کو یہ پڑھیں مطلع

ہر ایک گہر گہر شب چراغ پر تنویر
کہ جس طرح بہم آمیختہ ہوں شکر و شیر
سواد مشک ختن پر ہیں لاکھ آہو گیر
بہار عیش میں گلچیں کی طرح سے گلگیر
حیا سے رنگِ گل آفتاب ہو تغیر
بایں درازی ریش آفتاب ساغر گیر
حنائی پنجہ ہوں تاک و خیار بید انجیر
کہ زہر کھاتے ہیں سبزان خطۂ کشمیر
کہ آئے ہے نظر اک قدرتِ خدائی قدیر

## مطلع ثانی

ظہور نرگس و گل جلوہ سمیع و بصیر
شمیم عیش سے ہے یہ زمانہ عطر آگیں
حمل سے حوت تلک جا بجا ہیں تصویریں
جہات ستہ سی بزم جہاں ہے وسعت خواہ
زمانہ دشمن عشرت کا اس قدر قاتل
ہوا ہے مدرسہ یہ بزم گاہ عیش و طرب
اگر پیالہ ہے صغریٰ تو ہے سبو کبریٰ
زمیں میکدہ یہ خندہ نشاط انگیز
دیا ہے رنج کو دھو تیرے غسل صحت نے
عجب نہیں یہ ہوا سی کہ مثل نبض صحیح
شہنشاہ تیرے میں شفائے کامل سے
کہ چوب گل کو اگر ماریں بید مجنوں پر
اشارہ فہم ہو ایسا کہ وہ بیان کرے
جو میل کحل بصارت ہو کلک خط غبار

نسیم نکہت گل اطہر و لطیف و خبیر
کہ قرص عنبر اگر ہے زمیں تو گرد عبیر
بنا ہے عالم بالا بھی عالم تصویر
کہ ہے ہجوم نشاط و سرور جسم غفیر
مہ صیام کو دیکھے نہ کوئی بے شمشیر
کہ شمس بازغہ کی جا پڑھیں ہیں ہر تنویر
نتیجہ یہ ہے کہ سرمست ہیں صغیر و کبیر
کہ لائے مے سی ہو دیوار قہقہہ تعمیر
ضمیر خلق سے اے بادشاہ پاک ضمیر
کرے اگر حرکت موج چشمہ تصویر
جو لا علاج مرض تھے وہ ہیں علاج پذیر
تو صورت البشر ہو شمند خوش تقریر
زبان برگ سے گونگوں کے خواب کی تعبیر
تو چشم دائرہ عین بھی ہو چشم بصیر

نہ صبح ہے کو [illegible] جبیں شبنم سے [illegible]
[illegible] بیاض کی اوراق زریں
سمی جہاں سے [illegible] کہ ابرو [illegible]
[illegible] زرہ [illegible] بیاض میں [illegible]
[illegible] کو شب [illegible] رطوبت [illegible]
جو اب میں [illegible] سے تھی [illegible]
[illegible] ہے حلاوت [illegible]
بیاض کی ہے [illegible] کو [illegible]
[illegible] باغ [illegible] دوا کی [illegible]
[illegible] دولت [illegible]
غنی قبول کی دولت سے [illegible]

### قطعہ

[illegible] سے ہمیں [illegible]
شکست دل [illegible] سے [illegible]
سرے درست اگر [illegible]
[illegible] گو [illegible] سے [illegible]
زبان [illegible] کا [illegible]
[illegible] ان [illegible]
[illegible] سے سمجھی [illegible]
سمجھا سے [illegible]
علاج فارش [illegible] خانہ [illegible] شفا
بنا کے نقش شفا خانہ [illegible]
ہر ایک خانہ تعویذ صاحب [illegible]

ہر ایک اسم عزیمت میں اسم اعظم ہے
ہر ایک نسخہ شفا میں ہے نسخہ اکسیر

رہا نہ کوئی گرفتار رنج عالم میں
چھٹے جو تیرے تصدق میں مجرمان اسیر

شہا ہے دم سے ترے زندگانی عالم
یہ تیرا دم ہے وہ اعجاز عیسوی تاثیر

مثال خضر تو اے رہنمای ملت و دین
جہاں میں پیر ہو پر ہو کرامتوں سے پیر

تو وہ ہے حامی دنیا و دین زمانہ میں
کہ تجھسے زیب ہو دنیا کو دین کو توقیر

کیا شہان سلف نے مسخر ایک جہان
کیئے ہیں تونے شہنشاہ دو جہاں تسخیر

سحر سے شام تلک زرفشان ہے پنجہ مہر
نثار کرتا ہے ہر روز ایک گنج خطیر

فلک پہ کرتا ہے ہر شب ادا جو سجدہ شکر
نشان سجدہ ہے زیب جبین ماہ منیر

یہ روز یہ ہے تری ہے جوان جہان کہیں
کہے نہ کوئی دو شنبے کو بھی جہاں میں پیر

## قطعہ

حیات بخش جہاں تیرا مژدہ صحت
جو بخشے خلق کو عمر طویل و عیش کثیر

ہزاروں سال سر ہر صدی نکال کے دانت
ہنسیں اجل پہ جوانوں کیطرح مردم پیر

جہاں کو یوں تری صحت کیتیا ہے صحت
صحیح جیسے کہ قرآن ہو مع تفسیر

یہ وہ خوشی ہے کہ فربہ ہوں جس سے روز بروز
ہلال لسبت و نہم کی طرح بدن کی حقیر

پڑھوں ثنا میں تری اب وہ مطلع روشن
کہ جسکا مطلع خورشید بھی نہو وے نظیر

## مطلع ثالث

شہنشاہ وہ تری روشنی رائے منیر
عقول عشرہ کے انوار جسکے عشر عشیر

جو ہو نہ تابع امر تو شاور روافی الامر
تو عقل کل کو کرے تو نہ ہرگز اپنا مشیر

جو ہیں نکات معانی بشر کے فہم سے دور
وہ تیرے ذہن میں ہیں موجود سب قلیل و کثیر

اگر ہے سہو کو کچھ دخل حافظے میں تو یہ
نہ اپنا یاد ہے احسان نہ اوسکی تقصیر

حیا ہے گر متعلق تری نگاہ کے ساتھ
تو ہے ضمیر کی جانب تری صفا کی ضمیر

ترا تو سیئہ بھی یوں ہیگا داخل حسنات
کہ جیسے صحبت اصحاب کہف میں قطمیر

کرے ہے سلب تغیر کو ذات حادث سے
زمانہ عدل سے تیرے یہ اعتدال پذیر

مجال کیا کہ تجھسے عہد میں شرر کی طرح
اوٹھائیں سر کو شرارت سے سرکشان شریر

ہوا میں آ کے جو کرتا ہے سرکشی شعلہ
تو چھپیاں دل عاشق میں ہے تری تکبیر
اُسے لسق سے جو باطل ہے خونریزی
ادائیوں میں کہیں چھوٹتی نہیں تکبیر
جو ہو چکے بلند ہے میں ترا شور دینداری
بلند نا ز نا قوس سے بھی ہو تکبیر
کیا یہ کفر کو اسلام سے تری معدوم
کہ کوئی زلف بتاں پر نہ کر سکے تکفیر
جہاں میں چشم یہ مست یار کا ہو یہ رنگ
جو میکشوں کو ترا احتساب دے تعزیر
پڑی گلے میں رسن ظالم سے اسکے
رہا ہے مدام وہ گردش میں از زنجیر
وہ برق قہر خدا ہے تری تیغ آتش دم
کہ جسکی آنچ سے ہے دشمنوں کو نار سعیر
جو ہے عدو نگاہ کا تیر تری نشانہ چشم حسود
تو ہے تفنگ کا تیرے دل عدو نخچیر
ترے نہیب سے ہوں شکل غنچہ ای الک
گریں نہ حلقہ جو ہر رفاقت شمشیر

جو تیر نکلے کمان سے تری وہ ہو جاوے | طلب میں جان عدو کی وہاں قضا کا سفیر

**قطعہ**

ترے ہے خامہ طغرا نگار میں یہ زور | جو کھینچے ایک روش خط منحنی وہ لکیر
تو اس سے ایسے ہوں اشکال ہندسی پیدا | مٹا وے دیکھ کے اقلیدس اپنی سب تحریر

**قطعہ**

وہ روشنی ترے خط میں کہ ابن مقلہ اگر | لگائے آنکھوں سے سرمے کی جا تری تحریر
تو ہو یہ نور بصارت کہ پڑھ لے حرف بحرف | جو ہو وے لوح جبیں پر نوشتہ تقدیر
رقم میں گر ترے اوصاف کی قصور کرے | زبان خامہ عطارد کی ناک میں دے تیر

**قطعہ**

ترا سمند وہ ہے تیز رو کہ وقت خرام | نظر ہو دیدہ زرقا کی بھی نہ اوسکا نظیر
کہ سیر گاہ دو عالم ہے راہ یک روزہ | اور اوس کا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ سیر
ترے جو فیل کی تعریف خسروا لکھوں | کروں حکایت شیریں و کوہکن تحریر
کہ فیل کوہ کچک پیشہ فیلباں فرہاد | وہ دونوں دانت صفا ایک ایک جوئے شیر

**قطعہ**

چلے نہ اشرفی آفتاب عالم میں | خط شعاع سے اسپر جو یہ نہ ہو تحریر
ابو ظفر شہ والا گہر بہادر شاہ | سراج دیں نبی سایہ خدای قدیر
شہ بلند نگہہ شہر یار والا جاہ | خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر
جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع | فلک موید و اختر معین و بخت نصیر
زمیں ہو سبز جو تیرے سحاب بخشش سے | تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکسیر

**قطعہ**

بچشم مہر اگر تیرا تیز اقبال | کرے نگاہ سراب جہ و آب غدیر
تو فلس فلس سے ہو ماہیوں کے وقت شکار | نگین دست سلیماں بدست ماہی گیر
نہ ہے ثنا کے لیئے تیرے اختتام و تمام | نہ ہے دعا کے لیئے تیری انتہا و اخیر
مگر یہ ذوق ثنا سنج و مدح خوان تیرا | غلام پیر کہن سال اک فقیر حقیر

[illegible]
عطا کرے تجھے عالم میں عزت و توقیر
بجاہ و دولت و اقبال و عمر طولانی
[illegible]

**قصیدہ چہارم**

[illegible]

پاک دنیا سے ہیں دنیا میں ہر گہِ پاک سرشت
غرق ہے آب میں پر تر نہیں اصلا گوہر

ہے دل صاف کو عزلت میں بھی گرد سے غبار
گرد آلودہ یتیمی ہو اتنہا گوہر

کور باطن کو ہو کیا جوہر دانش کی شناخت
کہ پرکھتا نہیں جز دیدہ بینا گوہر

غیر پر مایہ نہ کم مایہ سے ہو ضبط ہوس
بہ گیا ژالہ ہوا آگ سے نہ پگھلا گوہر

جوہر خوب کو درکار ہے آرایش خوب
خوب تو آب کی خوبی سے ہے ٹھہرا گوہر

سرکشی کرتے ہیں بے مغز نہ پر مغز وقار
جز حباب آب سے سر کھینچے نہ بالا گوہر

ربط ناجنس سے کرتے ہیں کوئی پاک نہاد
ہو نہ ہم صحبت تار رگ خارا گوہر

دلخراش اور ہے طاقت وہ دل ہے کچھ اور
کہ نہ گوہر کبھی ہیرا ہو نہ ہیرا گوہر

فیض کو عالم بالا کے ہے شرط استعداد
قطرہ یکجا ہے طباشیر ہے یک جا گوہر

صدق اور کذب پر ہے نکتہ کہ ہے شرط نظر
کور کیا جانے یہ سچا ہے کہ جھوٹا گوہر

صاف باطن کی ہو جب قدر کہ ظاہر ہو درست
دل بھی ٹوٹ گیا صاف جو ٹوٹا گوہر

ہوتی غربت میں اگر قدر نہ خوش جوہر کی
تو کبھی کان سے باہر نہ نکلتا گوہر

خلش خار جنوں سے ہے پروتا کب یا کیا
ہر قدم پر قدم آبلہ فرسا گوہر

دل عاشق میں کرے کیونکہ نہ آنسو سوراخ
اسی الماس سے جاتا ہے یہ بیندھا گوہر

ذوق موقوف کر انداز غزل خوانی کو
ڈھونڈ اس بحر اب تو کوئی اچھا گوہر

غوطہ دریائے سخن میں ہے لگانا بہتر
آگے تقدیر سے خرمہرہ ملے یا گوہر

اثر مدح سے اس خسرو دریا دل کے
کر سخن قابل گوش دل دانا گوہر

وہ بہادر شہ غازی کہ بہ رنگ نیسان
روز برسائے ہے ابر کرم اسکا گوہر

جشن سے اسکے ہے اک فیض کا دریا جاری
بہتے پھرتے ہیں بہ رنگ کف دریا گوہر

زیور آرا ہوں اگر آج چمن میں گل و سرو
بیضۂ قمری و بلبل ہوں عجب کیا گوہر

پہونچے گر گوش صدف تک یہ نوید عشرت
اتنا بالیدہ بخود ہو کہ ہو مینا گوہر

کہتا ہے قطرہ نیساں بھی اسی دور میں کاش
ہوتا میں دانہ انگور نہ ہوتا گوہر

جدول آب میں کثرت سے حبابوں کی بھرے
مانگ میں مثل بت خوشنشین آرا گوہر

توتیا کی گلشن عیش سے جو صبح کا تار
بھر سے شبنم سے ہیں گلزار میں کیسا گوہر

گل شگفتہ میں یہ قطرہ باراں سے بہار
بھر دیئے درجک یاقوت میں گویا گوہر

موج گوہر میں بھی ہے طرز تبسم سے ب...
کوئی دم میں روش غنچہ بنے گا گوہر

رخ گل رنگ پہ ساقی کے عرق کا قطرہ
کیا تماشا ہے کہ بن جائے ہے موتا گوہر

قطرۂ آب لطافت سے ہے ٹپکا پڑتا
گوش خوبان چمن ہیں میں معنا گوہر

مع حاضر میں کروں میں کوئی مطلع تحریر
آج ہے خامۂ معجز سے اگلتا گوہر

مطلع ثانی

آج وہ دن ہے کہ اے خسرو والا گوہر
کرے دو سے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر

بحر و بر میں ہے ترے شاہا ترے سے مہیا و نثار
سیم سے زر تک اس لعل سے لے تا گوہر

ہو ترے فیض قدم سے جو زمین گوہر خیز
ہو نصیب صدف نقش کف پا گوہر

مشتری کہتے ہیں جسکو وہ اٹھا لایا چرخ / ٹوٹ کر جو تری ہمراہ سے گرا تھا گوہر
صبح اقبال و سعادت کا ستارہ چمکا / جو ترا طرۂ دستار کا چمکا گوہر
تیرا آویزۂ سرپیچ کا اے قبلۂ خلق / صاف قندیل درِ مسجد اقصا گوہر
حلب خلق میں ہی سینہ ترا آئینہ / عدل عَلَم میں ہے قلب مصفا گوہر
پرورش دیوی چمن کو جو ترا ابر کرم / موتیا میں عوض غنچہ ہویدا گوہر
ماہ گھٹنے کے لیئے ہے نہ کہ گھٹنے کے لیئے / تیرے گھٹنے کا کہوں کیا اسے زیبا گوہر
ورفشانی سے تری اتنے گہر ہیں انداز / لکھتے ہیں نسخۂ مفلس میں اطبا گوہر

## قطعہ

عکس سے تیرا اقبال کے دریا میں ترے / اے محیط کرم و جود کے یکتا گوہر
آب گوہر ہو تہ آب یہ اعجاز بنا / کف دریا کو بنائے ید بیضا گوہر
کوہ کا زہرہ کرے آب تری ہیبت عدل / گریہ سن پائے کہیں سنگ ز توڑا گوہر
طبع نازک پہ تری بار گہر ہو جو گراں / پوست بیضۂ ماہی سے ہو ہلکا گوہر
آب دریائے کرم سے جو ہوے سیراب / ابر مردہ سے برسنے لگیں کیا کیا گوہر
آج محفل میں تری وہ گہر افشانی ہے / لگن شمع میں ہیں آنسوؤں کی جا گوہر
دست فراش میں جاروب ہے ریش فرعون / فرش پر پتلیوں میں الجھے جو صدا گوہر
تیرے دوران حفاظت میں کہاں رنج و گزند / حق میں بیمار کے تبخالہ ہے لب کا گوہر
افعیٔ زلف کے کاٹے کو ہی جوں مہرۂ مار / گوش خوباں میں نہیں زلف سمن سا گوہر
سینۂ صافی کا تری ایک ہی نقشہ دریا / دل روشن کا تری ایک نمونا گوہر
نقرۂ خنگ ترا ایسا برنگ شفاف / روبرو جسکی صفائی کے ہو میلا گوہر
غرق دریائے جواہر ہے وہ کوہ گراں / گل ہے مہندی کی جھڑن لعل پپینا گوہر
پیل تیرا ہے بلندی میں فلک سے افزوں / جھول میں جسکی ہیں انجم سے زیادہ گوہر
لیکے خرطوم میں جو آب ہو وہ قطرہ فشاں / دیوے جو ابر بہاراں ابھی برسا گوہر
ہو ترے قطرۂ پیکاں سے دم بارش تیر / جگر چاک عدو میں صدف آسا گوہر
تیر انیزہ ہے وہ طایر کہ عوض دانے کے / مہرۂ پشت سے دشمن کے ہو چگتا گوہر

تا رہے پنجۂ خورشید یہ ہر روز طلا / تا گرہ میں رکھے شب عقد ثریا گوہر
دانۂ انجم گردوں سے پروئے جب تک / رشتۂ کاہکشاں میں شب یلدا گوہر
جب تلک جوش بہار اسکے ہوا سے دم صبح / ٹلکے شبنم سے سر دامن صحرا گوہر
ہر برس جشن ترا تجھکو مبارک ہووے / برسیں نیساں کرم سے تری شاہا گوہر
دوستوں کو ہو ترے گنج و گہر سود نصیب / ہو نہ جز اشک سر دامن اعدا گوہر

## قصیدۂ پنجم

ہو وہ جاندار وہ مے نافع اعضا و حواس / کہ دل مردہ ہو زندہ تن بے حس حساس
قطرۂ مے سے ترقی ہو اس حد سے / یوں ہو جس طرح کہ اک نقطے سے ہوں پانچ پچاس
ہو وہی اس روغن کبریت سے مثل زر سرخ / رنگ رخسار جو کلفت سے ہو ہم رنگ نحاس
خشک مغزوں کو جو ہو بوئے گلاب اسکی بو / تر دماغ اتنا ہو دم لینے نہ دے فرط عطاس
قلب ماہیت اگر اس سے نہ بالکل ہو تو کیوں / قلب انساں میں تہور سے مبدل ہو ہراس
اسکی دولت سے عجب کیا دل مفلس ہو غنی / کہ یہ ہے شربت دینار علاج افلاس
دیوے ساقی جسے اک جام وہ دعوے سے کہے / آج جو پاس ہے میرے نہیں جمشید کے پاس
اللہ اللہ رے تری مستی و بالا دستی / شب کہیں مست کہ کر لیوے گردوں سے مساس
سلسبیل آئے اگر خلد سے ہو آب سبیل / کہے مے نوش کہ بجھتی ہے کوئی اوس سے پیاس
زندگانی سے ہے مقصود شراب ساقی / اور باقی تو ہے سب وہم و خیال و وسواس
زندگی چند نفس ہے کہو ساقی سے کہ تو / پاس کر عیش کا کیا کرتا ہے پاس انفاس
بیٹھ گوشے میں نہ تو چھوڑ کے اس جلسے کو / دیکھ رندان خرابات نشیں کا اجلاس
مے نہیں برقع مینا میں مگر جلوہ فروز / کوئی خورشید لقا ہے شفقی رنگ لباس
اے خنک دل کبھی تو اس سے ہو سرگرم نشاط / غم کو جا دل میں نہ دے جی کو نہ رکھ اپنے اداس
دل جو گھر غم کا ہو کیا اوسمیں ہو سرمایۂ عیش / وہ مثل ہے کہ کہاں گھونسلے میں چیل کے ماس
دل پر وسوسہ کی ہوتی ہے مے سے واشد / کھلتا ہے ہاتھ سے ساقی کے یہ قفل وسواس
میں یہ کہتا ہی تھا جو دل نے مرے مجھسے کہا / توبہ کیجے توبہ نہ کر اتنی زیادہ بکواس
ایسی مردار بدافعال کا تو نام نہ لے / حامی شرع ہے وہ بادشہ پاک انفاس

شہ دیندار بہادر شہ غازی جس نے / خانۂ توبہ و تقوی کو کیا محکم اساس
دور میں اسکے ہو گر مرتکب مے کوئی / کرے ہر قطرہ پیچھے میں خراش الماس
مے اگر آب بقا ہی ہو تو ہو وہ زہر آب / جسکے پینے سے ہو جینے کی ہی مجوز کو یاس
دہ ہووے اس عہد میں گر زخم کو بھی جراح / تو رہے حشر تلک سوزش و درد آماس
کھینچے اس آب سے شمشیر کو ہیں کب بشر / گرد و غش ہے شمشیر کش شیر خناس
تا نہ باقی رہے مے اور نشے میں مستی / توڑتا سنگ نمک سے ہے وہ شیشہ کا گلاس
احتساب اسکا جو دے سنگ شیشے کو پٹک / تو صدا ہو نہ بلند اسکے بجز حمد و سپاس
مے حاضر میں پڑھوں ویسا کوئی مطلع میں / کہ سخن فہم و سخنور کا ہے وہ قدر شناس

مطلع ثانی

نطق شیریں ترا وہ شہد کہ ہر درد کو رہا — شان میں جسکی شہا فیہ شفاءٌ للناس
ہند و زلف کے ہو پاس سدا مصحفِ رخ — عہد میں تیرے ہی کافر کو بھی اسلام کا پاس
مومیائی ہو حمایت تری حق میں اُسکے — سخت گیری سے فلک توڑے کسیکی گر آس
بوٹی اکسیر کی او پارس اگر ہاتھ آئے — بل بے ہمت تری نزدیک ہیں پتھر وہ گھاس
چمن دہر میں نرگس بھی تری بخشش سے — رکھتی اک کاسۂ زریں ہے اور اک سیمیں طاس
کیا عجب فیض سے گر ابر کرم کے تیرے — بید مجنوں میں ہو پیدا ثمر سیب گلاس
تیری شمشیر کے آگے نہیں رکھتی ہرگز — مغربی تیغ مُنہ نوکی سہار تبہ و آس
فیض تعلیم سے تیری ہو جو منکر السنان — احمق الناس اُسے جانیے ملکہ نسناس
لوح تقدیر کے لکھے کو پڑھے حرف بحرف — تربیت سے تری اُمی بھی ہو یہ حرف شناس
یوں ترا حاسد پر عیب ہے عالم میں حقیر — اسپ بدفال کوئی جیسے میان نخاس
دیکھے آہو کو جو ضیغم تو وہیں عدل تیرا — ڈھانک دے آنکھوں کو اسکی روش گاؤ خراس
نہیں خورشید کے طالع کہ شعاع خورشید — دم تزئین ترے گھوڑے پہ لگی جاے قطاس
ایسا چالاک کہ اسطرح سے اُڑ جاتا ہے — جسطرح عاشق دلباختہ کے ہوش و حواس
پہونچے اُس رخش فلک سیر زمین پیما کو — نہ منجم کا خیال اور مہندس کا قیاس
تیرا ہاتھی ہے فلک کاہکشاں ہے خرطوم — کان دونوں مہ و خور دُم ہے ذنب سر ہے راس
ذنب و راس وہ جنسے ہوں تہ تخت عدو — ماہ و خور وہ کہ ہوا خواہ ہوں روشن انفاس
رنگ ہاتھی کا سیہ اور وہ دانت اُسکے سفید — کہتا ہے دیکھ کے ظلمت جو نور اپنا قیاس
طرفہ صنعت سے لپیٹا ہے شب یلدا نے — صفحہ صبح منور کو مثال قرطاس
ختم کرتا ہے سخن ذوق دعا پر اس طرح — تا ہوں دریا میں گہر کان میں پیدا الماس
توشۂ بحر و بر اے شاہ سکندر فر ہو — دے خدا عمر خضر تجھکو حیات الیاس

عید ہر سال ہو فرخ تجھے با عیش و نشاط
تو ہمیشہ رہے خوش اور ترا بدخواہ اداس

## قصیدۂ ششم

اک خورشید لقا طرفہ جوان ارشق — تاب رخسار فلق سرخی رخسار شفق

دست و بازو و بر و دوش عجب صبح بہار
پنجۂ دہ پنجۂ خورشید جفا رنگ شفق

سینہ تا ناف صفا آب گہر کا دریا
ناف اک عکس ذقن او سیمیں کا نور ورق

نازک ایسی کمر اوسکی کہ سمجھنا مشکل
جس طرح شعر خیالی میں ہوں معنی اوق

ہے گران اوسپہ نزاکت سے نہ باندھو ہرگز
گر ہو تار نظر دیدۂ عنقا منطق

اوسکا زانو وہ صفا کہ اگر دیکھے اوسے
آئینہ آب خجالت میں رہے مستغرق

کیا کہوں ساق بلوریں کی صفائی اوسکی
شمع گر دیکھے اوسے شرم سے آجائے عرق

قد جو گلبن تو وہ پاؤں کی حنائی ناخن
نیچے گلبن کے پڑے ہوں بکھرے ہوے گل کے ورق

آکے بالین پہ وہ ٹھٹا ز سراپا انداز
مجھسے یہ کہنے لگا کیوں ہے تو غمگین و احمق

مژدہ عید سے ہے گلشن عالم میں بہار
نغمہ عیش سے ہے بزم جہاں میں رونق

دوش پر سرو لب جو کے ہے اک سبز قبا
بر میں لالہ کے بھی گلشن میں ہے گلگوں یلمق

جوش سبزی سے ہے وہ فرش سر صحن چمن
کوئی مخمل اوسے کہتا ہے کوئی استبرق

باغ عالم میں ہے یہ جوش بہار عشرت
ٹپکے ہے نخل سے مستی میں ہمیشہ رونق

تو بھی کر تہنیت عید کا اوسکی ساماں
کہ وہ ہے خسرو دیں حامی دین برحق

وہ بہادر شہ غازی کہ دم معرکہ ہوں
اوسکے تیروں کے ہدف اوسکے حسودوں کے حدق

مدح اوسکی ہے مناسب تجھے ملکہ انسب
یعنی توصیف کے لائق ہے وہ ملکہ الیق

سنکے یہ میں نے یہ لکھا مدح میں اوسکی مطلع
جسپہ احسنت کہیں مجکو لبید و عمعق

## مطلع ثانی

تو وہ ہے نائب ختم رسل و سایۂ حق
کہ ترے سایہ میں ہے گلشن دیں کی رونق

## مطلع ثالث

ابر رحمت کا ہے سایہ ترا ای سایۂ حق
کیونکہ سایہ میں تری ہو نہ جہاں کو رونق

کس کا مقدور کہ سر تابی حکم سے ہو
جو ترا امر ہے الحق جو کہے تو اصدق

ذکر حق سے کوئی خالی نہیں تیرا ہو وہ دور
کرتا میخانے میں ہے شیشہ مے بھی حق حق

گر کرے نشو و نما نامیۂ فیض ترا
گل جو ہو شمع سے پیدا تو گلاب و زنبق

حرف ہیبت کا تری کوئی زبان پر لایا
ہو گئی وقت کتابت جو زبان خامہ کی شق

نطق شیریں سے تری ہو وہ حلاوت گر عام
کام میں خلق کے ہو زہر بجائے بورق

ناتوانوں کو جو دے زور حمایت تیری
باندھے لات اوڑ کے سر پہ [illegible]

[illegible]
وہ تری ہمت عالی کا ہے [illegible] سبق

قطرہ افشاں ہو اگر تیرا سحاب ہمت
[illegible]

[illegible]
کرتا اک بیت میں ہے [illegible]

طائر تیر ہوائی ترا [illegible]
[illegible] گردوں کا شکار

### قطعہ

اے شہ داد گر اے خسرو انصاف پرست
[illegible] عدالت کا تری نظم و نسق

| | |
|---|---|
| اتنا عالم میں حذر خوں سے ہے خونخواروں کو | خون فاسد کو بھی ہرگز نکرے نوش علق |
| پرتو افگن ہو اگر روشنی طبع تری | ابرق آئینہ ہو اور سنگ سیہ ہو ابرق |
| مشتری بھی تری شطرنج کا اک مہرہ ہے | آفتاب ایک ترے گنجفے کا گر ہو ورق |

## قطعہ

| | |
|---|---|
| ابر ہے گرچہ مثال ہند نم دیدہ | گر تری برق غضب جھاڑ دی اُس پر حقیق |
| تو شتابی سے بھی چل اوٹھی زیادہ وہ شتاب | آگ لگجانے میں دیہا سکے نہو دی مطلق |
| تیرے توسن میں وہ جلدی کہ اگر چھیڑ دی تو | یوں وہ اڑجائے کہ جیسو سر آتش زیبق |

## قطعہ

| | |
|---|---|
| شمس کو پہونچے تری رائے سے یوں شرق میں نور | تو ہو مغرب میں گراے پر تو نور مطلق |
| جسطرح روشنی قلب سے اہل اشراق | عرصۂ دور سے شاگرد کو دیتے ہیں سبق |
| ذوق کرتا ہے ثنا ختم دعا پر اسطرح | تا کہ ہو ارض و سما دونوں طبق زیر طبق |
| ہووے ہر سال مبارک تجھے عید رمضان | اور دشمن کو رہے تیری سدا رنج و قلق |

## قصیدۂ ہفتم

| | |
|---|---|
| ہے آج جو یوں خوشنما نور سحر رنگ شفق | پر تو ہے کس خورشید کا نور سحر رنگ شفق |
| یہ جوش نسرین و سمن یہ لالہ و گل کا چمن | گلشن ہے گویا چھا گیا نور سحر رنگ شفق |
| افشاں جبیں پہ سر دسیہ مہتاب انجم جلوہ گر | اور گورے ہاتھوں میں حنا نور سحر رنگ شفق |
| ہر سرو قد غنچہ دہن زیبا چمن شان چمن | ہر سیمبر گلگوں قبا نور سحر رنگ شفق |
| لب پر تبسم ہے کہ ہے جوش بہار موج گل | دندان پاں خوردہ ہیں یا نور سحر رنگ شفق |
| ہر مجمع پیر و جواں اک طرفہ مشرق ہے کہ وا | روشن دل و رنگیں ادا نور سحر رنگ شفق |
| جام بلوریں میں ہے یوں عکس شراب لالہ گوں | ہو جیسے کیفیت فزا نور سحر رنگ شفق |
| حسن گل مہتاب نے جوش گل سیراب نے | کیا باغ نے چمکا دیا نور سحر رنگ شفق |
| دیکھے چمن میں برگ گل آلودہ شبنم جو گل | حجلت سے پانی ہو گیا نور سحر رنگ شفق |
| ہے شوق کو بالیدگی ہے ربط کو چسپیدگی | کس رنگ ہوں ملکر جدا نور سحر رنگ شفق |
| ساقی مے عشرت سے بھر ساغر کہ ہے اُس پہ رنگ | آ بجے ہوا جائے فضا نور سحر رنگ شفق |

مطلع ثانی

[illegible]

انصاف نے تیرے ہو سیماب و آتش کو کیا
یوں جمع جیسے ایک جا نور سحر رنگ شفق

تیری امان حفظ سے ہو جائے حقیقین شمعکے
نار خلیل آب بقا نور سحر رنگ شفق

خورشید تجھسے فیض کو پہونچے تو مشرق میں صبح
جنس زر و لعل بے بہا نور سحر رنگ شفق

جسپر کہ تو ہووے غضب ہو اوسکی حق میں کیا عجب
سیل فنا برق بلا نور سحر رنگ شفق

شمشیر کی تیری چمک خون عدو سے یک بیک
دکھلاتی ہے روز وغا نور سحر رنگ شفق

پیکان ترا الماس گوں منہ سرخ سوفاروں کی یوں
گویا لگا کر پاؤں اڑا نور سحر رنگ شفق

جلوہ ہے تیرے مہر کا شعلہ ہے تیرے قہر کا
ہے جسکو عالم جانتا نور سحر رنگ شفق

اسپ خنابستہ ترا وہ نقرہ خنگ بادپا
غیرت سے جسکی اوڑ گیا نور سحر رنگ شفق

اے ذوق کی یہ ہے دعا جبتک ہے شہنشاہا
خورشید و مہ ارض و سما نور سحر رنگ شفق

جبتک لباس دہر کو صابون اور شنجرف ہو
زینت دہ صبح و مسا نور سحر رنگ شفق

ہر جشن فرخ ہو تجھے اسطرح آب و تاب سے
ہوں تیرے محتاج ضیا نور سحر رنگ شفق

شاہا زمانے میں سدا تو باآبرو اور سرخرو
ہو جلوہ گر مشرق سے تا نور سحر رنگ شفق

دشمن کا تیرے منہ ہو فق اور خون سے شفق ہی لال ہو
دیکھے نہ وہ اسکے سوا نور سحر رنگ شفق

## قصیدۂ ہشتم

طرب افزا ہے وہ نوروز کا نارنجی رنگ
دیکھکر بھاگے جسے رنج ہزاروں فرسنگ

بل بے بالیدگی عیش کہ برگ گل پر
قطرہ شبنم کا ہے مینائے شراب گلرنگ

وہ کیا گلشن آفاق میں ہے جوش بہار
چہچہے کرنے لگے بلبل تصویر فرنگ

کلک نقاشی قدرت سے گلستاں نہیں ہے آج
تختہ لالہ و گل صفحہ نقش ارژنگ

خسروا تو نے کیا آج وہ جشن نوروز
دیکھکر جسکے تجمل کو ہو جمشید بھی دنگ

ہے ترے بزم طرب میں پئے رسم نوروز
صورت بیضۂ رنگیں فلک مینا رنگ

مشک افشاں ہو جہاں میں جو تری نکہت خلق
ناف آہوئے ختن سے نہ ہو کم داغ پلنگ

بلکہ ہو جوش بہاران کرم سے تیرے
کیا عجب شاخ میں آہو کے گل رنگا رنگ

تیرے انصاف سے ہے بزم جہاں میں شاہا
شمع گلگیر سے اور شمع سے محفوظ پتنگ

ہو اگر شعلہ فشاں تیری اگر آتش قہر
تو سمندر رہے پانی میں بجائے نہنگ

## قطعہ

بیرزاں تیرے ہے وہ توسن چالاک کہ تو
چھیڑ دے ایک ذرا اوسکو جو وقت صف جنگ

یوں کرے سبقت کہ جیسے سر میدان نبرد
منھ سے اڑ جائے حریفوں کے تو خوف سے رنگ

رکھتی سرعت ہے تپ لرزہ ہیبت سے تری
نبض محموم کی مانند جبل میں رگ سنگ

مرغ دل کو ترے دشمن کے قفس سینہ میں
اور جو علم جو بے قفس کے ہے پرواز خدنگ

ہووے حاسد کو نہ آزار حسد سے صحت
تا کہ دارو نہ پیالے میں بھرے تیری تفنگ

مفسد و حاسد و غماز و عدو سے سرکش
تیر و شمشیر و غضب سے تری ہوں چاروں ہی تنگ

آ نہیں سکتے بیاں میں ترے اوصاف تمام
ہوتا ہی قافیہ سب ہوں کا یہاں قافیہ تنگ

کرتا اس رنگ سے ہے ختم سخن دیکے دعا
ذوق یہ جو ترا مداح ہے یکرنگ

گلشن دہر میں یہ سال مبارک تجھکو
جشن نوروز بہر رنگ بتاج و اورنگ

اور ترے حاسد بدبیں کو دکھائیں لاکھوں
حسرت و ارمان نئے رنگ فلک کے نیرنگ

## قصیدہ نہم

حبذا ساقیٔ فرخ رخ و خورشید جمال
مرحبا مطرب ہاروت فن و زہرہ خصال

بارک اللہ کہ درافشاں ہی تو ای ابر بہار
خیر مقدم کہ خراماں ہے تو ای باد شمال

للہ الحمد لبالب ہی مے عیش سے جام
شکر للہ رز گل سے ہی چمن مالامال

جوشش روئیدگی سبزہ سی ہوجائیگا سبز
گل زمین چمن حسن میں تا دانۂ خال

شررِ تیشۂ فرہاد سے پیدا ہوئے گل
بل بے جوش گل خودرو سر دامان جبال

جوش فوارہ ہے واں کثرتِ تارِ بارش
سر مجنوں کے تھے آلودہ جہاں گرد ملال

کیا عجب رحمت باری سے کہ وقت باراں
ابر مردہ سے بھی ہو قطرہ فشاں آب زلال

معجز باد سے مانند عصائے موسےٰ
شجر خشک بھی ہوجائے ترو تازہ نہال

ذوق مستی سے ہے طاؤس حنیں تا عاصر
شوق آہنگ سی ہے سرو پہ قمری قوال

شور بلبل بھی یہ رکھتا ہی نمک آج کہ گل
بنگیا کثرت شبنم سے نمکداں کی مثال

دیتی ہے طاقت پرواز یہ کیفیت مے
اس ہوا میں ہے بط مے کو اڑ جانے پر و بال

ہے یہ وہ دور کہ ہر صوفی صافی مشرب
رقص مستاں میں ہی وجد کناں شاملحال

بید موں کو ہو جو نے چارہ گر عیسیٰ ادم
شمع مردہ کے رگ تار سے کھولیں قیفال

تپلیاں ناچتی ہیں چشم کے گھر میں سے ساز
جنبش دست مژہ دی ہی اہل اندازے تال

اللہ اللہ رے سرسبزی گلزار جہاں
آج یکرنگ ہی رنگ روش خضر و بلال

ہوں قلم ہاتھ اگر کوئی لکھے خط غبار
صفحۂ دہر پہ کیا دخل کہ ہو گرد ملال

روز جشن آج ہی اوسکا کہ جسے کہتی ہے خلق
نائب ختم رسل ظل خدائے متعال

وہ بہادر شہ غازی کہ اگر تیغ اسکی
اپنی دکھلائے چمک چرخ پہ کٹ جائے ہلال

وہ نکو خوئے نکو رائے خجستہ منظر
وہ بلند اختر فرخ روش و فرخ فال

وہ مسیحا دم و یوسف رخ و داؤد الحال
وہ سلیماں وش و موسیٰ کف و صالح اعمال

چمن خلق و نسیم کرم و ابر سخا
چشمۂ فضل و ہنر کان عطا بحر نوال

آسمانِ جاہ و عطارد رقم و مہرِ علم
مشتری دانش و مسند نشیں و مریخ جلال
[illegible] انصاف
خسرو جم حشم و دارا [illegible] سکندر اقبال
[illegible]

### مطلع ثانی

[illegible]

گر تیری قہر کی گرمی تپ محرق بنجائے — لب دریا پہ حبابوں کی جگہہ ہوں تبخال
قوت ماسکہ مسک کی قوا سے گم ہو — فیض جاری سے تری نخل کو یا نتک ہو نہال
حکمت آموز ترا علم جہاں ہو تو وہاں — نہ ارسطو کو ہو طاقت نہ فلاطونکو مجال
ہو تری عقل سے عاجز دم بحث معقول — اک مقولے میں فقط فعلکے عقل فعال

## قطعہ

دم ہے کیا باد صبا میں کہ دم سیر جہاں — تیرے گلگوں سبک سیر کی جاوے دنبال
یوں ہی دو چار قدم خاک اڑا کر رہجائے — اور پہونچ جاے کہیں سے وہ کہیں مثل خیال
ہے وہ ہیکل میں اگر دیو تو صورت میں پری — ہے اڑان اسمیں ملک کی تو بشر کی ہے خصال
جلد اتنا کہ جہاں عرصہ جولاں اسکا — عہد مستقبل و ماضی کا وہاں اک ہی حال
زیب تن اسکی جو منہدیکا ہی ہر گل تصویر — پھر تا کا وہی میں ہے وہ صورت فانوس خیال
اس فلک سیر کو جولاں جو کری تو ہی پڑر — مزرعہ سبز فلک ہو نہ مبادا پامال

## قطعہ

تیرے ہاتھی کی بلندی کی طرف کی جو نگاہ — سر پہ اندیشے نے لی ہاتھ سے دستار سنبھال
کہکشاں کو وہ فلک پر سے زمیں پر پھینکے — نیشکر راہ میں مانگیں اگر اس سے اطفال
جیسے ماتھے پہ بزرگوں کے ہو سجدہ کا نشان — اوسکے مستک پہ شہا جلوہ نما یوں ہے ڈہال
ہے جو اس فیل کی خرطوم سرافیل کا صور — آئے اعدا پہ قیامت سر میدان قتال
اسکے دانت اسکے لیئے ہیں روش تیر شہاب — ہے جن اعدا کو سر اوج شیاطین کے مثال

## قطعہ

آبداری میں تری تیغ کی ہے برق کی موج — کیا تماشا ہے کہ ہے آب سے آتش سیال
تیری شمشیر کو ہے خون عدو روز مباح — یہ غلط تیسرے دن ہوتا ہے مردار حلال
طائر روح عدو کے لیئے صیاد اجل — سبزہ تیغ میں جوہر سے لگا رکھتا ہے جال
طاقت دم زدن اس سے ورثہ کسکو ہے — دیکھکر تیر النق اے شہ فرخندہ خصال
پر ترا ذکر جو آتا ہے زبان پر تو نفس — لب پہ آجائے ہے سینہ سے پئے استقبال
ہو قوی دست اگر زور حمایت سے تری — شیر سے پنجہ کرے پنجہ مژگان غزال

تقویت دیوے اگر پاس حفاظت تیرا — شعلہ شمع کو صرصر سے نہو اضمحلال
ہاں ترے عہد میں فتنے سے زمانہ خالی — فیلسوفی ہے حکیموں کی خلا کہنا محال

## قطعہ

آتش و آب میں یہ ربط ترے عدل سے ہے — دیوے یہ ترم کو جلا کر کوئی پانی میں جو ڈال
ہاں موج دکھا دیتے ہیں اُس کے دریا — سے تو آب سے شعلہ بر آتی کا نکال
خبر جلوہ عشرت ہے ترا جشن سعید — مبتدا جس کا ہے شاہا غرہ ماہ شوال
ہو لی ہے حیرت نو شگفتگی تری شادی — رونق غنچہ تصویر زبان منہ میں لال
پس دعا ہی پہ فقط ختم سخن کرتا ہوں — ہے عینی ذوق ثنا خوان ترا مدح سگال
جشن ہر سال ترا ہووے مبارک تجھکو — ہے جبتک کہ زمانے میں حساب مہ و سال

## قصیدہ دہم

لاتا نیرنگ سے ہے رنگ نئے چرخ محیل
واہ بگڑا ہے کچھ اس خم عجب رنگ سے نیل

ڈر زمانے سے وہ عیار ہے یہ ہوش ربا
لاکھ بیہوشیوں سے جسکی بھری ہے زنبیل

ہے توکل کا احاطہ وہ عزیمت کا حصار
کہ بجز حفظ خدا جس کی نہ خندق نہ فصیل

گم ہوں ظاہر کی خرابی سے صفات اصلی
زنگ دیتا ہی چھپا جوہر شمشیر اصیل

ہیں نہ دشمن سے گزند حق سے نہیں سا یخ کو آنچ
بلکہ ہے آتش نمرود گلستان خلیل

ہوتے سیرت سے ہیں مردان دلاور ممتاز
ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے چیل

نہیں ہے قید علایق کسی عالم میں بزرگ
رسم تحریر میں بھی چھوٹی نہ زنجیر سے فیل

ہے تہ خاک بھی آفارونکو سفر حشر تلک
نہیں تا تحت ثریٰ منزل آرام بخیل

عید اک روز جہاں میں رمضاں ہے یک ماہ
بعد ہے کثرت تکلیف کی یاں عیش قلیل

کشت سبز فلک دوں سے نرکھہ چشم ثمر
خوشۂ فیض سے بے بہرہ ہے یہ مزرعہ نیل

قابل انسان کی صحبت کے ہے انساں نہ ملک
بنگیا پیش نبی صورت دحیا جبرئیل

جتنا خورشید تپے اتنی ہی بارش ہو سوا
ہووے کیونکر تپش عشق نہ رحمت کی سبیل

عشق کہوائے ہے اک راز جفاکش سے بزور
بار صد کوہ الم بے عمل جبر ثقیل

لگے نہ چرخ کو گر نالۂ عاشق کی ہوا
دم میں اجزائے دخانی کیطرح ہو تحلیل

شمع کشتہ کے لیئے ہے دم عیسیٰ آتش
سوزش عشق سے زندہ ہوں محبت کے قتیل

معتبر ہے جو کرے نالۂ دل وہ اظہار
نالہ ہے دل کی زباں دل ہے موکل یہ وکیل

دل کے ہر ایک ورق میں ہے حقیقت ساری
جسکا اجمال قضا اور قدر ہے تفصیل

جی میں ہے اور پڑھوں میں کوئی مطلع ایسا
گوہر مخزن معنی سے ہو جسکو تاویل

## مطلع ثانی

کنج حیرت میں کروں علم خموشی تحصیل
یہ عجب مدرسہ ہے جسمیں نہ ہے قال نہ قیل

درس توحید سے لوں ایک شفا کا نسخہ
بحث میں علت و معلول کی ہے عقل علیل

جلوہ افروزی یک بدر دجی ہے اسکو
شمع فانوس سمجھہ خواہ چراغ قندیل

فکر بیہودہ میں کس واسطے ہے تو پابند
کچھہ نکال اپنے لیئے ذوق نکلنے کی سبیل

[illegible]

نظر آتا ہے برنگ لب ساغر جو ہلال
ٹپکا پڑتا ہے لب مست سے شوق تقبیل

گاہ مو خم میں ہے گہ شیشے میں کیا کیا پے سیر
روح کرتی ہے کسی مست کی قالب تبدیل

تہنیت خواں ہو تو آج اس شہ دریا دل کا
جسکے نزدیک ہے اک قطرہ سے کم قلزم و نیل

وہ بہادر شہ والا نسب و پاک گہر
خسرو چرخ سریر و شہ خورشید کلیل

ماہ نو چشم زدن میں مہ کامل ہو جائے
نظر مہر میں ہو اوسکی وہ نور تکمیل

نور معنی سے بہر شکل نتیجہ اس کا
اللہ اللہ رے زہے شکل شہنشاہ تشکیل

برج حاضر میں پڑھوں مطلع روشن ایسا
مطلع شمس کو بھی جسکی ہو واجب تبجیل

## مطلع ثالث

بعد شاہان سلف کے تجھے یوں ہے تفضیل
جیسے قرآن پس توریت و زبور و انجیل

تو ہے اس طرح سے عزت دہ اولاد تمر
جیسے موسیٰ شرف افزائے بنی اسرائیل

نور افزائے بصارت ہو اگر تیرا جمال
آئیں آنکھوں سے نظر معنی اللہ جمیل

روئے نیکو پہ ہے مائل تری خوئے نیکو
کہوں کیونکر نہ کہ الحسن الی الحسن یمیل

ہے جو انسان کے قالب میں ترا نہ ظہور
برج خالی میں ہے خورشید فلک کی تحویل

دانش آموز ہو گر تربیت عام تری
بید مجنوں کو بنا دے ابھی انسان عقیل

جوہر تیغ اجل اک ترے حکم کی نقل
تیر حکمی قضا حکم کی تیرے تعمیل

عہد میں تیرے جو ہو راہ تعدی مسدود
کھلے فعل متعدی سے نہ باب تفعیل

تشنہ ذوق حلاوت ہوں نہ کیونکر سیراب
تیری شیریں سخنی ہے انھیں شربت کی سبیل

نکتہ چینوں کے لیے نکتہ برجستہ ترا
قابض طبع روان ہی روش مائدہ سہیل

جب ہوں مرغان ہوا تیر نشان بندوق
نسر طائر کو بھی تو سمجھ اک اڑتی ہوئی چیل

مہرۂ پشت عدو میں ترا تیر صف دوز
رشتۂ مہرۂ تسبیح کے مانند دخیل

طائر روح عدو کے لیے بہر پرواز
تیر کی تیرے صدا جیسے کبوتر کو غلیل

## قطعہ

وہ قیامت ہے تری فوج کہ شور محشر
دم نہ مارے کبھی سن پائے جو گھوڑوں کی صہیل

نالہ ذوق کی ہیبت سے رکے پھونکنے کو کن
کہ جو صور سے گذری جو دم اسرافیل

دوں ترے گھوڑوں کو کیونکر میں پری سے نسبت
نہ یہ صورت نہ یہ رفتار نہ یہ ڈول نہ ڈیل

گرم جولاں وہ کہاں ہو کر رکھے ہے سبقت
نہ تو میدان تصور نہ فضائے تخئیل

عرصہ معرکہ میں گر تجھے اے شاہ سوار
اس سبک سیر سے منظور ہو کار تعجیل

اڑے یوں جیسے ہوا ہم ہی نہ پائی سے ہو تر
نہ یہ پرواز سے ہے اس میں تالاب کی جھیل

## قطعہ

کوہ البرز کو سایہ میں دبائے اپنے
ہے وہ اے شاہ فلک بہ تری رفعت فیل

حملہ آور ہو وہیں دم تو ہے جان عدو
اوسکی خرطوم ہو دست کشش عزرائیل

تو جو محراب عماری میں ہو جلوہ نما
اوسکے دو انتوں بیچ خرطوم سے ہو تیری تمثیل

خانۂ قوس میں خورشید جہانتاب آیا
دن سے کوتاہ ہوئی اور ہوئی رات طویل

عدل نے تیرے کیا روئے زمیں کو گلزار
نہیں یہ جوش گل و لالہ نکل آیا ہے
واسطے دیدۂ بدبیں کے ہے یہ عین سلاخ
تیر برسائے عدو پر جو کماندار قضا
رہزن نطفۂ بدخواہ ہو اول ہی قضا
محکمے میں تری انصاف کی ہوں ہاتھ قلم
ذوق کرتا ہے سخن تیری دعا پر کوتاہ
عید ہر سال ہو فرخ تجھے با جاہ و جلال
جو ضلالت سے ہوں گمراہ وہ اے ظل خدا

آج تک عدل میں کوئی نہوا تیرا عدیل
داد خواہی کے لیئے خاک سے خون ہابیل
ہو تری نوک سناں سر شکوں کی جو سبیل
کم نہ فوارہ سے ہوں تیر نگے اسکی قندیل
آسکے پشت پدر سے نہ کبھی تا احلیل
دہر اگر بھول کی بھی کوئی سر حرف کو پھیل
ہو گراں خاطر نازک پہ بسا تطویل
ہوں قوی پایہ ترے دوست بقصد تجلیل
ذل اقدام سے ہوں خاک مذلت پہ ذلیل

## قطعہ در مدح میرزا شاہرخ بہادر

میرزا شاہرخ بہادر نے
قصد صید افگنی کیا جس دم
خوں نخچیر سے ہوا سارا
دامن دشت لالہ زار ارم
نہ بچا اس شکار افگن سے
صید کوئی سوائے صید حرم
مرغ و سیمرغ اور غزال و پلنگ
ہوئے مسکن پذیر دشت عدم
ہے جگر گوشۂ بہادر شاہ
ہو بہادر نہ کیوں وہ نیک شیم
سمجھے شیر آپ کو ہزار غنیم
اسکے پر سامنے ہے مثل غنم
شیر گردوں بھی اسکی لشکر میں
پائیے ہرگز نہ قدر شیر علم
رہے مانند شیر قالیں کے
اوج ہمت سے اسکی زیر قدم
ہاتھ میں جب تفنگ لی اسنے
ہمسر اژدہائے آتش دم
کئی شیر ژیاں شکار کیئے
اس غضنفر شکار نے پیہم
ہے بجا گر دلاوران جہاں
کھائیں اسکی دلاوری کی قسم
جب کہ اس جرأت و شجاعت کو
چاہا اس طرح دل نے کیجے رقم
تا رہے یادگار عالم میں
وصف عالی صاحب عالم
لکھی اے ذوق میں نے یہ توصیف
مع تاریخ ثانی رستم ۱۲۶۱

## قصیدہ یازدہم

[illegible]

## قطعہ

[illegible]

پیاسے نہ ایسا ایک بھی دن جو غنچۂ آسمان
کھائے اگر ہزار برس چرخ آسمان
ہے بادۂ نشاط و طرب سے لبالب آج
اک عمر سے پڑا ہی تھا جو ساغر آسمان
دیکھے نہ اسطرح کا تماشا جہان میں
گر ہو تمام چشم تماشا گر آسمان
اترا رہا ہے عطر سے عیش و نشاط کے
سچ ہے زمیں پہ پاؤں رکھے کیونکر آسمان
افراط انبساط سے ہے کیا عجب اگر
مثل حباب جامہ سے ہو باہر آسمان
شادی کی اوسکی دھوم ہے تا آسمان تلک
تابع زمانہ جسکا ہے فرماں بر آسمان
فرزند شاہ یعنے جواں بخت ذی وقار
تسلیم کو ہے جسکی جھکاتا سر آسمان
ہے اوسکی بارگاہ میں مانند چوبدار
حاضر عصا سے کاہکشاں لیکر آسمان
بجتی ہیں بیاہ کی نوبت سے ہے بعد زمزمہ در
بجتے ہیں پر جو اوسکے ہے بھرا آسمان
پھرتا ہے اہتمام میں شادی کے رات دن
مقدور کیا کہ ٹھہر سکے دم بھر آسمان

## قطعہ

نطق شیریں ترا وہ ہے کہ ثنا میں جسکی
تو زباں موجۂ دریا ہو اگر ایک زمان

آب دریا میں ہو یہ جوش حلاوت پیدا
لب دریا بھی بہم ہو کے ہوں دونو چسپان

اس قدر تابع فرماں ہے زمانہ تیرا
ہو نہ گلشن میں بھی روئیدہ گل نافرمان

ہو گئے سرسبز بہاران کرم سے تیرے
شاخ پر گل چمن دہر میں ہیں شاخ کمان

بلکہ حیرت کی نہیں جا کہ سر شاخ خدنگ
روش غنچۂ گل ہو دے شگفتہ پیکان

وہ ترا زور حمایت ہے کہ جسکے باعث
ناتوانوں کو بھی ہے دہر میں تاب و توان

ہل سکیں پھر نہ جگہ سے کبھی گر باندھ رکھیں
ایک تار نگہ مور سے سو پیل دمان

دیگ مطبخ پہ تری یہ فلک پر انجم
کیا عجب صورت سرپوش ہو گر قطرہ فشان

بیل تیرا گل سوسن کا بڑا ایک انبار
گل مہتاب کے گلدستے ہیں اسکے دندان

اوسکی خرطوم کسی دلبر لیلی وش کی
جعد مشکیں ہے کہ ہو کاکل عنبر افشان

لکھوں شوخی جو تری توسن چالاک کی میں
اشہب خامہ بھی ہو موج رم برق جہان

وقت کاوے گر دم معرکہ کب اوس کا
سر حاسد کو رکھے صورت گوئے چوگان

اے فلک جاہ ترے درگہ میں وہ ذرۂ خاک
جس سے خورشید چنے اپنی جبیں پر افشان

طبع رنگیں ہیں تری وہ چمن لالہ و گل
روبرو جسکے ہے گلزار ارم خارستان

عید اضحی تجھے ہر سال مبارک ہووے
تجھپہ ہو سایۂ حق اور ترے سایہ میں جہان

تیرے ہاتھوں سے کماں ہو جو سعادت اندوز
کیا تعجب ہے کہ ہو رشک ہما زاغ کمان

قہر نازل ہو فلک سے جو ترے اعدا پر
چشمۂ مہر ہو مانند تنور طوفان

اسطرح عدل سے ہیں تیرے بہم آتش و آب
جسطرح آئینہ میں عکس رخ شعلہ رخان

تیرے احساں سے ہر انساں ہے غلامی میں ترے
سچ کہا ہے کہ الانسان عبید الاحسان

دل میں ہے جوش مضامین تو نہایت لیکن
دل حوادث سے زمانے کے ہے بے تاب و توان

ذوق کرتا ہے ثنا ختم دعا پر تیری
کیا لکھے وہ ترے اوصاف کہ قاصر ہو زبان

## قصیدہ دوازدہم

فرد حساب صرف سے اس بیاہ کے ہو کم | گو لاکھہ جمع و خرچ کا ہو دفتر آسمان
توروں کی بخت مطبخ عالی میں آ گئا | ہے جسکا ایک تودۂ خاکستر آسمان
اس روشنی کی چند دکھا دیجو پچیاں | نازاں ہے آفتاب کے بجے پہ آسمان
ابر بہار دو دچراغان سے تو یہ تو | ہوں سات آسماں کی جگہ ستر آسمان
چشم قمر میں اور بھی ہو روشنی دو چند | کاجل لگائے اوسکے دہوئیں سے گر آسمان
کرڈالے پارہ پارہ فلیتوں کے واسطے | مہتاب کو سمجھہ کے کہیں چادر آسمان
یہ کہنہ و سیاہ وہ خوش رنگ تو یہ نو | خایق ہو کیا سبو چہ ساحق پہ آسمان
ٹھلیوں میں وہ نقل پڑی اسکا عکس | لے کہکشاں کی مانگ میں موتی بہر آسمان
آرایش ایسی اور وہ گل ہائے رنگ رنگ | اونے سا جنہیں غنچۂ نیلوفر آسمان
بنوائے انہیں پھول طلائی و نقرئی | لے لیکے ماہ و مہر سے سیم و زر آسمان
نقار خانے کی ہے چراغاں سے وہ شکوہ | گویا ہے اک زمیں پہ ثریا ز اختر آسمان

## قطعہ

کرتا ہے رقص تخت پہ نقار خانے کے | شہنائی کی صدا کو جو سن سنکر آسمان
آوازۂ دمامہ نوبت سے گونج اوٹھا | وہ جو سب آسمانوں کے اوپر ہے آسمان
دولہا دولہن کی ہو یہ علامت سہاگ کی | آیا ہے اک سہاگ پرا بنکر آسمان
جائے عجب نہیں ہے کہ عطر سہاگ کے | شیشے کے شیشے بہر کو لنڈھادے گر آسمان
یارب ہمیشہ دولہا دولہن میں رہے سہاگ | جبتک کہ ہووے نیچے زمیں اوپر آسمان
منہدی کے وصف لکھنے کو قابل نہیں کہ ہے | نیلا سا ایک کاغذ بے مسطر آسمان
جو برج اڑے ہیں اوڑکے یہ ہوتا ہے وہ بلند | رکھہ لے ہے سر پہ مثل گل احمر آسمان
کرتا رہا برات کی شب شام سے نثار | شبنم کی جائے صبح تلک گوہر آسمان
ہو بیچے براتیوں کے نہ ہرگز ہجوم کو | انجم سے لاکھہ جمع کرے لشکر آسمان
عیش و طرب کو مژدہ کہ کرتا جہاتمیں ہے | زہرا سے اب قران مہ انور آسمان
ہنگام بزم عقد ستاروں کے واسطے | کیا کیا سجے ہے اوج و شرف کے گھر آسمان
بدبیں کی ہے نظر کہ جلانے کے واسطے | انجم سپند آگ شفق مجمر آسمان

جنوں سہرا [illegible] کے دولہا ہو سوار | [illegible] جھلک جھلک کہکشاں آسمان
کیا کیا بلائیں [illegible] | [illegible] پر سرو [illegible] آسمان
[illegible] | [illegible] آسمان
دولہا کے [illegible] | [illegible] آسمان
ایسا نہیں [illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible] آسمان
[illegible] وہ مثل [illegible] | [illegible] آسمان
شادی کا [illegible] طواف [illegible] | [illegible] آسمان
وہ شاہ [illegible] | [illegible] آفتاب
وہ آفتاب [illegible] | [illegible] آسمان
وہ [illegible] | [illegible] آسمان
مطلع [illegible] آفتاب [illegible] آسمان

## مطلع ثانی

تجھسا زمیں پہ دیکھے جو فرخ فر آسماں / قرباں نہ کیوں زمیں کے ہو پھر پھر کر آسماں

طالع سدا مساعد و عالم سدا مطیع / کوکب ہمیشہ یار ترا یاور آسماں

نہ آسماں سے رتبہ ترا یوں بلند تر / جسطرح کوہسار سے بالاتر آسماں

خطبے کے واسطے ترے نام بلند کے / گر مشتری خطیب ہو تو منبر آسماں

وہ بحر بیکراں ہو تری ہمت وسیع / ہے بلبلا سا ایک کنارے بہ آسماں

دریائے قہر تیرا جو طوفاں کرے بپا / بہ جائے مثل کشتی بے لنگر آسماں

قد پر ترے وہ راست قبا ہی علو جاہ / زیبندہ جس کے واسطے بالا بر آسماں

تیری گہر فشانی دست کرم سی ہے / گویا کہ ایک دامن پر گوہر آسماں

چمکائے تیغ تیز کو اقبال گر تیرا / ہو مصقلہ ہلال تو صیقل گر آسماں

یوں دل میں تیری جلوہ ذات محیط حق / آجائے جیسے آئینہ کے اندر آسماں

سرعت میں تیرا رخش فلک سیر کیا شہاب / رفعت میں بھی ہے پیل جبل پیکر آسماں

شایاں عجب نہیں تری شبدیز کے لیئے / ہو وائے ماہ نو سے رکاب زر آسماں

ہو پیچانہ اُسکے کا دیکھے انداز کو کبھی / کھاتا رہا زمیں پہ سدا چکر آسماں

انجم ہیں کیا شرر ترے نعل سمند کے / ہے بلکہ تیرا گرد رہ لشکر آسماں

## قطعہ

مانا اگر بلندی شان و شکوہ میں / تا تہی سے تیرے ہو بھی گیا ہمسر آسماں

پر اُسکے نقش پا کے مقابل بنا سکے / چار آفتاب ایک جگہہ کیونکر آسماں

یہ ذوق کی دعا ہے کہ جبتک زمانے میں / منسوب ہر ستارے سے ہو وے اگر آسماں

بزم نشاط و عیش رہی تیری گھر میں روز / لائے ہمیشہ تیری مرادیں بر آسماں

مارے جگر میں حاسد بدخواہ کے تری / تار خطوط مہر سے سو نشتر آسماں

## قصیدۂ مسدس دعائیہ

سر پیرا آرائے گردوں جبتلک سلطان خاور ہو / قمر دستور اعظم صدر اعلی سعد اکبر ہو

عطارد میر منشی زہرہ ناظر آسماں پر ہو / زحل میر عمارت مرگ گردوں میر لشکر ہو

سر ہفت آسماں جبتک کہ دو ہفت اختر ہو / الٰہی یہ بہادر شاہ شاہ ہفت کشور ہو

رہے تا نام سلیمان تا نگیں حکمرانی سے
رہے تا نام فریدوں تا درفش کاویانی سے
رہے دارا کو تا نام آوری تاج کیانی سے
سکندر تا ہو نامی سکہ کشورستانی سے

ترا اے خسرو والا حشم عالم مسخر ہو
سریر سلطنت پر تو ہمیشہ داد گستر ہو

بخار ارض سے تا ہو ابر اور ابر میں پانی
رواں گنگا سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی
رہیں ہیں تا ہوں کان اور کان میں تا ہو گرانی
نگے جوہر سے تا ہو قیمت اور قیمت کو ارزانی

تری شمشیر جوہر دار میں نصرت کا جوہر ہو
ترے قبضے میں تحریر گہر ہو کان پر نم ہو

رکھیں تا عود کو آتش پہ اور آتش کو مجمر میں
گل تر تا ہو گلداں میں رہے تا گل ہی زیور میں
رہے نافے میں مشک اور قرار دیوے مشک عنبر میں
صدف میں تا ہو گوہر اور ہو تا آب گوہر میں

تری بزم کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو
شمیم خلق سے تیری جہاں کا مغز معطر ہو

| | |
|---|---|
| طریق رہبری میں خضر ہو جبتک ملے ایت فن | سہارا ہووے تا بحر غریق الیاس کا دامن |
| سہو ادریس تا قطع تعلق سے جنان مسکن | مسیحا کا ہو بالاخانہ تا خورشید سے روشن |

چراغ عمر سے تیری جہاں سارا منور ہو
فروغ اسلام کو ہو رونق دین پیمبر ہو

| | |
|---|---|
| شفق گلگونہ ہو جب تک سحر کی روئے نیکو کو | کرے آراستہ تا شام اپنے موئے گیسو کو |
| ثریا نورتن تا کہکشاں کے ہووے بازو کو | کرے وسمے سے تا قوس قزح سبز اپنے ابرو کو |

لب پان خوردہ دشمن کے لہو سے تیرا احمر ہو
سر بد خواہ فندق تیری انگشت سناں پر ہو

| | |
|---|---|
| گلستاں میں ہو تا گل اور گل سے شاخ ہو پیدا | نیستاں میں ہو تا نے اور نے سے نغمہ ہو پیدا |
| نہال تاک میں انگور ہو انگور میں صہبا | نشہ صہبا میں ہو اور ہو نشہ جبتک نشاط افزا |

شراب عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو
ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

| | |
|---|---|
| رہے تا کام دینداروں کو احکام شریعت سے | خوشی تا حاجیوں کو ہووے کعبہ کی زیارت سے |
| رہے تا عابدوں کو شوق محراب عبادت سے | نماز اہل سنت تا ہو مسجد کی جماعت سے |

ترا خطبے میں ہو نام اور خطبہ زیب منبر ہو
ترا حامی ابوبکر و عمر عثمان و حیدر ہو

| | |
|---|---|
| قلم تا راستی پیشہ ہو اور کاغذ صفا آئین | قلمزن تا ہو مشک افشاں و کاغذ خط سے مشک آگیں |
| زباں تا پر سخن ہو اور سخن میں معنی رنگیں | سخن تا داد چاہے اور تا اہل سخن تحسین |

ترا مداح دائم خسرو ا ذوق سخنور ہو
ہمیشہ تہنیت خواں ہو دعا گو ہو ثنا گر ہو

## اشعار متفرقات قصائد و قطعات وغیرہ محسنات

### مطلع

| | |
|---|---|
| لکھتے ہیں کسکی تہنیت عید مدح خواں | آراستہ ہوا جو قلمدان آسمان |

ناتمام

[illegible]

مطلع

[illegible]

ناتمام

[illegible]

| | |
|---|---|
| پا تا گرداب سے ہے گردہ سنان آبی | تیری بخشش سے جو دریا کا معین ہے کفاف |
| دست ہمت نے تری کھوئی روپیہ کی یہ قدر | چھلکیوں نہیں ہیں اوراتی اُسے کیا کیا صرف |

## فرد

| | |
|---|---|
| دیتا ہے تری فوج میں نقارہ جب فلک | آتا ہے صاف چوب کی صورت نظر ہلال |

## فرد

| | |
|---|---|
| تا نسر طائر ایک پرندہ نہ بچ سکے | منظور تجھکو جب کہ شکار پرند ہو |

## مطلع قصیدہ مدح حضرت بادشاہ اکبر شاہ جنت آرامگاہ

| | |
|---|---|
| نام کو اللہ اکبر کیا تری توقیر ہے | داخل ہر بانگ ہر شامل ہر تکبیر ہے |

## ناتمام

| | |
|---|---|
| کروں اگر رقم تہنیت کا آج آہنگ | تو نکلے میری قلم سے صدائے بربط و چنگ |
| ترا وہ زور حمایت ہے پاؤں کو اپنے | کرے ہے شیر کی چربی سے مالش آہوئے لنگ |
| شہا تری رخ روشن کو کسے دوں تشبیہ | کہ مہر و مہ کو گہن لازم آئینہ کو ہے زنگ |

## مطلع

| | |
|---|---|
| ہیں وہ نعلین خسروا تیری سرا ورنگ گل | جن پہ کھاتا ہے چمن میں تختۂ اورنگ گل |

## ناتمام

| | |
|---|---|
| کرے ہے مہر علی دل کو صاف پر انوار | طلوع شمس پہ موقوف ہے وجود نہار |
| علی سے ہے کیونکہ نہ ہو زیر لشکر کفار | علی ہے شکل علم اور علی ہے عرف جار |

## مخمس در مدح

| | |
|---|---|
| خسروا جھکے سر گنبد دوار ہلال | خود لب عجز سے کرتا ہے یہ اقرار ہلال |
| حاضر خدمت عالی ہے بہر کار ہلال | گرز بردار ہے خورشید کماں دار ہلال |
| آسماں لیکے سپر چلتا ہے تلوار ہلال | |
| دست ہمت تا خورشید سے ہے بالاتر | تیری بخشش سے ہے نیساں عرق شرم میں تر |
| آئیں تیرے در دولت پہ گدایانہ اگر | اپنے کاسے میں بھری چرخ وہیں لعل و گہر |

اور تھی تسکین دل سے درہم و دینار ہلال

کرتا ہے سخن پر تری دعا کو ہر لحظہ ذوق
عید ہر سال ہو روز تجھے با حشمت و جاہ
تیری دولت سے ہوں خرسند ترے دولتخواہ
اور جو حاسد ہیں ترے واسطے ان کے ہر ماہ
چرخ پر تیز کرے خنجر خونخوار ہلال

## قصیدہ ناتمام در منقبت

لکھوں جو میں کوئی مضمون نظم چرخ برین
تو کربلا کی زمیں میری غزل کی زمین
یہ حال ہے مرا ضعف و قلم سے کہ مجھے
صدائے صور قیامت ہے ہر مگس کی طنین
زمانہ عربدہ پرداز و بخت بدنا ساز
ستارہ بر سر پرخاش و چرخ بر سر کین
عجب نہیں ہے کہ راہ سخن چلایا مجھے
بنا دے تیرے طویلے کی واسطے خرزین

## ناتمام

پیری میں پر غرور ہے جام شراب ناب
پائے فروغ صبح نے نور آفتاب

تائب نہ ہو تو اس سے کہ ڈاڑھی ہوئی سفید
کر خوب مے کشی کہ یہ ہے سیر ماہتاب

ہے پیر دل خنک کی ہوا پر بقائے عمر
یہ برف وہ نہیں جسے رکھیں تہ سرداب

جو دم مزے سے گذرے غنیمت سمجھ اُسے
گردش ہے آسماں کو زمانے کو انقلاب

دے گر چمن کو گریہ مستانہ میرا آب
بیضوں سے بلبلوں کے ہو پیدا بط شراب

جاگ اُٹھیں وہ خواب عدم میں ہیں ہوشمند
مستی میں گر بلند ہو میری صفیر خواب

## مدح

کرتا ہے روز و شب کو برابر شہنشہا
میزان عدل سے ترے میزان میں آفتاب

خورشید کھینچتا ہے جو برج اسد پہ تیغ
چاہے شیر جنگ وہ تجھ سے مگر خطاب

## ناتمام

ساون میں دیا تو مہ شوال دکھائی
برسات میں عید آئی قدح کش کی بن آئی

کرتا ہے ہلال ابروئے پر خم سے اشارہ
ساقی کو کہ بھر بادہ سے کشتی طلائی

کوندے ہے جو بجلی تو یہ سوجھی ہے نشہ میں
ساقی نے ہے آتش پہ مے تیز اڑائی

پہونچا کمک لشکر باراں ہے یہ زور
ہر نالہ کی ہے دشت میں دریا پہ چڑھائی

کیا ساغر زریں کو کیا جلد مہیا
ساقی نے تو سرسوں ہے ہتیلی پہ جمائی

کرتی ہے صبا آکے کبھی غالیہ بیزی
کرتی ہے نسیم آکے کبھی لخلخہ سائی

رخسار گل چین ہے سرخی سے یہ عالم
جوں وقت غضب چہرۂ ترکان خطائی

سردی حنا پہونچی ہے عاشق کے جگر تک
معشوق کا گر ہاتھ میں ہے دست حنائی

## مطلع در مدح

یوں کرسی زر پر ہے تری جلوہ نمائی ہے
مطلع سی مصحف ہو سر رحل طلائی

مانع جو ہوا دست درازی کو ترا عدل
پروانہ کو پھر شمع نے اونگلی نہ لگائی

## سہرا

اے جواں بخت مبارک تجھے سر پر سہرا
آج ہے یمن و سعادت کا ترے سر سہرا

آج وہ دن ہے کہ لائے ہیں جو انجم سے فلک
کشتی زر میں مہ نو کی لگا کر سہرا

تابش حسن سے مانند شعاع خورشید
رخ پہ نور پہ ہے تیرے منور سہرا

وہ کہے صل علیٰ یہ کہے سبحان اللہ
[illegible]

کثرت تار نظر سے تماشائیوں کے
دم نظارہ ترے روئے نکو پہ سہرا

ور خوش آب مضامیں سے بنا کر لایا
واسطے تیرے ترا ذوق ثنا گر سہرا

جسکو دعوے ہو سخن کا یہ سنادے اسکو
دیکھ اس طرح سے کہتے ہیں سخنور سہرا

## رباعیات مدح

شاہا تجھے باد دولت و بخت فیروز
فرخ ہو سدا جہاں میں جشن نوروز

ہو وے شرف اندوز تری طالع سے
ہر سال حمل میں مہ عالم افروز

## رباعی

خورشید سے اک روز جہاں میں نوروز
اور تجھسے جہان روز مسرت اندوز

ہے تجھکو زمانے میں شرف دوازدہ ماہ
اور ہے مہر جہانتاب کو اک ماہ اک روز

## رباعی

کہتا ہے یہ فیروزی رنگ نوروز
تو ہو صفت اعدا پہ مظفر فیروز

ہو دشمن سرکش کے لیئے سہم الموت
اے شاہ عدو کش ترا تیر دلدوز

## قطعہ

دعا ہے ذوق کی ہو خلعت ولیعہدی
مبارک آپ کو با آفتابی و کرسی

یہ آفتابی و کرسی خدا کرے فرخ
بحق سورہ والشمس و آیۃ الکرسی

## اشعار قصیدہ

آگے تیری طبع موزوں کے ہو اک فعل عبث
یہ جو کرتے ہیں عروضی فاعلاتن فاعلات

فیض سے تیرے نہ کیونکر اک جہاں سیراب ہو
ذات ہے تیری شہا سرچشمۂ آب حیات

## اشعار قصیدہ ہفت زبان

جبکہ سرطان و اسد مہر کا ٹھہرا مسکن
آب و ابلولہ ہوئے نشو و نمائے گلشن

جوش روئیدگی سے ... [illegible]
آیت انبت اللہ نباتا حسن

جسطرح شعلہ کا عالم ہو بفانوس خیال
خوف سے یوں ترے لرزاں ہے عدو در پیرہن

## فرد

[illegible] آتش و آب و خاک و باد
حل نہ سکیں [illegible] آتش و آب و خاک و باد

## فرد

تا کہ یہ گبر اور ہنود طاق پرست ہوں باد
چھوڑ دیں شرک پوجنا آتش و آب و خاک و باد

## خاتمۃ الطبع

الحمدللہ کہ نسخہ دیوان ذوق مشہور و معروف نزدیک و دور منشی [illegible] جی نرائن صاحب قوم کایتھ سری واستو [illegible] مہتمم مطبع کے اہتمام سے جوہر ہند پریس دہلی میں چھپکر شائع ہوا فقط